بہائی تحریک

پر

تبصرہ

ابوالعطاء جالندھری

عرضِ حال

امسال موسمِ گرما میں نظارت دعوت و تبلیغ نے مجھے کشمیر میں متعین کیا۔ قیامِ سرینگر کے عرصہ میں بہائی مبلغین سے بھی گفتگو ہوتی رہی بہائیت کے متعلق بعض لیکچر بھی دیئے گئے۔ چونکہ اکثر لوگ بہائی تحریک کی حقیقت اور اسکی غرض و غایت سے ناواقف ہیں اور بہائی صاحبان عام دلربا باتوں کے علاوہ اپنی اس شریعت تک کو ظاہر نہیں کرتے جس کے متعلق انکا عقیدہ ہے کہ اسکے آنے سے قرآن مجید منسوخ ہو گیا ہے (نعوذ باللہ) اور اب سارے مذاہب کے لوگ جبتک اسپر عمل نہ کریں انکی نجات نہیں ہو سکتی اسلئے لیکچروں اور گفتگو کے علاوہ یہ بھی مناسب سمجھا گیا کہ بہائی تحریک پر ایک مفصل تبصرہ بھی شائع کیا جائے جسمیں بابیت اور بہائیت کی تاریخ و اصولوں کے بیان کے علاوہ بہائی شریعت بھی من و عن شائع کر دی جائے نیز اس شریعت کا اسلامی شریعت سے مختصر موازنہ ہو اور بانی بہائیت کے دعوئ الوہیت پر بھی روشنی ڈالی جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

زیرِ نظر رسالہ "بہائی تحریک پر تبصرہ" کا ایک حصہ میں نے سرینگر اور آسنور میں مرتب کیا اور ایک حصہ قادیان شریف آ کر لکھا ہے مجھے اعتراف ہے کہ میں تبلیغی سفروں وغیرہ کے باعث اس رسالہ کو حسبِ دلخواہ شائع نہیں کر رہا۔ گو مجھے توقع ہے کہ مضامین کے اعتبار سے "بہائی تحریک پر تبصرہ" اسم بامسمّٰی ثابت ہو گا۔ انشاء اللہ۔ اگر معزز قارئین کوئی قابلِ اصلاح امر محسوس کریں تو براہِ کرم خاکسار کو مطلع فرمائیں۔ تا آئندہ اشاعت میں اس نقص کو دور کرنے کی کوشش کی جائے اس سلسلہ میں ہر تنقید اور ہر مشورہ شکریہ کے ساتھ قبول ہو گا۔ وَبِاللّٰہِ التَّوفِیقُ۔

میں جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی حوصلہ افزائی اور جناب مولوی فضل الدین صاحب وکیل و اخویم شیخ عبد القادر صاحب مولوی فاضل کے مشوروں اور تعاون کا شکر گذار ہوں۔ جَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء۔

اے میرے ہادی خدا! تو اپنے کرم سے اس رسالہ کو قبول فرما! اور اسے بہتوں کی ہدایت کا موجب بنا۔ تا تیری توحید اور جلال دنیا پر ظاہر ہو۔ اور تیرے پاک نبی، ہمارے محسن آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تیری مقدس کتاب قرآن مجید کی عظمت سے لوگ آگاہ ہوں۔ تیرے فرستادہ احمد مرسل اور احمدیت کی حقانیت اہلِ جہان پر روشن ہو۔ اے میرے خدا! تو اسے بہائیت کی تاریکیوں میں مبتلا انسانوں کے لئے شمعِ ہدایت بنا۔ اَللّٰھُمَّ اٰمین یا ربَّ العٰلمین۔

قادیان دارالامان — ادنیٰ خادم سلسلہ احمدیہ

۲۰ ذوالقعدہ ۱۳۵۹ ہجری قمری مطابق ۲۰ فتح ۱۳۱۹ ہجری شمسی — ابوالعطاء جالندھری مولوی فاضل

بہائی تحریک پر تبصرہ

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لِیَہۡلِکَ مَنۡ ہَلَکَ عَنۡۢ بَیِّنَۃٍ وَّ یَحۡیٰی مَنۡ حَیَّ عَنۡۢ بَیِّنَۃٍ

بہائی فتنہ اور اس کا علاج

اسلام کا آغاز ضعف کی حالت میں ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت نمائی کیلئے وادیٔ بطحاء میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرمایا۔ آپ خدائے ذو الجلال کی رسالت کے ادا کرنے میں بطل جلیل ثابت ہوئے۔ خداوند تعالےٰ نے فرمایا تھا اَفَلَا یَرَوۡنَ اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُہَا مِنۡ اَطۡرَافِہَا ؕ اَفَہُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ۝[۱] ہر دن اور ہر رات اسلام کو تقویت حاصل ہوئی اور خدا کا کلمہ بلند ہوا۔ حتیٰ کہ مخالف بھی پکار اٹھے کہ محمد عربی سب نبیوں سے زیادہ کامیاب نبی ہے[۲] اسلام کا عروج ضعف کے بعد ہوا۔ وہ اسکی صداقت کا نشان ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسکی پیشگوئی قبل از وقت بیان کر دی گئی تھی۔ اسی ابتدائی زمانہ میں بتایا گیا تھا کہ اسلام کی ترقی کے بعد پھر ایک دور کمزوری کا آئیگا یوشك ان یأتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمه ولا یبقی من القرآن الا رسمه[۳] کہ لوگ اسلام کی حقیقت سے ناواقف ہونگے اسلام کا نام اور قرآن کے الفاظ باقی رہ جائینگے۔ یہ بھی خبر دی گئی تھی کہ اس آخری زمانہ میں اسلام کے کچلنے کیلئے اندرونی اور بیرونی فتنے بکثرت پیدا ہونگے۔ ان بین یدی الساعة فتنا کقطع اللیل المظلم[۴]۔ ان فتنوں میں سے ایک دجالی فتنہ ہے جسکی مختلف شاخیں ہیں۔ ان شاخوں میں سے ایک شاخ کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الدجال یخرج من ارض بالمشرق یقال لها خراسان[۵]۔ کہ دجال کی تحریک خراسان سے شروع ہوگی۔ دوسری حدیث میں آتا ہے۔ انه خارج خلة بین الشام والعراق فعاث یمیناً و عاث شمالاً[۶]۔ کہ وہ دجال شام اور عراق کے درمیانی راستہ میں سے گذریگا، اور دائیں بائیں فساد پھیلائیگا۔ اس دجال کے زمانہ زندگی کے متعلق بتایا گیا ہے۔ یمکث الدجال فی الارض اربعین سنة[۷]۔ کہ وہ چالیس برس تک رہیگا۔ دجال کے نصب العین کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ مینے اسے رؤیا میں بیت اللہ کے گرد طواف کرتے دیکھا ہے جسکی تعبیر یہ تھی کہ "یدور حول الدین یبغی العوج والفساد"[۸] کہ وہ دین اسلام میں بھی تلاش کرتے اور اسمیں خرابی پیدا کرنیکی کوشش کریگا۔ اس دجال کے مقام ہلاکت کے متعلق رسول خدا صلی اللہ

۱ه انبیاء آیت ۴۴ ۔ ۲ه انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر لفظ قرآن۔ ۳ه مشکوۃ کتاب العلم ص۳۸۔ ۴ه مشکوۃ ص۴۶۳ کتاب الفتن۔ ۵ه مشکوۃ ص[illegible] ۶ه مشکوۃ ص۴۷۳۔ ۷ه مشکوۃ ص۴۷۴۔ ۸ه مجمع البحار جلد ۲ ص۳۳۱

علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ تصرف الملائکة وجهه قبل الشام وهنالك یهلك[۱]۔ کہ ملائکہ اسے مرکز اسلام پر حملہ نہ کرنے دینگے بلکہ اسکا منہ ملک شام کیطرف پھیر دینگے اور وہ وہیں ہلاک ہوگا۔ اللہ کے صادق ترین نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دجال کی ایک علامت یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ اسکے اتباع جو زیادہ تر اصفہان[۲] و ایران کے ہوں گے اسے نبی یا رسول نہ کہینگے، بلکہ اسکے دعویٰ ربوبیت کے ماننے والے ہونگے وہ مومنوں سے کہینگے اُو ما تؤمن بربنا[۳]۔ کہ تم بھی دجال کو رب مانو۔ ان احادیث نبویہ میں دجالی تحریک کی ایک شاخ کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا، اسلام کی حالت کا کمزور ہو جانا اور خراسان سے ایک دجالی تحریک کا اٹھنا اسلام کی صداقت کا ایک اور ثبوت ہے۔

(۲)

ان احادیث میں بیان کردہ علامات کے مطابق بہائی تحریک اس پیشگوئی کی پوری پوری مصداق ہے (۱) بہاء اللہ اور قرۃ العین وغیرہ نے قرآنی شریعت کے منسوخ قرار دینے کی سازش سب سے پہلے بدشت کانفرنس (علاقہ خراسان) میں کی تھی[۴]۔ (۲) بہاء اللہ شام اور عراق کے درمیانی راستوں میں فساد پھیلاتا ہوا قسطنطنیہ و ادرنہ وغیرہ گیا۔[۵] (۳) بہائیوں کا دعویٰ ہے۔ کہ بہاء اللہ کی مدت تقریباً چالیس برس تھی[۶]۔ (۴) بہاء اللہ کا پروگرام یہی تھا کہ کسی طرح اسلامی شریعت میں نقائص ثابت کرے اور اسے منسوخ قرار دیکر مسلمانوں کے اعراض کا انتقام لے۔[۷] (۵) قدرت نے اسے ایران سے نکالکر بغداد اور قسطنطنیہ کے بعد عکا ملک شام میں بند کر دیا یہانتک کہ اسی علاقہ میں فوت ہوا۔ (۶) بہاء اللہ کے اتباع فلسطین، مصر اور ہندوستان وغیرہ میں جو بھی پائے جاتے ہیں ان میں سے بڑی تعداد اصفہانی اور ایرانی لوگوں کی ہے۔ (۷) بہائی صاف کہتے ہیں کہ ہم بہاء اللہ کو نبوت یا رسالت سے متصف نہیں مانتے بلکہ اسے مقام ربوبیت پر مانتے ہیں لکھا ہے: "ظہور قائم موعود ظہور مقام ربوبیت و شارعیت است"[۸]

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝[۹] کہ ہم اسلام کی حفاظت کریں گے اور اسکے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا ازالہ کرینگے۔ اس دجالی فتنہ کا کیا علاج بتایا گیا تھا اور کیا وہ علاج پیدا ہو گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دجالی فتنوں کے استیصال کیلئے مسیح موعود اور مہدی معہود کی بعثت مقدر ہے۔ مسلم کی حدیث میں دجالی فتنہ کے بعد بعثت مسیح کا ذکر ہے[۱۰]۔ اور مہدی کے متعلق

۱ه مشکوۃ ص۴۷۵۔ ۲ه مشکوۃ ص۴۷۵۔ ۳ه مشکوۃ ص۴۷۴۔ ۴ه الکواکب الدریہ جلد ۱ ص۲۱۶۔ ۵ه عصر جدید۔ ۶ه الفرائد ص۲۸۰۔ ۷ه اقتدار ص۴۶۔ ۸ه الفرائد ص۶۹۳۔ ۹ه الحجر آیت ۹۔ ۱۰ه مشکوۃ ص۴۷۳

حسب ذیل حدیث بہائیوں نے خود پیش کی ہے:۔

"یقیم الدین وینفخ الروح فی الاسلام یعزالله به الاسلام بعد ذله و یحییه بعد موته" [۱]

ترجمہ: مہدی اسلام کو قائم کریگا اور اس میں روح پھونکیگا اسکے ذریعہ اللہ تعالیٰ اسلام کو پھر عزت بخشیگا اور اسکی پژمردگی کے بعد دوبارہ زندگی عطا کریگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "سیکون فی آخر هذه الامة قوم لهم مثل اجر اولهم یامرون بالمعروف وینهون عن المنکر ویقاتلون اهل الفتن" [۲] کہ امت محمدیہ کے آخری حصہ میں ایک جماعت ہوگی جنکو صحابہ کیطرح اجر ملیگا۔ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرینگے اور اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا مقابلہ کریں گے۔" یہ لوگ یقیناً مسیح موعود کی جماعت ہیں جنکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ از سر نو اسلام کی عزت قائم کریگا! اور دجال جن نقائص کو قرآن مجید کیطرف منسوب کریگا انکا ازالہ کریگا کیونکہ آنحضرت نے رؤیا میں مسیح موعودؑ کو [illegible] بیت اللہ [illegible] کرتے دیکھا ہے۔ جسکا مطلب یہ تھا کہ "یطوف حول الدین لاقامة اموده واصلاح فساده" [۳] وہ دین اسلام کی بے نظیر خدمت کریگا۔

(۳)

جب اسلام کیخلاف فتنہ پیدا ہونیکی خبر پوری ہوچکی تو ضرور تھا کہ اس فتنہ کا علاج بھی پیدا ہو۔ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"آخر جبکہ بڑے بڑے صدمات اسلام پر وارد ہوکر تیرھویں صدی پوری ہوئی اور اس منحوس صدی میں ہزارہا قسم کے اسلام کو زخم پہنچے اور چودھویں صدی کا آغاز شروع ہوا تو ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کی قدیم سنت کے موافق موجودہ مفاسد کی اصلاح اور دین کی تجدید کیلئے کوئی پیدا ہوتا۔ سو اگرچہ اس عاجز کو کیسا ہی تحقیر کی نظر سے دیکھا جائے مگر خدا نے اس امت کا خاتم الخلفاء اسی اپنے بندے کو ٹھہرایا۔" [۴]

بہائیت کی بنیاد اس امر پر تھی کہ قرآنی شریعت منسوخ ہے۔ مگر بانی سلسلہ احمدیہ نے اس زہر کا تریاق پیش کرتے ہوئے فرمایا:۔

(الف) "اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کا تبدیل یا تغیر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔" [۵]

(ب) "تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔" [۶]

---

۱ الفرائد [illegible] ۲ مشکوٰۃ ۳ تتمہ شرح مشکوٰۃ برحاشیہ [illegible] ۴ چشمہ معرفت ص ۳۱۵ ۵ ازالہ اوہام [illegible] ۶ کشتی نوح [illegible]

(ج) "قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ جس قدر انسان کی حاجت تھی وہ سب کچھ قرآن شریف بیان کرچکا۔" [۱]

(د) "خدا اس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے۔ اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے۔" [۲]

غرض اللہ تعالیٰ نے بہائی تحریک کے علاج کیلئے احمدیت کو قائم کیا اور عین صدی کے سر پر۔ مبارک وہ جو وقت اور ضرورت کو سمجھے اور اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کیساتھ شامل ہوکر حق کی تائید کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"مجھے چودھویں صدی کے سر پر جیسا کہ مسیح ابن مریم چودھویں صدی کے سر پر آیا تھا مسیح الاسلام کرکے بھیجا۔ اور میرے لئے اپنے زبردست نشان دکھلا رہا ہے۔ اور آسمان کے نیچے کسی مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہیں کہ ان کا مقابلہ کرسکے۔ اور خدا کا مقابلہ عاجز انسان کیا کرسکے۔ یہ تو وہ بنیادی اینٹ ہے جو خدا کیطرف سے ہے۔ ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہیگا وہ توڑ نہیں سکیگا مگر یہ اینٹ جب اس پر پڑیگی تو اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگی کیونکہ اینٹ خدا کی اور ہاتھ خدا کا ہے۔" [۳]

بہاء اللہ ناسخ الاسلام ہونیکا دعویدار ہے۔ اور سیدنا حضرت احمد قادیانی علیہ السلام مسیح الاسلام ہیں۔ ایران سے یہ زہر پیدا ہوا۔ اور ایک مسیح الاسلام وجود کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کا تریاق نازل فرمایا۔ جس نے سرزمین ہند سے بحیثیت آدمؑ ہے پکارا کہ

پھر دوبارہ ہے اتارا تو نے آدم کو یہاں
تا وہ نخل راستی اس ملک میں لاوے ثمار

وَاللّٰهُ يُتِمُّ كَلِمَتَهٗ وَيَنْصُرُ عَبْدَهٗ وَيُرِيهِ حِزْبَهٗ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝

---

۱ چشمہ معرفت [illegible] ۲ چشمہ معرفت [illegible] ۳ کشتی نوح [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فصل اوّل

بابی تحریک کی تاریخ

امام غائب کے باب کے متعلق شیعی عقیدہ

بابی تحریک کا آغاز ملک ایران میں ہوا۔ اس تحریک کے اسباب و دواعی کو جاننے کیلئے ایران کی اُسوقت کی مذہبی و ملکی حالت پر نگاہ ڈالنا ضروری ہے۔ جب اس تحریک کا آغاز ہوا تھا ایرانی مسلمانوں کی اکثریت شیعہ ہے اثنا عشری شیعہ صاحبان کا عقیدہ ہے۔ کہ ان کے بارھویں امام حضرت محمد بن حسن عسکری غائب ہیں سو وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہونگے۔ انکے غائب رہنے کے زمانہ میں ان سے تعلق کا ذریعہ جو شخص ہوتا ہے اسے شیعی اصطلاح میں باب کہتے ہیں مشہور شیعہ مصنف ابو جعفر ابن بابویہ القمی لکھتے ہیں :۔

"وله الى هذا الوقت من يدعى من شيعته الثقات المستورين انه باب اليه وسبب يؤدي عنه الى شيعته امره ونهيه"[1]

کہ اسوقت تک امام غائب کے معتبر اتباع میں سے ایسے دعویدار پیدا ہوتے رہے ہیں، جو کہتے ہیں کہ وہ اسکے لئے باب یعنی دروازہ ہیں اور اس کا امر و نہی اسکے مریدوں کو پہنچاتے ہیں"

علامہ قمی کے نزدیک ایسے بابوں کا سلسلہ ہمیشہ کیلئے جاری ہے[2] چنانچہ

---

[1] اکمال الدین ص۵۱ [2] اکمال الدین ص۲۳ و ص۳۶۹

امام غائب کی غیبوبت کے بعد شیعوں میں یکے بعد دیگرے چار اشخاص نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم امام غائب کے نائب یا باب ہیں۔ ان میں سے چوتھے باب کا نام ابو الحسن علی بن محمد السمری تھا۔ جو بقول بہائی مؤرخ عبد الحسین صاحب ۲۶۰ سنہ ہجری میں فوت ہو گیا تھا[1]۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ باب چہارم ابو الحسن السمری ۱۵ شعبان ۳۲۸ سنہ ہجری کو فوت ہوا تھا[2]۔ اور اسی تاریخ سے شیعوں کے نزدیک غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہوا ہے۔ اس کی وفات کے بعد عام طور پر نائب کا طریقہ مسدود سمجھا گیا۔ مگر یہ خیال قائم رہا۔ ایک بہائی لکھتے ہیں :۔

"بہت پرانے وقتوں سے ایران میں یہ روائیت چلی آ رہی تھی کہ بارھویں امام جو غائب ہو گئے ہیں، تو اپنے فضل کی رو سے اپنے سچے اور طالب معتقدوں کو اپنا دیدار دکھانے کے واسطے دنیا میں اس خدمت کیلئے کسی بزرگ اور پرہیزگار آدمی کو مامور رکھتے ہیں۔ اس آدمی کو وہ اپنی اصطلاح میں باب کا لقب دیتے تھے"[3]

بارھویں صدی ہجری کے اواخر میں امام غائب کے منتظرین پر یاس کی حالت طاری ہو رہی تھی۔ اور اس عقیدہ میں لمبے انتظار کے باعث تزلزل پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ علامہ مجلسی اور کتاب اکمال الدین کے مصنف نے جس خیال کو قرونِ وسطیٰ میں راسخ کیا تھا۔ اب اسکی بنیادیں ہل رہی تھیں۔ اسلئے شیعہ صاحبان میں ایسے لوگ کھڑے ہوئے جنھوں نے اپنے پیروؤں کو "قرب ظہور" کی امید پر اس پرانے خیال سے وابستہ رکھنے کی کوشش کی۔ ایران میں ایسے لوگوں میں سے الشیخ احمد الاحسائی اور السید کاظم الرشتی خاص طور پر قابل ذکر ہیں کیونکہ بابیت اور بہائیت

---

[1] الکواکب الدریۃ عربی جلد ۱ ص۲۴ - [2] مقدمہ نقطۃ الکاف مرتبہ پروفیسر ایڈورڈ براؤن ص[illegible] -

[3] رسالہ بہاء اللہ کی تعلیمات مطبوعہ آگرہ ص۵

اسی درخت کی شاخیں ہیں۔ جسے ان دو اشخاص نے سرزمین ایران و عراق میں بویا تھا۔ اور یہ کہنا بالکل درست ہے کہ سید علی محمد باب اور مرزا حسین علی بہاء کی تحریک شیخ احسائی اور سید کاظم کی تحریک کا نتیجہ تھی۔

فرقہ شیخیہ اور اس کا بانی

الشیخ احمد الاحسائی بانی فرقہ شیخیہ بحرین کے علاقہ میں بنی صخر قبیلہ میں ۱۱۵۷ھ ہجری مطابق ۱۷۴۳ء عیسوی میں پیدا ہوا تھا۔ والد کا نام الشیخ زین الدین الاحسائی تھا۔ پچاسی (۸۵) برس کی عمر میں ۲۱ ذوالقعدہ ۱۲۴۲ھ ہجری مطابق ۱۸۲۶ء کو مدینہ منورہ کے راستہ میں الشیخ احمد کا انتقال ہوا[1] شیخ موصوف نے تحصیل علم کے بعد جن خیالات کا اظہار شروع کیا، وہ اصولی طور پر شیعہ خیالات ہی تھے لیکن تفسیر قرآن مجید اور احادیث کی تاویل میں ان کا طریق علیحدہ تھا۔ اسی بنا پر ان کے ماننے والے شیخیہ فرقہ کے نام سے موسوم ہونے لگے۔ بہائی عالم ابوالفضل لکھتے ہیں:-

"ان السید الاحسائی ولد فی القرن الثانی عشر الهجری واشتهر بالعلم والفضل واوجد مذهبًا خاصًا فی المعارف الروحانیة وتفسیر القرآن والاحادیث النبویة ولذلك اشتهر تلامذته فی حیاته وحزبه بعد وفاته بالفرقة الشیخیة ...... والفرقة الشیخیة معروفة فی بلاد العراق ومنها انتشر مذهبهم الی فارس و خراسان وسائر ممالك ایران[2]"

ترجمہ:- الشیخ احمد احسائی بارھویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے۔ علم و فضل میں مشہور رہے۔ انہوں نے روحانی معارف اور قرآن و حدیث کی تفسیر میں خاص مذہب ایجاد کیا تھا۔ اسلئے انکی زندگی میں ان کے شاگرد اور ان کی وفات کے بعد ان کا گروہ فرقہ شیخیہ کے نام سے مشہور رہا۔ فرقہ شیخیہ عراق میں معروف ہے اور وہاں سے

[1] الکواکب الدریہ صفحہ ۳۹، ۴۶ نیز الرسالۃ التسع عشریۃ ص۱۰۔ [2] مجموعہ رسائل مطبوعہ مصر ص۲۶

فارس، خراسان وغیرہ ایرانی علاقوں میں پھیلا ہے۔"

شیخ کی علمی شہرت کا چرچا دور تک پہنچا تھا۔ چنانچہ ایران کے شیعہ حلقوں میں بھی اس کا ذکر تھا۔ قریبًا بارہ (۱۲) برس کا عرصہ وہ ایران کے مختلف شہروں میں رہا۔ اس طرح اسکے خیالات اسکے شاگردوں کے درمیان سرایت کرتے گئے۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں نے یہاں تک کہنا شروع کر دیا کہ:-

"ان المؤمن الحقیق هو الشیخ احمد وان الشیعة الخالصة الصریحة مَن اتبعه[1]"

سچا مومن شیخ احمد ہی ہے۔ اور اصلی شیعہ وہ ہے، جو اسکی پیروی کرے۔"

بہائی مؤرخ مرزا عبدالحسین کا بیان ہے:-

"ان الشیخ لم یخالف الشیعة فی أساس معتقداتهم وکان یطری ائمة الهدی ...... ویعتقد بخلافة علی المتصلة وامامة ائمة الهدی من ذریته[2]"

کہ شیخ نے شیعہ کے اصولی معتقدات کی ذرہ مخالفت نہیں کی۔ وہ اماموں کی بیحد تعریف کرتا تھا۔ حضرت علیؓ کو خلیفہ بلافصل مانتا تھا۔ اور آپؓ کی نسل میں امامت کا قائل تھا۔"

امام مہدی کے متعلق شیخ احمد کا قول تھا:-

"ان المهدی هو محمد بن الحسن العسکری وانه حیّ لم یمت"

کہ امام عسکری ہی مہدی موعود ہے اور وہ زندہ ہے، فوت نہیں ہوا[3]"

شیخ احمد احسائی کا خاص مشن جس پر فرقہ شیخیہ معرض وجود میں آیا، یہ تھا کہ امام غائب کے متعلق زوال پذیر عقیدہ کو مضبوط کیا جائے اور شیعیت کے واحد سہارا

[1] الکواکب ص۴۲۔ [2] الکواکب ص۴۲۔ [3] الکواکب ص۴۳

کو قائم رکھا جائے۔ اسکی ایک ہی صورت تھی، اور وہ یہ کہ مایوس ہونیوالوں کو کہا جائے، کہ اب امام غائب بہت جلد ظاہر ہونے والے ہیں۔ چنانچہ شیخ احسائی نے یہی طریق اختیار کیا۔ لکھا ہے:-

"ولم یزل یبشر تابعیه و مریدیه و تلامیذه باقتراب ظهور المهدی و دنو قیام القائم المنتظر[1]"

کہ احسائی اپنے اتباع، مریدوں اور شاگردوں کو خوشخبری دیتا تھا۔ کہ امام مہدی کے ظہور کا وقت بالکل قریب ہے۔ اور قائم منتظر کے آنے کا زمانہ آپہنچا ہے۔ شیخ احسائی کا یہ پیغام جو ضرورتِ وقت کی ایجاد تھا، بہت سے شیعوں کو اسکے گرد جمع کرنیکا باعث ہوا۔ اور اسی پر فرقہ شیخیہ کا آغاز ہوا۔ شیخ کے جوشیلے شاگردوں نے اسی بناء پر اسے تیرھویں صدی کا مجدد بھی قرار دیا ہے۔ چنانچہ اسکی قبر پر لگے ہوئے کتبہ پر لکھا ہے:-

"مجدد رأس المائة الثالثة عشر مولانا احمد بن الشیخ زین الدین الاحسائی[2]"

طریقہ کشفیہ اور اس کا بانی

شیخ احسائی نے مرنے سے پہلے وصیّت کی تھی، کہ میرے بعد میرا جانشین اور طائفہ کا زعیم السیّد کاظم الرشتی ہو[3]۔ سیّد موصوف ۱۲۰۵ سنہ ہجری میں رشت مقام پر ایک تاجر خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ بلوغت کو پہنچ کر شیخ احسائی کے شاگردوں میں شامل ہوگئے۔ ۱۲۴۲ سنہ ہجری میں استاد کی وفات پر اس کی وصیت کے مطابق فرقہ شیخیہ کے رئیس مقرر ہوئے۔ بالعموم وہ شیخ احسائی کی تعلیمات کو رواج دیتے تھے۔ ابو الفضل بہائی لکھتے ہیں:-

"قام بعده تلمیذه الاجل السید کاظم الرشتی و سعی فی نشر

---

[1] الکواکب ص۳۵۔ [2] الرسالۃ التسع عشریۃ ص۱۱۔ [3] الکواکب ص۴۷

تعلیمات الشیخ واقتفی اثره و روّج مشربه و مذهبه الی ان توفی الی رحمة اللّٰه تعالیٰ[1]"

کہ احسائی کے بعد اس کا شاگرد السیّد کاظم اس کا قائم مقام ہوا۔ اس نے شیخ کی تعالیم کو شائع کرنے میں جدوجہد کی۔ اسکے مذہب کو رواج دیا۔ اور اسکے نقش قدم پر چلا، یہانتک کہ فوت ہو گیا۔"

السیّد کاظم نے بعض امور میں الشیخ احسائی سے اختلاف بھی کیا۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو زمانۂ اقتدار میں مستقل سمجھتے تھے اس عرصہ میں فرقہ شیخیہ میں کچھ اختلاف بھی پیدا ہو گیا۔ السیّد کاظم کا طریقہ طریقۂ کشفیہ کے نام سے مشہور ہوا[2]۔ سترہ برس تک فرقہ کا پیشوا رہنے کے بعد ۱۲۵۹ سنہ ہجری مطابق ۱۸۴۳ء میں السیّد کاظم کربلا میں پچپن[3] برس کی عمر میں فوت ہوگئے[4]۔

السیّد کاظم رشتی نے اپنے زمانۂ حیات میں اپنے شاگردوں کو تین قسموں میں منقسم کر رکھا تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بہائی تاریخ کا یہ بیان غور سے پڑھا جائیگا:-

"واما الطبقة الثالثة فهم التلامیذ الذین لازموه اللیل والنهار وصحبوه بالعشی والابکار وکانوا مستودع اسراره و امناء جواهر افکاره[5]"

کہ السیّد کاظم نے اپنے شاگردوں میں تیسرا درجہ ان لوگوں کو دیا تھا، جو دن رات صبح و شام اسکے ساتھ رہتے تھے۔ وہ ان کو اپنے خاص راز بتایا کرتا تھا۔ اور اپنے خیالات کو ان کے سامنے حقیقی شکل میں ظاہر کیا کرتا تھا۔ سیّد علی محمد باب بانی بابیت اسی مکتب کے ہوشیار طالب علم تھے۔ بہائیوں کا دعوی ہے، کہ سیّد کاظم کا یہی "تھرڈ کالم" وہ جماعت ہے جو باب کے دعوی پر فی الفور ایمان لے آئی تھی[6]۔ سیّد

---

[1] مجموعہ رسائل ص۴۷۔ [2] رسالہ "البابیون فی التاریخ" ص۶۔ [3] الکواکب ص۳۵۔ [4] الکواکب ص۴۹
[5] الکواکب ص۴۹۔

کاظم کے شاگردوں میں ام سلمیٰ المعروفہ قرۃ العین بھی شامل تھی جو بابی تحریک میں ایک نمایاں شخصیت ثابت ہوئی۔ سید کاظم نے ہی اسے "قرۃ العین" کا دلچسپ خطاب دیا تھا۔ لکھا ہے:۔

"سید مرحوم لقب قرۃ العین را باو دادند و فرمودند بحقیقت مسائل شیخ مرحوم قرۃ العین پی بردہ[1]"

شیخ احسائی اور سید کاظم نے بارھویں صدی ہجری کے اواخر سے "قائم آل محمد" کے قربِ ظہور کی منادی کر کے عوام شیعہ کے خیالات کو اس امید پر کھڑا کر دیا تھا کہ بہت جلد امام غائب نمودار ہو جائیگا۔ ۱۲۴۲ھ ہجری میں شیخ احسائی کی وفات سے یہ مرکزِ امید منہدم ہو گیا لیکن ہونیوالے جانشین کی آواز سے چند سال مزید انتظار میں گذر گئے۔ یہ شیخ احسائی اور سید کاظم کی تجویز امر آلہی سے نہ تھی۔ انہیں وحی اور الہام کا دعویٰ نہ تھا۔ نہ ہی انہوں نے اس سلسلہ میں کبھی کلام خداوندی پیش کیا ہے۔ مگر یہ واقعہ ہے۔ کہ عام رو کے باعث اور کچھ ان دونوں کے اعلان کے نتیجہ میں ایران میں ایسی فضا پیدا ہو گئی تھی۔ کہ شیعوں کا ایک طبقہ امام غائب یا اس کے نائب یعنی باب کے نام سے اٹھنے والی آواز پر اندھا دھند لبیک کہنے کے لئے تیار تھا۔ سید کاظم کا انتقال ۱۲۵۹ھ ہجری میں ہوا۔ بہائی مؤرخ لکھتا ہے:۔

"اما تلامیذ السید بعد وفاتہ فصاروا فریقین فریق استمر القرأۃ والدرس و فریق آخر أخذ یجوب الفیافی والاقطار و یرود الاقالیم والامصار والبوادی والقفار بحثا عن المنتظر[2]"

کہ سید کاظم کی وفات پر اسکے شاگردوں کا ایک حصہ تو درس و تدریس

[1] تذکرۃ الوفاء مصنفہ عبدالبہا افندی ص ۲۹۲ یا تحفہ طاہرہ مؤلفہ اسفندیار بختیاری ص ۳۔ [2] الکواکب ص ۳

میں مشغول رہا، اور دوسرا حصہ امام موعود کی جستجو میں جنگلوں، صحراؤں، ملکوں، شہروں اور ویرانوں میں مارا مارا پھرنے لگا"

یہ بیان کتنا بھی مبالغہ آمیز ہو، مگر اس سے یہ تو ظاہر ہے۔ کہ سید رشتی کے شاگرد امام غائب کے لئے بیتاب تھے! اور وہ عالمِ بیتابی میں اسطرح اٹھے تھے کہ گویا امام کو پیدا کر کے چھوڑینگے۔ ان حالات میں یہ کوئی اچنبھی بات نہ تھی، کہ چند ماہ بعد ۱۲۶۰ھ ہجری میں فرقۂ شیخیہ کا ایک سرگرم ممبر اور سید کاظم کا شاگرد سید علی محمد یہ دعویٰ کر دیتا کہ میں باب یعنی امام غائب کا دروازہ ہوں۔

باب سید کاظم کا شاگرد تھا۔

بابیت اور بہائیت شیخ احسائی اور سید کاظم کے طریقہ کا ہی مثنیٰ ہے۔ اسی آواز کی صدائے بازگشت ہے قدیم باطنیت کے ہی دھندلے سے نقوش ہیں۔ اسلئے بہائیت کے مخترع مرزا حسین علی صاحب نے شیخ و سید کو زمین کے دو نور قرار دیا ہے۔ اپنی کتاب ایقان میں جو اس نے بہ حیثیت تلمیذِ باب لکھی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"اکثر از منجمان خبر ظہور نجم را در سماء ظاہرہ دادہ اند و ہمچنیں در ارض نورین نیرین احمد و کاظم قدس اللہ تربتہما[1]"

مرزا حسین علی المعروف بہاء اللہ سید علی محمد باب کا مرید اور شاگرد تھا۔ اور سید علی محمد سید کاظم کا شاگرد تھا۔ سید کاظم شیخ احسائی کا مرید تھا، اس لحاظ سے بابیت اور بہائیت کے ذکر پر ان ہر چہار کا ذکر لازمی ہے۔ پروفیسر براؤن "باب" اور "شیعۂ کامل" کی اصطلاح کو ہم معنی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"و شکے نیست کہ شیخ احمد احسائی و بعد از او حاجی سید کاظم رشتی در نظر شیخیہ شیعۂ کامل و واسطۂ فیض بودہ اند[2]"

[1] ایقان ص ۵۵۔ [2] مقدمہ نقطۃ الکاف ص یط

بہائی تاریخ میں باب کے متعلق لکھا ہے :۔

”توهّم کثیر من الناس انّ الباب قرأ علی السیّد الرشتی“

کہ اکثر لوگوں کا خیال ہے۔ کہ باب السیّد رشتی کا شاگرد تھا۔ مگر بہائی مؤرخ کے نزدیک باب صرف ایک دو مرتبہ السیّد رشتی کے حلقہ درس میں شامل ہؤا ہے[1]۔ بہر حال باب عقیدتاً و قولاً السیّد کاظم کا شاگرد تھا۔ اس کا انکار ناممکن ہے۔

ایران کی مذہبی حالت اور انتظارِ موعود۔

ایران میں مذہبی طور پر ابتر حالت تھی۔ فرقہ بندی اور تکفیر بازی کا بازار گرم تھا۔ مقالہ سیاح کے مصنف[2] یعنی عباس افندی پسر بہاء اللہ نے لکھا ہے :۔

”نری ایران ملأی بالطوائف المختلفة والاحزاب المتباینة کالمتشرعة والشیخیة والصوفیة والنصیریة وغیرهم وکل واحدة من هذه الفرق والفئات ترمی الاخری بالکفر والزیغ والفسوق[3]“

ترجمہ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ملک ایران میں مختلف فرقے اور علیحدہ علیحدہ حزب بکثرت موجود ہیں جیسے متشرعہ۔ شیخیہ۔ صوفیہ۔ نصیریہ وغیرہم۔ یہ ایک دوسرے کو کافر اور فاسق قرار دیتے ہیں“

تیرھویں صدی کے وسط میں عوام شیعہ عموماً اور فرقۂ شیخیہ کے افراد خصوصاً امام مہدی کے لئے چشم براہ تھے[4]۔ ایک بہائی مصنف لکھتا ہے :۔

”دراں وقت جمیع شاگردہائے شیخ احمد و سید کاظم در نہایت اشتیاق و ذوق منتظر ظہور موعود بودند و کمال وجد و ولہ داشتند[5]“

[1] الکواکب ص ٦٠ - [2] دیکھو مقدمہ نقطۃ الکاف - [3] مقالہ سیاح ص ١١٣ - [4] عصر جدید عربی طبع ص ٣٢ - [5] رسالۃ التسع عشریۃ ص ٢٠ ؛

ترجمہ۔ ان دنوں شیخ احمد اور سید کاظم کے سب شاگرد بے حد شوق و ذوق سے موعود کے ظہور کے منتظر تھے، اور نہایت بیتابی اور جوش رکھتے تھے“

ایران کی ملکی حالت اور بابی تحریک

ایران دیگر مشرقی ممالک کیطرح قدیم نظام حکومت کے خلاف تیار ہو رہا تھا۔ دانایانِ فرنگ اپنے مقاصد کے پیش نظر ایران کی نبض پر ہاتھ رکھے بیٹھے تھے۔ کہ بابی تحریک کا آغاز ہؤا۔ میں اس تحریک کے سیاسی پہلو کے متعلق زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ حکومت ایران نے بابی تحریک سے معاندانہ روش اختیار نہیں کی۔ بلکہ کہا، کہ جب تک باب کیطرف سے کوئی مخلِ امن و خلاف قانون حرکت نہ ہوگی۔ حکومت اس سے قطعاً تعرض نہ کریگی[1]۔ حکومت اس پالیسی پر کاربند رہی۔ اور جبتک بابیوں نے باغیانہ طریق اختیار نہیں کیا۔ حکومت نے ان پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال بالکل درست ہے۔ کہ اگر حکومت ابتدا سے ہی جازمانہ رویّہ اختیار کرتی اور حد سے زیادہ نرم طریق پر عمل پیرا نہ ہوتی۔ تو اسے ان مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ جو بعد ازاں پیش آئیں۔ اس امر کا مختصر تذکرہ بابیوں کی قربانیوں کے ذیل میں ہوگا۔ اس جگہ صرف اتنا بیان کرنا ضروری ہے۔ کہ غیر ملکی حکومتوں کا اس تحریک سے گہرا تعلق رہا ہے۔ بہائی تاریخ میں آتا ہے کہ (۱) جب شاہ ایران پر بابیوں نے گولی چلائی تو اس زمانہ میں بہت سے مشتبہ گرفتار کئے گئے اس ذکر پر لکھا ہے :۔

”اسی زمانہ میں میرزا حسین علی بہاء اللہ بھی قید کئے گئے۔ اور صرف ایک ضلع میں ان کے چار سو قصبہ ضبط ہوئے اور اگر انگریزی اور روسی سفیر سفارش نہ کرتے تو شاید دنیا کی تاریخ ایک عظیم الشان شخص کی زندگی کے حالات سے خالی رہ جاتی[2]“

(۲) باب کے قتل کئے جانیکے بعد فوراً قنصلِ روس نے اس کا فوٹو لیکر اپنی حکومت

[1] مقالہ سیاح ص ١١٦ - [2] بہاء اللہ کی تعلیمات مطبوعہ آگرہ ص ١٨ نیز عصر جدید ص ٣٢ ؛

کو بھیجا (۳) جناب بہاء اللہ لکھتے ہیں کہ :-

"خرجنا من الوطن و معنا فرسان من جانب الدولة العلية الايرانية ودولة الروس الى ان وردنا العراق بالعزة والاقتدار"[۱]

ترجمہ - کہ جب ہم ایران سے روانہ ہوئے، تو ہمارے ساتھ حکومت ایران اور حکومت روس کے سوار تھے۔ یہاں تک کہ ہم عراق میں عزت و تکریم سے پہنچ گئے۔"

ایران کی ملکی حالت تغیر کو چاہتی تھی۔ دستوری تحریک شروع تھی شیخ احسائی اور سید کاظم کے جمع شدہ مواد میں مذہبی انقلاب کے نام پر دیاسلائی لگانیکی ضرورت تھی سو اس ضرورت کو بابیت نے پورا کر دیا۔ اور چند سال کیلئے ایران میدان کارزار بن گیا۔

باب کی دعوٰی سے پہلے کی زندگی -

باب کا نام سید علی محمد تھا۔ بعض مؤرخ میرزا علی محمد کہتے ہیں۔ والد کا نام آغا سید محمد رضی مشہور ہے۔ سید علی محمد یکم محرم ۱۲۳۵ھ سنہ ہجری مطابق ۲۰ر اکتوبر ۱۸۱۹ء کو شیراز میں پیدا ہوئے تھے[۲]۔ آپ کا خاندان تجارت پیشہ تھا۔ پندرہ برس کی عمر میں اپنے ماموں کے ہمراہ تجارت میں مشغول ہو گئے۔ اس سے قبل تعلیم حاصل کی۔ بہائی روایات کے مطابق تعلیم کا اندازہ حسب ذیل تھا۔

"وہ تجارت پیشہ خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ اسواسطے صرف اتنی ہی تعلیم پائی جتنی کہ حساب کتاب کے واسطے ضروری تھی، جیسی کہ ہمارے ہندوستان میں کچھ زمانہ تک دی جاتی تھی۔ اور ایران میں آج تک دیجاتی ہے۔ غالباً اس میں قرآن شریف کا حفظ کرنا بھی شامل تھا۔ جیسا کہ پرانے طریقہ کے مسلمان خاندانوں کا طریقہ تھا"[۳]

باب کی تعلیم صرف اسیقدر تھی، یا اس سے زیادہ اس کا تخمینہ اس سے لگ سکتا ہے کہ پندرہ برس کی عمر تک باب پڑھتا رہا ہے[۴] اور اس عرصہ میں اس کا استاد اسے خوب مارا بھی

[۱] الکواکب ص ۲۳۴ ۔ [۲] نبذة من تعالیم البهاء ص ۱۸ ۔ [۳] الکواکب ص ۲۵ ۔ [۴] الکواکب ص ۲۵ و عصر جدید اردو ص ۱۷ [۵] بہاء اللہ کی تعلیمات ص ۹ نیز رسالہ التسع عشرية ص ۲۳ ۔

کرتا تھا۔ بہائی مؤرخ عبد الحسین لکھتا ہے :-

جاء بالبیان من بیانات حضرة الباب ما یدل علی ان معلمه یسمی بمحمد وھي قوله یا محمد یا معلمی لا تضربنی فوق حد معین[۱] ۔

کہ بیان میں خود باب کے بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ اس کے استاد کا نام محمد تھا چنانچہ باب کہتا ہے۔ کہ اے میرے استاد محمد! مجھے مقررہ تعداد سے زیادہ نہ مار"

باب ابتدا سے ہی فرقۂ شیخیہ میں شامل تھا۔ اس کی تربیت اسکے ماموں کے ہاں ہوئی جو فرقۂ شیخیہ کا سرگرم ممبر تھا۔ باب کا ماحول ان خیالات سے پُر تھا۔ کہ امام غائب کو بہت جلد ظاہر ہونا چاہیئے۔ بہائی راوی ہیں کہ :-

"ایام جوانی میں آپ (باب) خوبصورتی، حسن اخلاق، غیر معمولی تقوٰی اور عمدہ چال چلن کے لئے مشہور تھے۔ آپ نماز، روزہ اور دیگر ارکانِ اسلام کو نہایت مستعدی کے ساتھ ادا کرتے تھے"[۲]

فرقۂ شیخیہ کے خیالات و اَوراد کا اس خوبصورت نوجوان پر یہ اثر ہوا کہ جب اس کے ماموں نے بوشہر میں اسے اور اپنے بیٹے کو مشترکہ دکان کھولکر دی، تو باب کی حالت دگرگوں ہونے لگی۔ لکھا ہے :-

"حضرة الباب كان يبدی الملل من ذلك و يؤثر الاعتكاف والانزواء ورغما عن هذا الشغل الشاغل كان كثيراً ما يدع المتجر و يرقى على سطح المنزل مشتغلاً بالدعاء والابتهال وتلاوة الاوراد والاذكار"[۳]

ترجمہ۔ کہ باب اس تجارتی کاروبار سے ملال کا اظہار کرتا تھا، اور گوشہ نشینی کو ترجیح دیتا تھا چنانچہ مشاغل کے باوجود بسا اوقات وہ دکان کو چھوڑ کر اسکی چھت پر چڑھ جاتا تھا۔ دعا کرنے پڑھنے اور اوراد پڑھنے میں منہمک ہو جاتا تھا"

[۱] الکواکب ص ۹۲ ۔ [۲] عصر جدید اردو ص ۱۸ ۔ [۳] الکواکب ص ۹۴ ۔

باب کی اس حالت کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے بہائی روایت کے مطابق شیعہ عقاید کی قلمی تائید کرنی شروع کردی۔ اور امام غائب کے بارے میں بعض تحریرات بھی لکھیں۔ ان تحریروں کا فرقہ شیخیہ میں چرچا ہونے لگا۔ بہائی مؤرخ لکھتا ہے :۔

"افاض فی البیان عن المھدی المنتظر وارخی العنان لیراعه فی وصفه و کبحه عن النقد والتعرض لعقائد الشیعة بل کان یثنی علیھا ویقرر صحتھا و متانتھا حتی وجود المنتظر الغائب[1]"

کہ باب نے امام مہدی اور اس کی صفات کے متعلق نہایت تفصیل سے بیان کیا۔ اور اپنے قلم کو شیعہ عقائد کی تنقید سے ہمیشہ روکا، بلکہ شیعہ عقائد کی باب نے تعریف کی اور انہیں عقیدہ امام غائب سمیت صحیح و درست قرار دیا۔

اسی دوران میں باب کی عمر بائیس[22] سال کی ہوگئی تھی۔ رشتہ داروں کو خیال ہوا کہ شاید شادی سے حالات روبا صلاح ہوجائیں۔ چنانچہ شیراز میں ہی باب کی شادی ہوگئی۔ دوسرے سال ایک بچہ پیدا ہوا جسکا نام باب نے غالباً الشیخ احمد الاحسائی کے نام پر احمد رکھا۔ بچہ شیرخوارگی میں ہی فوت ہوگیا۔ ان تمام واقعات کا اثر باب پر یہ ہوا کہ بچہ کی وفات پر گھر بار چھوڑ فوراً کربلا کو روانہ ہوگیا، لکھا ہے :۔

"وفی اثر ذلك رحل حضرته الی کربلاء وکان عمره اذ ذاك ینا ھز الرابعة والعشرین[2]"

کہ باب اس حادثہ کے معاً بعد قریباً چوبیس[24] برس کی عمر میں کربلا پہنچے۔

یہ ۱۲۵۸ سنہ ہجری کا واقعہ ہے۔ ابھی سید کاظم زندہ تھے اور ان کا درس جاری تھا۔ چنانچہ باب بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے علاوہ سید کاظم کے درس میں بھی حاضر ہوتا رہا۔ بہائی فارسی تاریخ میں لکھا ہے :۔

---

[1] الکواکب ص۴۴ ۔ [2] الکواکب ص۴۵ ۔ [3] الکواکب ص۳۸

"یک سال بعد از تاہل بکربلا تشریف بردہ دو ماہے در آنجا توقف فرمودند گاہے در مجلس درس حاجی سید کاظم رشتی حاضر می شدند۔ و بدروس و مباحثہ طلاب گوش می دادند[1]"

پھر باب آخر کار کربلا سے بوشہر واپس آگیا۔ مگر کربلا کی اس زیارت نے اسکی حالت میں کوئی فرق پیدا نہ کیا۔ وہ اسی بے چینی میں مبتلا رہا، کہ چند ماہ بعد ۱۲۵۹ سنہ ہجری میں سید کاظم راہی ملک بقا ہوئے۔ یہ خبر سنتے ہی باب کی حالت بدل گئی۔ لکھا ہے :۔

"وعلی اثر ھذا الحادث طوی الباب بساط تجارته عائداً الی شیراز[2]"

کہ اس نے فوراً دکان بند کردی، اور شیراز (اپنے وطن) کی طرف چل پڑے۔ کیونکہ اب وہ موقعہ آپہنچا تھا جسکی باب کو دیر سے انتظار تھی۔ اب بوشہر کی بجائے شیراز میں ان کی نئی دکان کھلنے والی تھی۔

باب نے پہلے پہل کب اور کیا دعوٰی کیا تھا؟

باب کے دعوٰی کے وقت اور نوعیت کے متعلق بہائیوں کی روایات حسب ذیل ہیں :۔

(۱) "ایک روز جمعہ کے دن انہوں نے بوشہر کی کسی مسجد میں بیان کیا کہ میں ایک غائب اور بزرگ شخص تک پہنچنے کا دروازہ ہوں۔ اور وہ شخص بہت جلد ظاہر ہونیوالا ہے[3]"

(۲) "اسی فرقہ (شیخیہ) کے ایک نہایت مشہور عالم ملا حسین بشروئی کے سامنے سب سے پہلے حضرت باب نے اپنے مشن کا اعلان کیا۔ اس اعلان کا ٹھیک وقت حضرت باب کی کتاب بیان میں ۱۲۶۰ سنہ ہجری کے ماہ جمادی الاولٰی کی پانچویں تاریخ کو غروب آفتاب کے دو گھنٹے اور پندرہ منٹ بعد دیا گیا۔ مطابق ۲۳ مئی ۱۸۴۴ سنہ[4]"

(۳) "وفی الدقیقة الخامسة عشرة بعد الساعة الثالثة من لیلة الجمعة و ھو الیوم الخامس من جمادی الاولٰی احد شھور سنة ۱۲۶۰ ھجریة المطابق للثالث والعشرین من مایو سنة ۱۸۴۴ میلادیة بینما

---

[1] الرسالۃ التسع عشریۃ ص۲۹ ۔ [2] الکواکب ص۳۱ ۔ [3] بہاء اللہ کی تعلیمات مطبوعہ آگرہ ص۳ ۔ [4] مختصر ۔۔۔ اردو ص۱۹

کان ملا حسین ماثلاً بحضور الباب اذا علن الباب دعواه له بغتة و ظهر بمقام المهدویة والقائمیة[1]"

(۴) "در سن بیست و پنج سالگی چنانچه در باب سابع از واحد ثانی بیان ذکر شده دو ساعت و یازده دقیقه از شبِ پنجم جمادی الاولی سنہ ۱۲۶۰ مطابق ۲۳ مایو سنۃ ۱۸۴۴ احساس وحی الٰہی را در وجود خود نموده[2]"

ان مختلف روایات سے جن میں از راہِ تکلف منٹوں تک کا حساب بتانیکی کوشش کیگئی ہے، صرف یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ کہ سیّد علی محمد نے سنہ ۱۲۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۴ء میں دعوٰی کیا تھا یعنی سید کاظم کی وفات کے چند ماہ بعد خالی مسند کیلئے سیّد علی محمد نے ادعاء کیا تھا جیسا کہ فرقۂ شیخیہ میں سے ہی ایک دوسرا شخص حاجی محمد کریم خان کرمانی بھی اسی مسند کا دعویدار تھا جس کے متعلق پروفیسر براؤن نے سنہ ۱۳۲۸ ہجری میں لکھا ہے:۔

"ہنوز ریاستِ شیخیہ در اعقابِ اوست[3]"

یعنی ابھی تک اسی کی اولاد فرقۂ شیخیہ کی سردار ہے"

باقی رہا یہ امر کہ سیّد علی محمد کے دعوٰی کی نوعیّت کیا تھی۔ سو مندرجہ بالا حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ بعض بہائی کہتے ہیں، کہ ابتداء میں سیّد علی محمد نے باب ہونیکا دعوٰی کیا تھا، اور بعض کا خیال ہے، کہ اس نے ابتداء میں ہی مہدویت کا دعوٰی کر دیا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اُسوقت اس نے اپنے اندر احساس وحی الٰہی پایا تھا۔ مگر ہماری تحقیق میں سیّد علی محمد صاحب نے ابتداء میں صرف باب ہونیکا ہی دعوٰی کیا تھا۔ مہدویت یا وحی الٰہی کا ان کو ابتداء میں کوئی دعوی نہ تھا۔ چنانچہ خود عبد البہاء یعنی پسر جناب بہاء اللہ نے اپنی کتاب مقالہ سیاح میں لکھا ہے:۔

"ولدی التحقیق علم انه لیس یدعی نزول الوحی وهبوط الملك علیه[4]"

[1] الکواکب صـ۳۲ - [2] الرسالة التسع عشریة صـ۲۹ - [3] مقدمہ نقطۃ الکاف صـ مـ - [4] مقالہ سیاح صـ۲

ترجمہ "تحقیق کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ باب کا یہ دعوٰی نہ تھا۔ کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور فرشتہ اُترتا ہے"

اسی طرح یہ کہنا بھی درست نہیں، کہ سنہ ۱۲۶۰ ہجری میں سیّد علی محمد نے مہدی اور قائم ہونیکا دعوٰی کیا تھا۔ خود بہائی روایات اس کے خلاف ہیں۔ سنہ ۱۲۶۰ ہجری میں انہوں نے صرف یہ دعوٰی کیا تھا، کہ میں امام مہدی کے لئے واسطہ ہوں۔ اسکے لئے انہوں نے لفظ بابؔ اختیار کیا تھا۔ لکھا ہے:۔

"کان المفهوم لدی العموم من لفظة (الباب) فی اوائل قیام حضرته انه الواسطة بین حجة الله الموعود المنتظر وبین الخلق[1]"

ترجمہ: باب کے دعوٰی کے ابتداء میں عوام نے لفظ بابؔ (دروازہ) سے یہ سمجھا کہ وہ امام مہدی اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہے"

مقالہ سیاح میں لکھا ہے:۔

"وفهم من کلامه انه یدعی وساطة الفیض من حضرة صاحب الزمان ای المهدی علیه السلام ثم ظهر ان مقصوده من لفظ الباب کونه باب مدینة اخری[2]"

کہ باب کے الفاظ سے یہ سمجھا گیا تھا۔ کہ وہ مہدی کیلئے واسطہ ہے۔ پھر ظاہر ہوا۔ کہ اسکی مراد لفظ باب سے کسی اور شہر کا دروازہ ہونے سے ہے"

پس سنہ ۱۲۶۰ ہجری میں سیّد علی محمد کا دعوٰی مہدی یا قائم ہونیکا نہ تھا۔ صرف بابؔ ہونیکا دعوٰی تھا۔ جیسا کہ پہلے بھی باب ہو چکے ہیں۔ اور یہ پوزیشن فرقۂ شیخیہ کے عمل کی رو سے پہلے بابوں نیز شیخ احسائی یا سیّد کاظم سے قطعاً زیادہ نہ تھی کیونکہ شیخ احسائی اور سیّد کاظم کو بھی باب سمجھا جاتا تھا[3]۔ بلکہ شیخ کو باب اول اور سیّد کاظم کو باب

[1] الکواکب صـ۹ - [2] مقالہ سیاح صـ۶ - [3] مرزا صبح ازل کا رسالہ "مجمل بدیع در وقائع ظہور سبع" صـ۳

ثانی کہا جاتا تھا[۱]۔

باب نے دعویٰ مہدویت کب کیا؟

بہائی لٹریچر کی رو سے بھی باب نے بہت بعد میں مہدی ہونیکا اعلان کیا ہے۔ ۱۲۶۴ھ سنہ ہجری میں بدشت کانفرنس ہوئی ہے[۲]۔ اس کانفرنس کے موقعہ پر قرۃ العین اور میرزا حسین علی وغیرہما کے اجتماعات کا ذکر تذکرۃ الوفاء میں ان الفاظ میں درج ہے، کہ :-

"درشبہا جمال مبارک وجناب قدوس و طاہرہ ملاقات می نمودند ہنوز قائمیت حضرت اعلیٰ اعلان نشدہ بود۔ جمالِ مبارک با جناب قدوس قرار بر اعلانِ ظہور کلی و فسخ و نسخ شرائع دادند[۳]"

ترجمہ:- راتوں کو مرزا حسین علی۔ ملا محمد علی بارفروشی اور ام سلمیٰ قرۃ العین اکٹھے ہوتے تھے ابھی تک سید علی محمد باب کے قائم ہونیکا اعلان نہ ہؤا تھا۔ بہاء اللہ اور ملا بارفروشی نے کھلے اظہار اور شریعتوں کے نسخ و فسخ کی قرارداد پاس کی"

گویا ۱۲۶۴ھ سنہ ہجری تک باب نے اپنے قائم آل محمدؐ ہونے کا دعویٰ نہ کیا تھا۔ باب نے پہلی دفعہ قلعہ چہریق سے واپسی پر غالباً صفر ۱۲۶۴ھ سنہ ہجری میں یہ کہا ہے :-

"انه المهدی المنتظر"

کہ میں ہی امام مہدیؑ موعود ہوں۔ چنانچہ اس پر سخت شورش برپا ہو گئی[۴]۔

خلاصہ بیان یہ ہے۔ کہ سید علی محمد صاحب نے ابتدا میں ۱۲۶۰ھ سنہ ہجری میں صرف ملا حسین کو اپنے باب ہونے کے خیال سے آگاہ کیا۔ اور باوجودیکہ اس نے اسے اس امر کو مخفی رکھنے کی ہدائت کی تھی[۵]۔ باب کی بابیت کا چرچا سید کاظم کے شاگردوں میں خفیہ طور پر ہونے لگا۔ پھر ۱۲۶۴ھ سنہ ہجری میں اسنے پہلی دفعہ اس امر کا اظہار کیا۔ کہ میں ہی امام مہدی ہوں۔ نبی ہونیکا اس نے کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ اور نہ ہی بہائی

۱؎ مقدمہ نقطۃ الکاف صفحہ ل و ۔ ۲؎ الکواکب صفحہ ۲۱۶ ۔ ۳؎ تذکرۃ الوفاء صفحہ ۳۰۰ ۔ ۴؎ الکواکب صفحہ ۳۹۷ ومقالہ سیاح عربی صفحہ ۱۵ ونقطۃ الکاف صفحہ ۲۱۲ و صفحہ ۲۴۵ ۔ ۵؎ الکواکب صفحہ ۹۳ ۔

اسے نبی قرار دیتے ہیں[۱]۔ پس باب مدعیٔ مہدویت تھا۔ مدعیٔ نبوت و وحی نہ تھا۔

باب کے ماننے والے عوام کی حالت

باب کے دعویٰ بابیت پر ایمان لانیوالے فرقہ شیخیہ کے ہی ممبر تھے جناب بہاء اللہ لکھتے ہیں :-

"اے شیخ! گروہ شیعہ پر غور کر کہ انہوں نے ظنون و اوہام کے ہاتھوں کس قدر عمارتیں اور کتنے شہر بنا ڈالے۔ بالآخر وہ اوہام گولی کی شکل میں تبدیل ہوئے اور سید عالم (باب) پر جا پڑے۔ اور اس جماعت کے سرداروں میں سے ایک بھی یوم ظہور میں ایمان نہ لایا......... شیخ احسائی کی جماعت و اسلے خدائی مدد سے ان حقائق کے عارف ہو گئے کہ ان کے علاوہ اور لوگ ان سے محروم و محجوب نظر آرہے ہیں[۲]"

شیخ احسائی کی جماعت یعنی فرقہ شیخیہ میں سے بھی باب پر ابتداءً ایمان لانیوالے صرف وہ لوگ تھے، جو السید رشتی کے رازدار اور خواص تھے جنہیں اس نے تیسری جماعت میں شامل کر رکھا تھا، اور ان پر اپنے اصل خیالات ظاہر کیا کرتا تھا[۳]۔ ان خواص میں سے ملا حسین بشروئی اور قرۃ العین خاص رنگ رکھتے ہیں۔ ملا حسین پہلا شخص ہے جسکے بیان سے باب کو دعویٰ کی تحریک ہوئی۔ اور وہ سب سے پہلے اسکے ساتھ شامل ہوا۔ بہائی مورخ اس بات پر متفق ہیں۔ کہ ملا حسین بشروئی کی ملاقات سے پیشتر باب کا کوئی دعویٰ نہ تھا۔ اول الذکر شیراز میں آکر مؤخر الذکر سے ملتا ہے۔ اور باب چند ملاقاتوں کے بعد ایک رات غروب آفتاب سے دو گھنٹے گیارہ منٹ بعد ملا بشروئی سے خلوت میں اپنا دعویٰ بیان کرتا ہے۔ کیا یہ مامورانِ الٰہی کا طریق ہے، کیا خدا کے فرستادہ لوگ اسیطرح دعویٰ کیا کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ قَدْ دُبِّرَ بِاللَّیْلِ مقامِ حیرت ہے۔ کہ دعویٰ کرتے وقت باب کسی وحی یا الہام ربانی پر بنیاد نہیں رکھتا۔ نہ اپنے مخاطب کے سامنے وہ کلامِ خداوندی پیش کرتا ہے جسمیں اسے مامور کیا گیا ہو مگر نادان لوگ

۱؎ الفرائد صفحہ ۲۷۵ ۔ ۲؎ لوح ابن ذئب اردو مطبوعہ دہلی صفحہ ۸۲ ۔ ۳؎ الکواکب صفحہ ۴۹

خواہ مخواہ باب کو خدا کے نبیوں کے مقابل رکھنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ کیا یہ آفتاب عالمتاب کو مردہ جگنو دکھانے والی بات نہیں ہے؟

صرف دو تین محرمانِ راز کو مستثنیٰ کر کے باب پر ایمان لانے والے لوگ جس طرز کے تھے ان کے متعلق خود بہائی لکھتے ہیں :۔

(۱) "میرزا سید علی محمد کے دعویٰ کو جن لوگوں نے سچا تسلیم کیا تھا، ان کا نام بابی مشہور ہو گیا۔ ان بابیوں کی تاریخ نہایت قابلِ رحم اور دردناک ہے۔ کیونکہ اکثر ان میں سے اَن پڑھ خوش عقیدت، سادہ اور پاک باطن آدمی تھے، جنہوں نے بچپن سے مسجدوں اور امام باڑوں میں امام معصوم قائم آل محمد حضرت مہدی علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر دل کو بیتاب کرنے والے فقروں میں سنا تھا۔ اب اگر حضرت باب قید نہ ہوتے تو یہ لوگ ان کے پاس جا کر خود ان سے باتیں دریافت کرتے لیکن ان کے پاس تو جانے کی سخت ممانعت تھی۔ پس وہ اپنے محبوب کی تعلیمات سے اکثر ناواقف تھے۔ جس کا کافی ثبوت ان کی حرکات اور سکنات سے ملتا ہے"[۱]

(۲) "باستثنائی عدۂ بسیار قلیلی ہیچ کدام آنہا باب را شناختہ بود۔ وفقط چند نفر آن با تعالیم باب را ادراک کردہ بود۔ این نفوس بواسطۂ آں حرارتِ فطری کہ عامۂ خلق را بہ پیروی منجی دلالت میکند۔ مجذوب بباب شدہ بودند، باین عقیدہ کہ امر ضروری برائے ہمہ این بود کہ در تحتِ لواء او در آیند و از برائے او خون خود را نثار نمایند تا آنکہ عالم تجدید شود و جمیع بلایا فوری رفع شود۔ عقیدۂ او را نمی دانستند۔ بعضے از آں ہا گمان میکردند کہ آنچہ قبل از ظہور باب حرام بود۔ اینک حلال شدہ است زیرا باب دیانت محمد علیہ السلام را تجدید نمودہ بود"[۲]

ان ہر دو اقتباسات سے واضح ہے۔ کہ باب کیساتھ ملنے والے لوگ جاہل، ان پڑھ

[۱] بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۲۔۳۰ ۔ [۲] تاریخ امر بہائی صفحہ ۲۸

باب کے عقائد سے سراسر ناواقف۔ اسلامی حرام کو حلال سمجھ کر محض جوش میں آ کر باب پر ایمان کے دعویدار بن بیٹھے تھے۔ وہ حقیقت ناشناس ہونیکے باوجود خون بہانے کیلئے آمادہ تھے۔ بابیوں کی یہ حالت تو آغاز میں تھی۔ انجام کار ان کا جو حشر ہوا، وہ جناب عبدالبہاء افندی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے :۔

"چون نیر اعظم از مطلعِ بہاء اللہ در نہایت حرارت و اشراق پرتو بر آفاق انداخت نفوسِ جاہلۂ اہل بیان کہ محمود ترین طوائف اند در نقطۂ نقطۂ اولیٰ ماندند و از فیض ابدی بہاء اللہ محروم گشتند ۔۔۔۔۔۔ این قوم محتجب ترین طوائف عالمند ۔۔۔۔۔ و در ظلمتِ اوہام مستغرق اند۔ تباً لھم و سحقاً لھم واحسرتا علیھم"[۱]

گویا بابی گروہ جاہل، دنیا کی ساری قوموں سے محمود تر، محتجب تر، ظلمتوں میں غرق گروہ ہے۔ اسی لئے عبدالبہاء ان کیلئے تباہی و بربادی کی دعائیں کرتا ہے۔

اس جگہ یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے۔ کہ باب کے اتباع کو بابی کب کہا جانے لگا؟ بہائی روایت ہے کہ :۔

"مئی ۱۸۴۴ء میں صرف دو یا تین ہی آدمی تھے، جو میرزا علی محمد پر ایمان لائے تھے۔ ان کو کوئی بابی نہ کہتا تھا۔ اور نہ کسی کو خیال تھا، کہ لفظ بابی کے کیا معنی ہیں ۔۔۔۔۔۔ ۱۸۴۹ء سے قبل کوئی بابی کہلوانے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ اور یہ لفظ بدترین گالی سے بدتر خیال کیا جانے لگا"[۲]

باب کے مشن سے اتفاق کرنیوالے ابتدائی بابیوں کو درجۂ زعامت حاصل ہوا۔ ان میں سے چار اشخاص خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ کیونکہ بابیت کا آئندہ ڈھانچہ اور اسکی اشاعت ان کے میول و افکار کا ہی نتیجہ ہے۔ جیسا کہ آئندہ فصول میں ذکر ہو گا۔ ان میں سے ایک تو ملا حسین بشروئی ہے جسے باب الباب کا لقب دیا گیا۔ کیونکہ وہ سب سے

[۱] خطابات عبدالبہاء جلد اول صفحہ ۲۵۸ ۔ [۲] بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۵

پہلا مومن سمجھا گیا ہے[1]۔ دوسرا مرزا حسین علی المعروف بہاء اللہ ہے۔ ان کے متعلق لکھا ہے :

"جب حضرت باب کا چرچا ہوا۔ تو طہران میں سب سے پہلے بہاء اللہ نے ان کی تصدیق کی"[2]

تیسرا ملا محمد علی ساکن قصبہ بارفروش علاقہ مازندران ہے جسے بابیوں اور بہائیوں کی طرف سے قدوس کا خطاب دیا گیا۔ چوتھی ملا صالح القزوینی کی لڑکی ام سلمٰی حانم ہے۔ بعض تاریخوں میں اس کے سنہری بالوں اور غیر معمولی حسن کے باعث اس کا نام "زرین تاج" ذکر کیا گیا ہے[3]۔ یہ ایک ہنگامہ خیز عورت ہوئی ہے۔ جیسا کہ آئندہ ذکر ہوگا۔ اسے بابی قرۃ العین اور طاہرہ کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ یہ چاروں اشخاص بابیوں میں زعماء کی حیثیت رکھتے ہیں۔ باقی عوام الناس بابی تو اندرونی امور سے ناواقف اور مذہبی جوش کے باعث جہاد کے خیال سے شامل ہو گئے تھے۔ ہاں ایک طبقہ ایسے لوگوں کا بھی تھا۔ جو اسلامی قیود اور پابندیوں سے آزاد ہونے کی خاطر بابیت میں شامل ہو گئے تھے بہر حال باب پر ایمان لانیوالوں کا یہ مختصر سا خاکہ ہے ؛

باب کی علمی قابلیت یہ خیال قطعاً غلط ہے۔ کہ اگر باب قید نہ ہوتا، تو بابیوں کی جہالت دور ہو جاتی۔ کیونکہ اگرچہ باب محبوس تھا۔ مگر باقی کہلانے والے عالم بابی تو باہر ہی تھے۔ انہوں نے کس قدر جہالت کا ازالہ کیا؟ نیز باب ذاتی طور پر کوئی عالم نہ تھا اسوقت کے بابی اسے عالم سمجھتے ہوں تو یہ علیحدہ امر ہے۔ ہم باب کی علمی قابلیت کے جاننے کے لئے بہائی تاریخ سے حسب ذیل واقعہ پیش کرتے ہیں۔ جبکہ ۱۲۶۳ ہجری یا ۱۲۶۵ ہجری میں علماء نے باب سے ایک خطبہ سنانے کے لئے کہا۔ لکھا ہے :-

"شرع فی ارتجال خطبة استهلها بهذه العبارة (الحمد لله الذی خلق السموات والارض) ونطق بلفظ السموات مفتوح الآخر فقاطعه بعض العلماء واعترضه بالاعتراض علی هذا الفتح[4]"

---

[1] الکواکب ۱۲۷ [2] بہاء اللہ کی تعلیمات ۱۴ [3] الکواکب ۱۰۲ [4] الکواکب ۳۹۵

کہ باب نے فی الفور ایک لیکچر فقرہ "الحمد للہ الذی خلق السموات والارض" پڑھ کر شروع کر دیا۔ اس فقرہ میں اس نے لفظ السمواتِ کو تار کی زبر کے ساتھ پڑھا۔ اس پر کسی عالم نے روکا۔ اور السموات کو مفتوح الآخر پڑھنے پر اعتراض کیا"

یقیناً یہ اعتراض درست تھا۔ عربی زبان کا کوئی طالب علم بھی السمواتِ کو ت کی زیر سے پڑھنے کی غلطی نہ کریگا۔ قرآن مجید میں بیسیوں مقامات پر السموات کا استعمال موجود ہے۔ اور فقرہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تو سورۂ انعام کی پہلی آیت ہے پس باب اگر عربی زبان سے نابلد محض بھی تھا تب بھی اسے آیت کو درست پڑھنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اس کے پیرو اسے حافظ قرآن بتاتے ہیں۔ سو اوّل تو اسے یہ غلطی کرنی ہی نہ چاہیئے تھی لیکن اگر وہ بالفرض سبقتِ لسان کے باعث السمواتِ کو مفتوح الآخر پڑھ چکا تھا۔ تو آگاہ کئے جانے پر اس سے مطلع ہو جاتا لیکن باب نے اس معقول اعتراض کا جو جواب دیا۔ وہ بہائی مؤرخ کے الفاظ میں یوں ہے :-

"فأجابهم عن هذا الاعتراض بقوله ان كثيراً من الآيات الشريفة القرآنية نزلت بخلاف قواعد القوم ...... وما تقييد الكلمات الربّانية بالقوانين البشرية والحدود الاصطلاحية الا الضّلال المبين[1]"

ترجمہ :۔ باب نے علماء کو اس اعتراض کا یہ جواب دیا۔ کہ قرآن شریف کی بہت سی آیات لوگوں کے قواعد کے خلاف نازل ہوئی ہیں۔ خدائی کلمات کو انسانی قواعد اور اصطلاحی حدود کا پابند سمجھنا سخت گمراہی ہے"

افسوس کہ باب نے اپنی جہالت کو چھپانے کیلئے قرآن پاک ایسی افصح ترین کتاب پر بھی ایک رکیک اور بے معنی الزام لگا دیا۔ باب جدید محاورات اور مسلمہ قواعد کی خلاف ورزی میں فرق نہ سمجھتا تھا۔ اسلئے اس زمانہ کے علماء نے باب کو جاہل قرار دیکر اس سے اعراض کیا۔

---

[1] الکواکب ۳۹۹

میں کہتا ہوں۔کہ وہ تو دشمن سہی۔مگر کوئی عربی جاننے والا بہائی آج بھی بتائے۔کہ "خَلَقَ السَّمٰوٰت" عربی ترکیب یا قرآنی استعمال کی رو سے درست قرار دیا جا سکتا ہے؟ سچ مچ اگر باب اتنی سی موٹی بات بھی نہ جانتا تھا۔تو اسکے مخالف اسے جاہل کہنے میں معذور تھے۔اور اگر جانتے ہوئے اس نے مندرجہ بالا جواب دیا ہے تو وہ اخذتہ العزۃ بالاثم کا مصداق تھا۔

باب کا توبہ نامہ اور دعویٰ بابیت سے انکار

فرقہ شیخیہ کے جوشیلے ممبر امام کیلئے بے چین تھے۔باب کی بابیت کا چرچا ان کے درمیان مخفی طور پر شروع ہو گیا تھا،اور ایک اچھی تعداد باب کی طرف منسوب ہونے لگی۔بعض بابیوں نے علماء سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور بعض جگہ جھڑپ بھی ہوگئی۔حکومت نے نقض امن کا اندیشہ دیکھ کر ۱۲۶۲ھ ہجری میں باب کے ماموں حاجی علی سے ضمانت لی۔اور باب نے اقرار کیا،کہ وہ گھر میں رہے گا۔لوگوں سے نہ ملیگا۔اور نہ ہی کسی کو اپنے خیالات کی تبلیغ کرے گا۔ان کے ماموں اسکے نگران مقرر ہوئے[1]۔چنانچہ کچھ عرصہ اس پر عمل ہوتا رہا۔

حریتِ ضمیر اور آزادیٔ افکار کے اصول کے مدنظر حکومتِ ایران کا یہ طریق تشدد نظر آتا ہے۔لیکن باب کی تعلیم اور بابی بننے والوں کی ذہنیت کو مدنظر رکھا جائے۔تو حکومت کا یہ عمل عین انصاف تھا۔شاہِ ایران کا ابتداء سے یہ فیصلہ تھا کہ:۔

"مادام امرہ متفقاً مع الأمن العام والراحة العمومية فلا تتصداہ الحکومة بشئ[2]"

جب تک باب کا معاملہ امن عام میں مخل نہ ہوگا۔حکومت اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کریگی۔"

باب کی تعلیم کیا تھی اور اس تعلیم کے مقابلہ میں حکومت کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے تھا آیا باب کے خیالات کی اشاعت پر پابندی عائد کرنی چاہیے تھی یا نہیں؟ اسکے لئے ہمیں

[1] الکواکب ص۹۴ - [2] مقالہ سیاح عربی ص۱۶

عبد البہاء آفندی کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔لکھتے ہیں:۔

"در یوم ظہور حضرت اعلیٰ منطوق بیان ضرب اعناق وحرق کتب و اوراق و ہدم بقاع و قتل عام الامن آمن و صدق بود[1]"

ترجمہ:۔کہ حضرت اعلیٰ یعنی باب کے ظہور کے وقت بیان کا خلاصہ یہ تھا۔کہ گردنیں اڑائی جائیں کتابیں اور اوراق جلا دیئے جائیں۔مقامات منہدم کر دیئے جائیں،اور بجز ایمان لانیوالے اور تصدیق کرنے والے کے قتل عام کیا جائے۔"

مقام غور ہے۔کہ حکومت اس قدر وحشیانہ تعلیم کی اشاعت کی اجازت کیونکر دے سکتی تھی۔ایسے معلم کو جب جاہل مرید مل جائیں گے،تو ملک کا امن کیونکر برباد نہ ہوگا۔پس حکومت نے باب پر پابندی عائد کر کے اپنا فرض ادا کیا۔

اسی زمانہ کی بات ہے۔کہ علماء شیراز نے ۱۲ رمضان ۱۲۶۲ھ ہجری کو حکومت کی معرفت باب کو مسجد میں بلوایا اور اسے منبر پر چڑھ کر برسرعام اپنے دعویٰ سے انکار کرنیکے لئے کہا۔بہائی مورخ کہتا ہے۔کہ باب نے منبر پر چڑھ کر بہت فصیح تقریر کی حتی کہ:۔

"لم یستطیعوا ان یفهموا هل هي اثبات ام نفي[2]"

حاضرین بالکل نہ سمجھ سکے کہ باب اپنے دعویٰ کا اثبات کر رہا ہے۔یا انکار کر رہا ہے۔"

ہاں اتنا اسے بھی مسلّم ہے۔کہ باب کی تقریر سے علماء مطمئن ہوگئے کہ اس نے اپنے دعویٰ کا انکار کر دیا ہے۔اور باب نے پھر اسی عزلت نشینی کی زندگی کو اختیار کر لیا۔دوسرے مورخین کا بیان یہ ہے:۔

"فصعد المنبر وجهر بكلّ ما أمر به الشيوخ ثم نزل وجعل يقبل ايديهم شيخاً فشيخاً[3]"

کہ باب نے منبر پر چڑھ کر با آواز بلند اسیطرح توبہ اور ندامت کا اقرار کیا جس طرح علماء نے مطالبہ کیا

[1] مکاتیب عبد البہاء جلد ۲ ص۲۶۶ - [2] الکواکب ص۴۰ - [3] الجواب مصنفہ استاذ محمد فاضل مطبوعہ مصر ص۱۷۳

تھا۔ پھر اتر کر اس نے تمام علماء کی دست بوسی کی۔"

اس روایت پر تحقیقی نظر ڈالنے سے یہ یقینی بات ہے۔ کہ باب نے برسرِ عام اپنے دعوٰی سے انکار کر دیا تھا۔ ورنہ اس وقت علماء کی شورش کا دب جانا قرین قیاس نہ تھا۔

اسی سلسلہ میں باب کا وہ توبہ نامہ بھی قابلِ ذکر ہے، جو اس نے لکھکر ناصر الدین شاہ کی خدمت میں بھیجا، جو اس وقت ولیعہد تھا۔ وہ توبہ نامہ "کشف الحیل"[1] سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

"فداک روحی الحمد للہ کما ھو اھلہ و مستحقہ کہ ظہورات فضل و رحمت خود را در ہر حال بر کافۂ عبادِ خود شامل گردانیدہ فحمداً لہ ثم حمداً لہ کہ مثل آں حضرت را ینبوعِ رأفت و مرحمتِ خود فرمودہ کہ بظہورِ عطوفتش عفو از بندگان و ستر بر مجرمان و ترحم بداعیان فرمودہ اشہد اللہ و من عندہٗ کہ ایں بندۂ ضعیف را قصدے نیست کہ خلافِ رضائے خدا و ندِ عالم و اہل ولایت او باشد اگرچہ بنفسہ وجودم ذنب صرفست ولے چوں قلبم موفق بتوحیدِ خدا وند جل ذکرہ و بنبوتِ رسولِ او و ولایتِ اہلِ ولایت اوست و لسانم مقر بر کل ما نزل من عند اللہ است۔ امیدِ رحمتِ اورا دارم و مطلقاً خلافِ رضائے حق را نخواستہ ام و اگر کلماتیکہ خلافِ رضائے او بودہ از قلم جاری شد۔ غرضم عصیان نبودہ و در ہر حال مستغفر و تائبم حضرت اورا و ایں بندہ را مطلق علمے نیست کہ منوط باد عائے باشد۔ استغفر اللہ ربّی و اتوب الیہ من ان ینسب الیّ امر۔ و بعضے از مناجات و کلمات کہ از لسان جاری شدہ دلیل بر ہیچ امرے نیست و مدعیٔ نیابت خاصۂ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام را محض ادعاءِ مبطل است۔ و ایں بندہ را چنیں ادعائے نبودہ و نہ ادعائے دیگر مستدعی از الطاف

[1] کشف الحیل جلد ۲ ص ۸ و ص ۸۹

حضرت شاہنشاہی و آں حضرت چناں است کہ ایں دعا گو را بالطاف و عنایتِ سلطانی و رأفت و رحمتِ خود سرافراز فرمائید۔ والسلام

علی محمد"

باب کے اس توبہ نامہ کا خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا کیونکہ علماء تبریز وغیرہم اسے حقیقت پر مبنی قرار نہ دیتے تھے، اور حکومت "انتظار کرو" کی پالیسی پر عمل کر رہی تھی۔ بابیوں نے عملاً حکومت سے مقابلہ کا آغاز کر دیا جیسا کہ انکی کانفرنس بدشت کی قرارداد میں تصریح موجود ہے۔ اس قسم کے واقعات نے باب کے توبہ نامہ کو بے اثر بنا دیا۔ اور اس کے باوجود باب کو قید و بند کی حالت میں رہنا پڑا۔ اور حکومت کو قیامِ امن کی خاطر اسے حراست میں رکھنا ضروری نظر آیا۔

قرۃ العین کے حالات

ملا صالح القزوینی کے گھر ۱۲۳۰ء یا ۱۲۳۱ء سنہ ہجری کو ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس کا نام ام سلمٰی تجویز ہوا یہی لڑکی بعد ازاں قرۃ العین کے نام سے مشہور ہوئی سنِ رشد کو پہنچنے کے بعد اپنے چچا ملا علی کی ترغیب سے فرقہ شیخیہ میں شامل ہو گئی۔ نہایت خوبصورت اور ذہین تھی کہتے ہیں کہ سید کاظم نے اسے قرۃ العین کا خطاب دیا تھا۔ ۱۲۵۹ء سنہ ہجری میں سید کاظم کی وفات کے بعد اس کے شاگردوں کو درس دیا کرتی تھی[1]۔ اس وقت اسکی عمر اٹھائیس تیس برس کی تھی۔ باب کے دعوٰی پر اسکے مریدوں میں شامل ہو گئی۔ بہائی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکی شادی اپنے چچا ملا تقی کے بیٹے ملا محمد سے ہوئی تھی۔ اولاد بھی موجود تھی مگر چونکہ اس کا خسر اور خاوند بابی تحریک کے خلاف تھے۔ اسلئے قرۃ العین اپنے خاوند کے گھر آباد نہ ہوتی تھی۔ ایک موقعہ پر بدشت کانفرنس سے پہلے صلح کروانے والوں کو مخاطب کر کے اس نے اپنے خاوند کے متعلق کہا تھا:۔

"لم یکن الخبیث لیقع کفوًا للطیب قط"[2]

[1] الکواکب ص ۱۱۔ [2] الکواکب ص ۲۰۳

کہ وہ خبیث مجھ طیب کا کفو نہیں ہو سکتا۔

اسکے بعد ملا تقی کو قزوین میں قتل کیا گیا۔ قرۃ العین کا اس میں ہاتھ سمجھا گیا۔ اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ وہاں سے بہاء اللہ کی خاص کوششوں کے نتیجہ میں راتوں رات اسے نکالا گیا۔ اور طہران پہنچی[1]۔ ان دنوں جب قرۃ العین کا خاص بابیوں سے اختلاط تھا۔ وہ پردہ نہیں کرتی تھی۔ ناسخ التواریخ میں لکھا ہے۔ کہ قرۃ العین "حجاب زناں را از مرداں موجب عقاب شمرد[2]۔" عورتوں کا مردوں سے پردہ کرنا موجب سزا شمار کرتی تھی۔ اس کا عمل یہ تھا:۔

"وکانت في مجلس الاحباء مكشوفة الوجه ولكن في مجلس الاغيار تكلمهم من خلف حجاب[3]"

کہ دوستوں یعنی خاص بابیوں کی مجلس میں بے پردہ ہوتی تھی لیکن دوسروں سے حجاب کے پیچھے سے بات کرتی تھی۔ قرۃ العین کی بے پردگی سے جب بابیوں میں بہت چہ میگوئیاں شروع ہوئیں۔ تو باب سے اس بارے میں استصواب کیا گیا[4]۔ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے۔ جب باب حکومت کی حراست میں ماہ کو میں تھے۔ انہوں نے خط لکھنے والے بابی السید علی بشر کو سخت سست اور "متزلزل" قرار دیکر آخرکار قرۃ العین کے طریق عمل کی تائید کی۔ باب کے اس جواب سے بابیوں کی ایک جماعت بابیت سے الگ ہو گئی[5]۔ ۱۲۶۴ ہجری میں بدشت کانفرنس ہوئی۔ قرۃ العین نے (جو اس سارے مجمع میں غالباً ایک ہی عورت تھی) اس موقعہ پر بے انتہاء آزادانہ روش اختیار کی۔ کہتے ہیں کہ اس نے وہاں جمع ہونیوالے مردوں سے کہا:۔

"اے اصحاب! ایں روزگار ما از ایام فترت شمردہ مے شود۔ امروز تکالیف شرعیہ یکبارہ ساقط است[6]۔"

[1] الکواکب ص۱۲۱۔ [2] ناسخ التواریخ طبع ایران جلد ۳۔ [3] رسالہ التسع عشریہ ص۱۰۹۔ [4] الکواکب ص۱۸۹۔ [5] الکواکب ص۱۹۰
[6] ناسخ التواریخ جلد ۳۔

کہ ہمارا یہ وقت فترت کا زمانہ ہے۔ اس وقت تمام شرعی احکام ساقط ہیں۔

اس کانفرنس کے موقعہ پر ایک دن وہ بالکل بے پردہ سب کے سامنے آ گئی جس پر پرانے خیال کے سب بابی دنگ رہ گئے۔ لکھا ہے:۔

"جمیع حاضرین پریشاں شدند کہ چگونہ نسخ شرائع شد۔ ایں زن چگونہ بے پردہ بیروں آمد[1]"

کہ سب حاضرین نے حیران ہو کر کہا۔ کہ شریعت منسوخ کیسے ہو گئی اور یہ عورت بے پردہ باہر کیوں آ گئی ہے۔

اس روز سے پیشتر بھی قرۃ العین بہاء اللہ وغیرہ سے راتوں کو ملا کرتی تھی لکھا ہے:۔

"در شبہا جمال مبارک و جناب قدوس و طاہرہ ملاقات مے نمودند[2]"

ان تمام امور کا نتیجہ یہ تھا کہ بدشت کے صحرا میں جمع ہونیوالے بابی مختلف گروہوں میں منقسم ہو گئے۔ بابیوں کی تاریخ میں لکھا ہے:۔

"در صحرائے خوش فضائے بدشت جمعے بے خود و گروہے باخود و طائفہ متحیر و قومے مجنون و فرقہ فراری شدند[3]"

کہ بدشت کے پُرفضا میدان میں بابیوں کی ایک جماعت بے خود تھی۔ اور ایک باخود۔ ایک حصہ حیرت زدہ تھا اور ایک گروہ دیوانہ ہو رہا تھا۔ اور ایک جماعت فرار اختیار کر گئی تھی۔

یاد رہے کہ قرۃ العین کے اس ہیجان خیز عمل سے پہلے بھی بابیوں میں شامل ہونیوالے ایک گروہ کا یہ خیال تھا کہ:۔

"آنچہ قبل از ظہور باب حرام بود۔ اینک حلال شدہ است[3]"

ظاہر ہے کہ ان حالات میں صحراء بدشت میں کیا واقعات ظاہر ہوئے ہونگے۔ بابیوں کے باب الباب ملا حسین بشروئی کے الفاظ سے اس موقعہ کے اعمال کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ لکھا ہے:۔

"دار دوئے مبارک از حکایات بدشت ہیچ معمول نبود ملکے فرمودند من بدشتیہا

[1] تذکرۃ الوفاء ص۳۰۹ [2] تحفہ طاہرہ ص۳۲ [3] نقطۃ الکاف ص۱۵۳ [4] تاریخ امر بہائی ص۳۳۔

در احوالِ ہے زتم "[۱]

کہ بدشت کے میدان میں جو باتیں واقع ہوئیں۔ وہ ملا حسین بشروئی کے مبارک لشکر میں سے ہوتی تھیں۔ اسی لئے آپ فرماتے تھے کہ ان لوگوں پر میں شرعی حد جاری کروں گا۔ جنہوں نے بدشت میں یہ کارروائی کی ہے۔"

جناب عبد البہاء تذکرۃ الوقائع میں لکھتے ہیں :-

"واما لقب طاہرہ اول در بدشت واقع گشت۔ وحضرت اعلیٰ ایں لقب را تصویب وتصدیق نمودند ودر الواح مرقوم گشت"[۲]

کہ قرۃ العین کو طاہرہ (یا کدامن) کا لقب پہلی مرتبہ بدشت کے صحرا میں ہی ملا تھا۔ بعد ازاں باب نے اسکی تصدیق کردی اور الواح میں استعمال ہونے لگ گیا۔"

قرۃ العین کا زیادہ خلا ملا حاجی محمد علی بارفروشی قدوس کیساتھ تھا۔ ان دونوں کے اجتماع کو نقطۃ الکاف میں یوں بیان کیا گیا ہے :-

"جناب حاجی ہم از مشہد مراجعت نمودند ومضمون جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وقوع دادہ"[۳]

بدشت سے ملا بارفروشی ایک روایت کے مطابق چھپ کر بارفروش چلا گیا[۴] اور دوسری روایت کے مطابق قرۃ العین کیساتھ مازندران کیطرف روانہ ہوگیا[۵] ان دونوں کے تعلق کا ذکر کرتے ہوئے بہائی مؤرخ لکھتا ہے :-

"واذا ثبت ان السیدۃ سافرت حقیقۃ الی خراسان فلا بد وان یکون ذلک مع حضرۃ القدوس فانہ الوحید الفرید الذی کانت تلک الزہراء تعتمد علیہ وترکن الیہ فی بث اسرارہا ومکنونات اطلاعاتہا ولم یتحاش مورخو البابیۃ ذکر ہذہ الرحلۃ الا اتقاء الاوہام الواہمین وقطعا لدابر اقوال المفترین وافکارہم الساقطۃ المنحطۃ"[۶]

۱؎ النقطۃ الکاف ص۱۵۲ ۲؎ تحفۂ طاہرہ ص۱۶ ۳؎ النقطۃ الکاف ص۱۵۳ ۴؎ نقطۃ الکاف ص۱۵۴ ۵؎ الکواکب ص۱۳۳ ۶؎ الکواکب ص۱۳۴ و ص۱۳۵

ترجمہ :- جب یہ ثابت ہوگیا کہ قرۃ العین سچ مچ خراسان گئی ہے۔ تو یہ ضروری ہے، کہ یہ سفر قدوس (ملا بارفروشی) کی معیت میں ہوا ہو کیونکہ وہی اکیلا شخص تھا جس پر قرۃ العین کو بھروسہ تھا۔ اور جسے وہ اطمینان سے اپنے راز اور پوشیدہ بھید بتلایا کرتی تھی۔ دوسرے بابی مؤرخوں نے اس سفر کا ذکر محض بچاؤ کی خاطر نہیں کیا تا وہم کرنیوالوں کے وہم اور مفتریوں کے اقوال کا ازالہ ہوجائے۔ اور ان کے ادنیٰ اور ناکارہ خیالات رُک جائیں۔"

قرۃ العین اور دیگر زعمائے بابیت نے بدشت کانفرنس میں اسلامی شریعت کی منسوخی کیلئے قرارداد پاس کروانے میں عجیب چالاکی سے کام لیا تھا جیسا کہ آگے ذکر آئیگا۔ بہرحال بدشت کے بعد قرۃ العین بابیت کی تبلیغ اور حکومتِ ایران کیخلاف سازش میں نمایاں حصہ لیتی رہی۔ باب جولائی ۱۸۵۰ء کو قتل کیا گیا۔ ۱۵ اگست ۱۸۵۲ء کو تین بابیوں نے انتقامی طور پر سلطان ناصر الدین شاہ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ بادشاہ بچ گیا۔ مگر حکومت نے اس سازش میں حصہ لینے والے بابیوں کو گرفتار کرلیا۔ اور بعض مارے بھی گئے۔ قرۃ العین نے تیس[۱] نوجوانوں کو لیکر نظامِ حکومت کو تہ وبالا کرنیکے لئے ایک اور مرتبہ ۳ اگست ۱۸۵۲ء کو کوشش کی۔ حکومت نے اسے گرفتار کرکے توپ سے اڑا دیا[۲] بعض کہتے ہیں کہ گلا گھونٹ کر مار دیا[۳] اور اسطرح اس فتنہ کا خاتمہ کردیا۔ قرۃ العین باب کے قتل کے بعد دو سال تک زندہ رہی[۴]

باب نے صبح ازل کو جانشین مقرر کیا

باب کی زندگی کا بیشتر حصہ قید و بند میں گذرا ہے۔ ابو الفضل بہائی لکھتے ہیں :-

"انقضت ایام دعوتہ التی تعد سبع سنوات تقریباً کلہا فی الحجز والحبس والتقی اما فی بیتہ او بیت الحکومۃ"[۵]

کہ باب کا سارا زمانۂ دعوت جو تقریباً سات سال شمار کیا جاتا ہے۔ اپنے گھر میں یا حکومت کے جیل خانہ میں نظربندی، قید اور جلاوطنی میں ہی ختم ہوگیا۔"

۱؎ البابیون فی التاریخ ص۱۹۵ ۲؎ تذکرۃ الوقائع ص۳۱ ۳؎ تحفۂ طاہرہ سرورق ص۴ ۵؎ الحجج البہیہ ص۴۷

باب نے اپنی زندگی کو خطرہ میں پاکر شعبان یا رمضان ۱۲۶۵ھ ہجری میں مرزا یحییٰ المعروف صبح ازل کو جو اس وقت انیس[1] سالہ نوجوان تھا اپنا جانشین مقرر کر دیا۔[2] باب نے اس بارہ میں ایک وصایت نامہ بھی لکھوایا جسکے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

"الله اکبر تکبیراً کبیراً

هذا کتاب من عند الله المهیمن القیوم الی الله المهیمن القیوم قل کل من الله مبدءون قل کل الی الله یعودون هذا کتاب من علی قبل نبیل ذکر الله للعالمین الی من یعدل اسمه اسم الوحید ذکر الله للعالمین قل کل من نقطة البیان لیبدؤن ان یا اسم الوحید فاحفظ ما نزل فی البیان وامر به فانك لصراط حق عظیم"[2]

ترجمہ:- اللہ سب سے بڑا ہے۔ یہ خط خدائے مہیمن وقیوم کیطرف سے خدائے مہیمن وقیوم کیطرف لکھا گیا ہے۔ کہہ دے کہ سب اللہ سے شروع ہوتے ہیں اور اللہ کی طرف لوٹتے ہیں۔ یہ خط محمد علی کیطرف سے جو ذکر للعالمین ہے یحییٰ کیطرف ہے۔ جو ذکر للعالمین ہے۔ کہہ دے کہ سب نقطہ بیان سے شروع ہوتے ہیں۔ اے یحییٰ! البیان میں نازل شدہ کی حفاظت کر اور اس کے مطابق حکم دے تو سچا اور عظیم مراط ہے"

نوٹ:- مندرجہ بالا وصیت نامہ میں نبیل کا لفظ محمد کی بجائے ہے کیونکہ دونوں کے عدد ۹۲ ہیں اور وحید کا لفظ یحییٰ کا قائم مقام۔ کیونکہ ہر دو کے ۲۸ عدد ہیں)

پروفیسر براؤن نے اس وصیت نامہ کا عکس بھی شائع کیا ہے[3] میرزا جانی کاشانی بابی مؤرخ لکھتے ہیں۔ کہ باب نے اس وصایت نامہ کیساتھ اپنا قلمدان، کاغذات اور مُہر وغیرہ بھی صبح ازل کو بھجوا دئے[4] چنانچہ باب کے قتل کے بعد میرزا یحییٰ باب کے "وصی" اور "رئیس طائفہ بابیہ" کے نام سے شہرت پا گئے۔ اس امر کا اقرار طوعاً و کرہاً بہائیوں کو بھی ہے۔

[1] مقدمہ نقطۃ الکاف صخ ۔ [2] مقدمہ نقطۃ الکاف صلعد ۔ [3] تاریخ جدید انگریزی مطبوعہ کیمبرج ص۴۲۶ ۔ [4] نقطۃ الکاف ص۲۴۴

ابوالفضل بہائی غضبناک ہو کر لکھتے ہیں:-

"اہل بیان حیا ننموده از یحییٰ بوصی تعبیر نمودند وشہرت دادند"[1]

چونکہ مرزا یحییٰ کے جانشینِ باب ثابت ہونے سے ان کے دوسرے بھائی میرزا حسین علی المعروف بہاء اللہ کو دعویٰ کا حق نہ پہنچتا تھا نیز چونکہ مرزا یحییٰ ساری عمر بہاء اللہ کا مخالف رہا اسلئے بہائیوں نے مرزا یحییٰ کی اس جانشینی کے بارے میں مضحکہ خیز تاویلیں کی ہیں۔ رسالہ البہائیۃ میں لکھا ہے:-

"وقد سماه حضرة الباب بهذا اللقب (صبح ازل) لحكمة ما"[2]

"کہ باب نے مرزا یحییٰ کو صبح ازل کا لقب کسی حکمت سے دیا تھا"

بہائی تاریخ الکواکب الدریہ میں لکھا ہے۔ کہ کچھ بابیوں نے باب کی زندگی میں ہی بہاء اللہ کی زندگی کو خطرہ میں پاکر باب سے درخواست کی۔ کہ وہ کوئی ایسی تجویز کرے۔ کہ لوگوں کی توجہ بہاء اللہ سے ہٹ جائے۔ مؤرخ کہتا ہے کہ باب نے اس وقت تو اس درخواست کو منظور نہ کیا البتہ قلعہ ماکو وچہریق کی قید کے آخری ایام میں اس نے یہ تجویز کی۔ کہ میرزا یحییٰ کو صبح ازل، الوحید، المرآۃ وغیرہ خطابات دیئے۔ نیز:-

"ثم امر بعض الاصحاب بان یشهروا اسمه بین عامة الصحب لتتحول الانظار نوعا الیه"[3]

بعض اصحاب کو حکم دیا کہ عام بابیوں میں مرزا یحییٰ کا نام مشہور کریں تا ایک حد تک اس کی طرف نظریں متوجہ ہو جائیں"

مقالہ سیاح کے مصنف عبدالبہاء افندی ملا عبدالکریم قزوینی اور جناب بہاء اللہ کے مشورہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیئے۔ کہ سب کی توجہ (حضرت بہاء اقدس سے ہٹ کر) کسی غائب

[1] مجموعہ رسائل ص۱۴۹ ۔ [2] البہائیۃ ص۸ ۔ [3] الکواکب ص۲۴۷

شخص کیطرف ہوجائے۔ اور اس تدبیر سے بہاء اللہ لوگوں کی مزاحمت اور ایذا سے محفوظ رہیں لیکن چونکہ اس امر کیلئے کسی اجنبی آدمی کو منتخب کرنا خلافِ مصلحت تھا۔ اسلئے بہاء اللہ کے بھائی مرزا یحیٰی کو اس کام کیلئے منتخب کیا۔ غرضیکہ بہاء اللہ کی تائید اور ہدایت سے اس کو قبلۂ آمال مشہور کیا۔ اور اپنوں اور بیگانوں میں اسکو شہرت دی۔ اور اسی کی طرف سے چند خطوط حضرت باب کے نام لکھے۔ چونکہ در پردہ پہلے اس امر کا ذکر حضرت باب سے ہوچکا تھا۔ اس لئے یہ رائے انہوں نے بھی نہایت پسند کی[1]"

اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ بابی اور بہائی تحریک میں خود ان لوگوں کے نزدیک بھی جعلسازی اور غلط بیانی کا بہت دخل ہے۔ بہائی آج اس قسم کی رکیک تاویلات سے صرف اپنی پردہ دری کر رہے ہیں، ورنہ یہ ایک حقیقت ہے کہ باب نے مرزا یحیٰی کو اپنا وصی اور جانشین مقرر کیا۔ باب کی وفات کے بعد بابی اسکے مطیع و منقاد رہے خود بہاء اللہ نے اپنے ادعاء تک ازل کے دعوٰی کی مخالفت نہیں کی بلکہ اسکی اطاعت کی ہے۔ حیرت ہے کہ بہاء اللہ اپنی جان بچانیکے لئے تو بقولِ خود مرزا یحیٰی کو "قبلۂ آمال" مشہور کرتا ہے۔ اور جب امن حاصل ہوجاتا ہے۔ تو اسے "دجال" قرار دیا جاتا ہے[2]۔ کیا بہاء اللہ اور بہائیوں کا قبلۂ آمال دجال ہے؟

باب کا قتل بیان ہوچکا ہے۔ کہ ۱۲۶۴ھ میں باب کے اس دعوٰی سے کہ وہی مہدیٔ موعود ہے بہت شورش برپا ہوئی۔ اسی سال بدشت کانفرنس میں شریعتِ اسلامیہ کے نسخ کی قرارداد سے بھی بابیوں اور مسلمانوں میں ہنگامہ آرائی شروع ہوگئی[3]۔ اس کانفرنس میں یہ تجویز بھی پاس کی گئی۔ کہ سب بابی ماکو میں جمع ہوکر بزور باب کو رہا کرائیں[4]۔ اور اس پر عمل بھی شروع ہوگیا۔ اس قسم کی فتنہ انگیزیوں اور بابیوں کیطرف سے ملک میں بغاوت کے آثار کو دیکھکر حکومت نے آخر باب کے متعلق علماء سے استفتاء کیا۔

[1] باب الحیاۃ ترجمہ مقالہ سیاح ص۵۵۔ [2] مجموعہ رسائل ص۱۰۶۔ [3] الکواکب ص۲۲۳۔ [4] الکواکب ص۲۲۲

بہائی مؤرخ کے قول کے مطابق فتوٰی ان الفاظ میں تھا:۔

"بما ان حضرۃ السید الباب ادعی مقام المھدویۃ وعمل تغیرات عظیمۃ فی الفروع الاسلامیۃ لذلک وجب ولزم قتلہ[1]"

کہ چونکہ باب نے مہدویت کا دعوٰی کیا ہے اور اسلامی شریعت میں بہت تبدیلی کی ہے۔ اسلئے اس کا قتل واجب ہے۔"

فتوٰیٔ قتل کو سُنکر باب کی حالت بالکل دگرگوں ہوگئی۔ ایک بہائی راوی ہے:۔

"کان حضرتہ متغیر الحال علی خلاف المعتاد غائصًا فی بحر عمیق من الافکار[2]"

کہ اس شب باب کی حالت غیر معمولی طور پر بدلی ہوئی تھی۔ وہ تفکرات کے عمیق سمندر میں غرق تھا"۔ اسی جگہ باب کے رونیکا بھی ذکر ہے۔ بہائی لوگ اسلامی قیامتِ کبریٰ اور حشر و نشر کے منکر ہیں۔ مگر باب اس رات بار بار یہ شعر پڑھ رہا تھا ؎

الی الدیان یوم الدین نمضی   وعند اللہ تجتمع الخصومُ

ترجمہ:۔ جزا دینے والے خدا کے پاس ہم یوم الدین کو جائینگے اور اسی کے پاس سب جھگڑنے والے جمع ہوں گے۔"

اس موقعہ پر باب سے دو ایسی باتیں ظاہر ہوئیں جن پر ان لوگوں کو خاص طور پر غور کرنا چاہیے۔ جو باب کو مامورِ الٰہی مانتے ہیں (۱) اس نے اللہ تعالیٰ سے مایوس ہوکر خودکشی کی خواہش کی۔ چنانچہ اس نے اپنے بابی ساتھیوں سے قیدخانہ میں کہا:۔

"فیا حبذا لو وجد من یقتلنی ھذہ اللیلۃ فی ھذا السجن[3]"

کہ کاش کوئی مجھے آج رات ہی اس قیدخانہ میں قتل کر دے"

(۲) باب نے اپنے بابی ساتھیوں سے کہا:۔

[1] الکواکب ص۲۳۳۔ [2] الکواکب ص۲۳۴ [3] الکواکب ص۲۳۶

"اے اصحاب! فردا کہ از شما سوال نمایند از حقیقت من تقیہ نمائید و انکار نمائید و لعن کنید زیرا کہ حکم اللہ بر شما این است[1]"

ترجمہ :- اے رفقاء! کل جب تم سے میری صداقت کے متعلق سوال کریں تو تقیہ کرنا اور میرا انکار کر دینا۔ نیز لعنت کرنا کیونکہ تمہارے لئے حکم خداوندی یہی ہے"

حکومتِ ایران کی طرف سے علماء کے فتویٰ اور سیاسی حالات کے ماتحت باب کو تبریز کے میدان میں گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ باب کے قتل کی تاریخ اور سال میں کچھ اختلاف ہے۔ شامی محقق السید عبدالرزاق لکھتے ہیں :-

"اعدم الباب في ۲۷ شعبان ۱۲۶۵ھ اما البابية فيدعون ان هذا الاعدام تم في ۲۸ شعبان ۱۲۶۶ھ والفرق بين الروايتين سنة ويوم واحد[2]"

کہ باب ۲۷ شعبان ۱۲۶۵ھ کو قتل کیا گیا۔ بابیوں کا دعویٰ ہے۔ کہ قتل ۲۸ شعبان ۱۲۶۶ھ کو واقع ہوا۔ دونوں روایتوں میں ایک دن اور ایک سال کا فرق ہے"

بہائی مؤرخین نے بالعموم باب کے قتل کی تاریخ ۲۸ شعبان ۱۲۶۶ھ مطابق ۹ جولائی ۱۸۵۰ء متعین کی ہے[3]۔ پروفیسر براؤن نے ۲۷ شعبان ۱۲۶۶ھ قرار دی ہے[4]۔ حشمت اللہ صاحب بہائی لکھتے ہیں :-

"۱۲۶۵ء اور ۱۲۶۶ء کے درمیان آذربائیجان کے دہر الفلاق میں شہید ہوئے[5]"

بہائی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ باب کو قتل کرنے کے بعد اسکے جسم کو وحشیانہ طریق پر زمین پر ادھر اُدھر گھسیٹ کر آخر کار ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا۔ رات بھر دس سپاہی اس کی نگرانی کرتے رہے۔ اور دوسرے دن لوگوں کو حکم دیا گیا۔ کہ کاروبار معطل کر کے باب کی لاش پر سنگباری کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا[6]۔ بابی مؤرخ مرزا جانی لکھتا ہے۔ کہ باب کی لاش دو دن اور دو راتیں میدان میں ہی پڑی رہی۔ اسکے بعد اسے ایک جگہ دفن کر دیا گیا[7]۔

---

[1] نقطۃ الکاف ص۲۴۷ [2] البابیون فی التاریخ ص۱۳ [3] مقالہ سیاح اردو ص۳۹ و الکواکب ص۲۳۰ [4] نقطۃ الکاف مقدمہ ص
[5] بہاء اللہ کی تعلیمات ص۱۰ [6] الکواکب ص۲۳۵ و ص۲۳۶ [7] نقطۃ الکاف ص۲۵۰

بابیوں کی قربانیاں آپ باب پر ایمان لانیوالے عوام کی حالت کے زیرِ عنوان پڑھ چکے ہیں۔ کہ بہائی لوگ بابیوں کو جاہل، ان پڑھ، دین سے ناواقف ظلمات میں غرق اور سب لوگوں سے پسماندہ تر قرار دیتے ہیں عبدالبہاء نے ان کیلئے "تباً لهم وسحقاً لهم" تک کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ باوجود اس امر کے بہائی لوگ مرنیوالے بابیوں کی موت کو اپنی قربانیاں قرار دیکر مشرق و مغرب میں پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔

اپنے مذہب کے لئے مخلصانہ اور مظلومانہ جان دینا ہر قوم اور ہر زمانہ میں قابلِ تعریف ہے۔ مگر اسجگہ یہ سوال قابلِ تحقیق ہے۔ کہ آیا ایران میں مارے جانیوالے بابی لوگ مظلومانہ مارے گئے اور آیا ان کا اقدام محض اخلاص پر مبنی تھا یا نہیں؟ اس تحقیق کیلئے فصل ہذا میں بابی اور بہائی تاریخ سے کافی مواد موجود ہے۔ اسجگہ مزید چند حقائق درج کئے جاتے ہیں۔

اوّل۔ بابی کہلانیوالے اپنے مذہب سے واقف نہ تھے مقالہ سیاح کا مصنف لکھتا ہے۔

"چونکہ اس مذہب کی بنیاد پڑتے ہی حضرت باب قتل کر دیئے گئے تھے۔ اسلئے یہ گروہ اپنی روش و رفتار اور شریعت و طریقت کے احکام سے محض بے خبر رہا۔ ان کے عقائد کی بنیاد صرف حضرت باب کی سچی محبت تھی۔ اور یہی بے خبری بعض مقاموں میں گڑبڑی کا سبب ہوئی۔ اور جب ان لوگوں نے اپنے اوپر سخت دباؤ پڑتا دیکھا، تو اپنے بچاؤ کیلئے مجبوراً ہاتھ اٹھایا[1]"

دوم۔ بابیوں نے ۱۲۶۴ ہجری میں بدشت مقام پر یہ قرارداد پاس کی کہ "ایران کے سب اطراف سے بابی ماکو میں منظم طور پر جمع ہوں، اور باب کو جیل خانہ سے آزاد کرانے کیلئے بعمل بجالائیں[2]" اور ان کے مختلف قافلے مختلف جہات سے روانہ بھی ہو پڑے تھے۔

سوم۔ جو بابی قراردادِ بدشت کے مطابق ماکو کیلئے روانہ ہوتے تھے۔ ان کی حالت بہائی تاریخ کے مطابق حسب ذیل ہوتی تھی :-

"صار اكثرهم يحملون السلاح ويسافرون جماعات لا يقل عددها

---

[1] مقالہ سیاح اردو ص۴۸ [2] الکواکب ص۲۲۳

عن العشرین نفساً[۱]

کہ ان میں سے اکثر ہتھیار بند ہوتے تھے۔ اور بیس یا اس سے زیادہ افراد کے جتھوں کی صورت میں سفر کرتے تھے[۲]۔

چہارم ۔ ۱۲۶۴ھ میں ہی بابیوں نے قلعہ طبرسی پر قبضہ کر کے اسکی مرمت کر لی۔ اور قلعہ بند ہو بیٹھے۔ اسی عرصہ میں شاہِ ایران محمد شاہ کا انتقال ہو گیا جس سے بابیوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔ بہائی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ نئے بادشاہ ناصر الدین شاہ کے پاس محضر نامہ بھیجا گیا جس میں لکھا تھا۔ کہ:۔

"ان البابیین احتسبوا وفاۃ المغفور له محمد شاہ فوزاً عظیماً لھم و شرعوا فی المقاتلۃ والنزال وخرجوا علی الدولۃ والملۃ[۳]"

پنجم ۔ ۱۲۶۶ھ یعنی قتل باب سے قبل ہی بابی گروہوں نے ملک ایران میں خطرناک ہنگامہ برپا کر دیا تھا۔ زنجان، ماژندران۔ نیریز وغیرہ مقامات پر حکومت کو اپنی فوج کا کافی نقصان برداشت کر کے باغی بابیوں پر قبضہ کرنے کا موقعہ ملا۔ معرکہ غایۂ ماژندران کا ذکر کرتا ہوا بہائی مؤرخ کہتا ہے۔ کہ اسمیں ایک رات میں حکومت کے لشکر کے چار سو آدمی کھیت رہے جن میں سے پینتیس افسر تھے[۴]۔ یاد رہے کہ بابی لوگ ان تمام معرکوں میں "یا صاحب الزمان" کا نعرہ لگایا کرتے تھے[۵]۔ گویا انہوں نے اپنے عقیدہ کی رو سے جہاد کا آغاز کر دیا تھا۔

ششم ۔ باب کے قتل سے اس کے اتباع کو صدمہ پہنچنا طبعی امر تھا۔ بابیوں نے اسکا انتقام لینے کی یہ صورت تجویز کی۔ کہ شاہِ ایران پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ لکھا ہے:۔

"اگست ۱۸۵۲ء میں ایک ایسا واقعہ ہوا جس نے بابیوں پر بلاؤں کا ایک ایسا طوفان برپا کیا۔ کہ ہر ایک بابی کی جان خطرے میں پڑ گئی۔ صادق نامی ایک نوجوان جو خود بھی بابی تھا۔ اور جسکا

---

۱ الکوکب ص۲۲۵ ۔ ۲ الکواکب ص۲۲۴ ۔ ۳ الکواکب ص۲۴۷ ۔ ۴ الکواکب ص۲۷۶ ۔ ۵ الکواکب ص۲۸۲ ۔

آقا بھی بابی تھا۔ اپنے آقا کے عذاب شہادت کو دیکھکر ایسا متاثر ہوا۔ کہ بدلہ کے جوش میں بھر کر اس نے شاہِ ایران پر حملہ کر دیا[۱]۔"

بہائیوں کے رسالہ "البھائیۃ" مطبوعہ مصر میں حملہ کرنیوالے "اثنان من الشبان البابیین[۲]" لکھا ہے یعنی بادشاہ پر گولی چلانیوالے دو بابی نوجوان تھے۔ ایک اور روایت ہے کہ ۲۸ شوال ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۸۵۲ء کو تین اشخاص نے بادشاہ ناصر الدین شاہ پر قاتلانہ حملہ کیا[۳]۔ پروفیسر براؤن نے بھی مؤخر الذکر بیان کو درست قرار دیا ہے[۴]۔

ہفتم ۔ اس واقعہ ہائلہ سے ملک میں طوفان برپا ہو گیا۔ جو لازمی امر تھا۔ حکومت نے اس سازش کی تحقیقات کیلئے سب بابی مشاہیر کو گرفتار کر لیا۔ جناب عبدالبہاء لکھتے ہیں:

"اس باغیانہ حرکت کے ارتکاب سے یہ فرقہ بدنام ہو گیا۔ ابتداء میں کچھ پوچھ گچھ ہی نہیں تھی۔ مگر اسکے بعد حکومت کیطرف سے تحقیقات شروع ہوئی۔ اور اس فرقہ کے تمام مشاہیر تہمت کے جال میں پھنس گئے[۵]۔"

پروفیسر براؤن کی تحقیقات کی رو سے بادشاہ پر قاتلانہ حملہ کے بعد چالیس بابیوں کو سازش کے شبہ میں پکڑا گیا جن میں سے اٹھائیس[۶] اشخاص کو مجرم پا کر حکومت نے آخر ذوالقعدہ ۱۲۶۸ھ میں قتل کروا دیا[۷]۔

ایک بہائی مصنف لکھتا ہے:۔

"حضرت باب شہید کئے گئے۔ اور ان کے ایک خادم نے کچھ آدمیوں سے سازش کر کے بادشاہ پر گولی چلائی۔ اور اس کے بعد بابیوں کا تمام ایران میں قتلِ عام ہوا[۸]۔"

ہشتم ۔ حکومت کے مقابلہ میں بابیوں کا رویہ "مسلح بغاوت" کا رنگ رکھتا تھا۔ عصر جدید کے مصنف نے لکھا ہے:۔

"آغاز امر میں بابیوں نے اکثر موقعوں پر نہایت بہادری اور دلیری سے تلوار کیساتھ

---

۱ عصر جدید اردو ص۳۱ ۔ ۲ البھائیۃ ص۷ ۔ ۳ البابیون فی التاریخ ص۱۵ ۔ ۴ مقدمہ نقطۃ الکاف ص ک-ل ۔ ۵ مقالہ سیاح ص۴۵ ۔ ۶ مقدمہ نقطۃ الکاف ص ل-م ۔ ۷ بہاء اللہ کی تعلیمات ص۱۸

اپنے بال بچوں کی حفاظت کی۔ مگر حضرت بہاء اللہ نے اس سے منع کر دیا[۱]۔

نہم۔ ان حالات میں بابیوں کی ایک بڑی تعداد کا مارا جانا یقینی امر تھا کیونکہ وہ قائم شدہ حکومت سے برسرِ پیکار تھے۔ انہوں نے سینکڑوں، ہزاروں، سپاہیوں اور عوام کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ وہ حکومت کے باغی تھے۔ اور اسے تہ و بالا کرنا چاہتے تھے لیکن ایسے مرنے والوں کو مظلومی کی موت مرنے والا قرار دینا مشکل ہے۔ اپنے جرم کی سزا میں مرنے والا مظلوم نہیں کہلا سکتا۔ اگرچہ بہائی مقتول بابیوں کی تعداد میں بہت مبالغہ کرتے ہیں۔ تاہم اس میں شک نہیں۔ کہ بابیوں کی خاصی تعداد ماری گئی ہے لیکن یاد رہے کہ اس افراتفری میں مارے جانے والے سب بابی نہ تھے۔ السیّد عبد الرزاق لکھتے ہیں:۔

"ومعلوم ان فکرۃ الدستور کانت مختمرۃ في نفوس الایرانیین في ھاتیك الایام و ان تلك الاضطرابات کانت سیاسیّۃ دینیّۃ في عین الوقت وکان الشاہ ینکل باعدا ئہ انصار الدستور باسم التنکیل بالبابیّین فکان ھذا التادیب صارمًا و واسعًا في عین الوقت[۲]"

ترجمہ۔ واضح رہے کہ ان دنوں اہلِ ایران میں آزادی اور جمہوریت کا خیال پختہ ہو رہا تھا اور یہ پکڑ دھکڑ سیاسی اور مذہبی دونوں رنگ رکھتی تھی۔ سو بادشاہ نے جمہوریت کے مؤیدین کو بابیت کے نام پر شدید سزائیں دینی شروع کر دیں۔ اور یہ سزا کا سلسلہ بہت سخت اور وسیع ہوتا تھا۔

غرض بابی لوگ اپنے مقصد میں ناکام رہے۔ اور حکومت کے مقابلہ میں

---

[۱] عصرِ جدید اردو ص۱۹۰ - [۲] البابیون فی التاریخ ص۱۵۔

ان کی سیاسی تنظیم کارگر ثابت نہ ہوئی۔ بلکہ اس مقابلہ اور بغاوت میں ان کے بہت سے آدمی مارے گئے جیسا کہ انہوں نے ایک وقت تک حکومت کے فوجیوں کو تہ تیغ کیا تھا۔ ان حقائق کی روشنی میں بابیوں کی "قربانی" کی حقیقت معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں۔

وَاللّٰہُ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

فصل دوم

اسلامی شریعت کے منسوخ کرنیکے متعلق بابیوں کی سازش

اور

بابی شریعت کے چند احکام!

اسلامی شریعت کے نسخ کا خیال کب اور کیوں پیدا ہوا! باب کے دعویٰ کے باوجود ایک عرصہ تک بابی لوگ اسلامی شریعت پر عمل کرتے رہے چنانچہ عبدالبہاء افندی نے بدشت کانفرنس کے موقعہ پر قرۃ العین کے ابتداءً علیحدہ باغیچہ میں رہنے کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے :-

"فانظر کیف کانوا یحترمون العوائد والتقالید ویظنون انھم یقررون بھا الحقائق فلقد کانت الشریعۃ ھی المعول علیھا الی ذلک التاریخ لم یتغیر منھا شیئ[1]"

کہ دیکھو اس وقت بابی لوگ عادات و رسوم کا کسقدر خیال رکھتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ اس طرح وہ حقائق کو قائم کر رہے ہیں تحقیق اس دن تک اسلامی شریعت پر ہی سب کا دارومدار تھا۔ اس میں سے کوئی حکم بھی تبدیل نہ ہوا تھا"

بہائی مؤرخ عبدالحسین لکھتا ہے۔ کہ بدشت کے صحرا میں کانفرنس ۱۲۶۴ھ میں واقع ہوئی۔ اسوقت تک بابی لوگ بالعموم بابی تحریک کو جزئیات اور کلیات میں

[1] تاریخ بہاء اللہ من محادثات عبدالبہاء صفحہ ۷۔

اسلامی شریعت کے تابع سمجھتے تھے[1]۔

بدشت کانفرنس کے انعقاد کا محرک یہ تھا۔ کہ باب کو حکومت نے قید کر رکھا تھا۔ اور بابی اپنی پراگندہ حالی سے تنگ آچکے تھے علماء ایران نے باب اور بابیوں کے خلاف سخت فتوے جاری کر دیئے تھے۔ گویا بابی حکومت اور علماء کے خلاف تجاویز سوچنے کیلئے اس موقعہ پر جمع ہوئے تھے حکومت کے خلاف انہوں نے یہ قرارداد پاس کی۔ کہ ماکو میں جمع ہو کر باب کو بزور رہا کرائیں اور علماء سے انتقام کیلئے یہ تجویز ٹھہری کہ اسلامی شریعت کو منسوخ قرار دیا جائے۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے۔ کہ نسخ شریعتِ فرقانی کا خیال محض انتقامی ہے۔ خود بہاء اللہ نے اپنی کتاب اقتدار میں لکھا ہے کہ :-

"اگر اعتراض و اعراض اہلِ فرقان نبود ہر آئینہ شریعتِ فرقان در ایں ظہور نسخ نمے شد[2]"

یعنی اگر اہل اسلام باب و بہاء کے ماننے سے اعراض نہ کرتے اور ان پر اعتراض نہ کرتے تو اسلامی شریعت ہرگز منسوخ نہ کی جاتی"

اِس حوالہ سے بالبداہت ثابت ہے۔ کہ بابیوں نے محض مسلمانوں کی مخالفت سے چڑ کر قرآن مجید کے منسوخ کرنیکا فیصلہ کیا تھا۔ ورنہ درحقیقت اسلامی شریعت کی موجودگی میں کسی نئی شریعت کی ضرورت نہ تھی چنانچہ اسلامی شریعت کے جامع اور تمام زمانوں کے لئے کامل قانون ہونے کا اقرار خود بہاء اللہ نے اپنی آخری عمر میں ایک خط میں ان الفاظ میں کیا ہے :-

"اگر اہلِ توحید در اعصار اخیرہ بشریعتِ غراء بعد از حضرت خاتم روح ماسواہ فداہ عمل می نمودند و بذیلش تشبث، بنیان حصن امر متزعزع نمی شد و مدائن معمورہ خراب نمی گشت بلکہ مدن و قری بطراز امن و امان مزین و فائز۔ از غفلت و اختلاف امتِ مرحومہ و دخانِ نفسِ شریرہ ملتِ بیضاء تیرہ و ضعیف مشاہدہ میشود[3]"

[1] الکواکب صفحہ ۲۱۶، ۲۱۷ - [2] اقتدار صفحہ ۴۷، ۴۸ - [3] مقالہ سیاح مع اردو ترجمہ صفحہ ۹۸

ترجمہ۔ اگر اس آخری زمانہ میں اہلِ توحید حضرت خاتم النبیینؐ (روح عالم نثارہ وان پر) کی وفات کے بعد ان کی روشن شریعت پر عمل کرتے اور ان کے دامن شریعت کو مضبوط پکڑے رہتے تو قلعۂ دین کی محکم بنیاد ہرگز نہ ڈگمگاتی۔ اور بسے بسائے شہر کبھی ویران نہ ہوتے بلکہ شہر اور گاؤں امن وامان کی زینت سے مزین اور کامیاب رہتے۔ مگر امت مرحومہ کی غفلت واختلاف اور شریر نفوس کی ظلمت کے سبب یہ ملت تیرہ اور کمزور دکھلائی دیتی ہے۔[1]

اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ بہاء اللہ کے نزدیک بھی شریعتِ بیضاء اسلامیہ پر ہی عمل کرنا دنیا میں امن وامان کے قیام کا موجب ہے شریعت اپنی ذات میں کامل اور جامع ہے نقص صرف یہ تھا کہ لوگ اس پر عمل نہیں کر رہے تھے۔ اندریں صورت نسخ شریعتِ اسلامیہ کی تجویز سراسر معاندانہ ہے۔ یہ امر بابیت اور بہائیت کے بطلان پر واضح دلیل ہے۔ اے کاش لوگ غور کریں۔

نسخ شریعت اسلامی کے متعلق بابیوں کی سازش

بیان ہو چکا ہے، کہ بدشت کانفرنس میں بابی زعماء نے اسلامی شریعت کے نسخ کے بارے میں خطرناک سازش کی تھی۔ اس کا مختصر حال بہائی مورخ کی زبانی حسب ذیل ہے۔

۱۲۶۴ سنہ ہجری میں علاقہ خراسان میں بدشت کے میدان میں بابیوں کا اجتماع ہوا۔ اس موقعہ پر مرزا حسین علی، ملا محمد علی۔ ملا حسین بشروئی، اور ام سلمیٰ قرۃ العین کے درمیان خاص مشورے ہوتے تھے جن کا موضوع یہ ہوتا تھا کہ شریعتِ اسلامیہ کو منسوخ کر دیا جائے۔[2] ان گفتگوؤں کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکابر بابیوں کا بیشتر حصہ اس رائے کے حق میں ہو گیا۔ کہ شریعتِ محمدیہ کا نسخ واجب ہے۔ مگر "ذھب قلائل الی عدم جواز التصرف فی الشریعۃ الاسلامیۃ" کچھ لوگوں نے کہا کہ اسلامی شریعت میں تبدیلی ہرگز جائز نہیں[3]۔ اس اختلاف کے موقعہ پر قرۃ العین پہلے گروہ میں شامل

[1] باب الحیاۃ ص۹۹ ۔ [2] الکواکب ص۲۱۹ ۔ [3] الکواکب ص۲۲۰

تھی بلکہ ان کی لیڈر تھی۔ اس نے اصرار کیا کہ باب کو صاحبِ شریعت جدیدہ ہونا چاہیے اور ہمیں اسلامی شریعت کو بدل دینا چاہیئے۔ باقی زعماء ڈرتے تھے۔ کہ ایسا کرنے سے عوام بابی بدک جائیں گے۔ آخر ایک دن قرۃ العین نے مجلسِ خاص میں یہ تجویز پیش کی کہ چونکہ اسلام میں مرتد عورت کی سزا قتل نہیں، اسلئے میں عوام بابیوں کی محفل میں دین اسلام کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دوں گی۔ اگر تو سب نے قبول کر لیا تو بہتر ورنہ احبابِ خاص میں سے ملا محمد علی مجھ سے توبہ کروا کے پھر داخلِ اسلام کر لینگے۔ بہائی مورخ لکھتا ہے کہ اس کی اس تجویز کو بہاء اللہ وغیرہ زعماء نے بہت پسند کیا (فاستحسن الاصحاب هذا المقترح[1]) اور وہ سب موقعہ کی تلاش میں رہے چنانچہ ایک روز جب بہاء اللہ کو زکام ہوا۔ اور ملا محمد علی نے جھوٹے طور پر بیماری کا بہانہ بنا لیا[2]۔ قرۃ العین نے اپنی سکیم شروع کر دی۔ اس کے بیانات سنکر عوام بابی دنگ رہ گئے۔ عبد البہاء لکھتے ہیں:۔

"جمیع حاضرین پریشان شدند کہ چگونہ نسخ شرائع شد"[2]

ان لوگوں نے جا کر ملا محمد علی سے قرۃ العین کی اس بارہ میں شکایت کی۔ اس نے باہمی منصوبہ کے مطابق اسوقت چرب لسانی سے لوگوں کو خاموش کر دیا اور قرۃ العین سے مل کر تحقیق کا ارادہ ظاہر کیا۔ بعد ازاں چند مرتبہ ان دونوں کی گفتگو ہوئی۔ مگر اس میں بھی مکارانہ پالیسی کام کر رہی تھی۔ اس حالت کو دیکھکر مذہبی رنگ کے بابی دل برداشتہ ہو کر گھروں کو لوٹ گئے[3]۔

سوچی ہوئی تجویز کے مطابق آخر کار بہاء اللہ نے اس بحث میں مداخلت کی۔ اور قرۃ العین کی تائید کی۔ اس موقعہ پر بابیوں میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا۔ عبد البہاء لکھتے ہیں۔ کہ ابتداءً تو سب ہی برگشتہ ہو گئے تھے پھر کچھ واپس آ گئے[4]۔ تب قرار پایا کہ اس بارے میں باب سے جو ان دنوں ماکو کے قلعہ میں قید تھا، استصواب کیا جائے۔

[1] الکواکب ص۲۲۱ ۔ [2] تذکرۃ الوفاء ص۳۰۸ ۔ [3] الکواکب ص۲۲۲ ۔ [4] تذکرۃ الوفاء ص۳۰۸

بہائی مؤرخ راوی ہے۔ کہ باب نے قرۃ العین وغیرھا کی رائے سے اتفاق کیا اور اسطرح اسلامی شریعت کا منسوخ کرنا واجب ٹھہرا[1]۔ ایک اور بہائی اس واقعہ کا ذکر یوں کرتا ہے کہ :-

"اس مصیبت کے وقت میں جو کہ سربرآوردہ تھے انہوں نے مشورہ کرکے ایک عام مجلسِ شوریٰ منعقد کی تاکہ کوئی فیصلہ کریں۔ اور اس موقعہ پر ایک بابی میرزا حسین علی نوری جنکو حضرت باب نے بہاء اللہ کا لقب دیا تھا خاص طور پر کامیدہ ثابت ہوئے اور ان کی اور قرۃ العین وغیرہ کی کوششوں سے یہ قریب قریب فیصلہ ہو گیا، کہ نئے اصولوں پر چلا جاوے۔ لیکن بعض پرانی رائے پر جمے رہے[2]۔"

یہ سارا واقعہ جو بہائی روایات سے ماخوذ ہے بابیّت اور بہائیت کی قلعی کھولنے کیلئے کافی ہے۔ نسخِ شریعتِ محمدیہ کا خیال ایک منتقمانہ کارروائی سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ باب کو خدا نے نہیں کہا کہ اسلامی شریعت منسوخ ہو گئی۔ اسنے خود بھی اس بارے میں کسی الہام کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہ تو ساری سازش قرۃ العین اور بہاء اللہ نوری کی ہے جسکی تہ میں مسلمانوں سے انتقام لینے کا جذبہ کام کر رہا تھا۔ کیا ان حالات میں بھی کوئی انصاف پسند انسان بابی یا بہائی تحریک کو خدائی تحریک کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

بابی تحریک یقیناً دجالی تحریک ہے

بہائیوں کے مسلمات میں یہ امر داخل ہے۔ کہ دجال نے نئی شریعت لانیکا ادعاء کرتا ہے۔ چنانچہ ابو الفضل بہائی لکھتے ہیں :-

"واین نکتہ براہلِ دانش پوشیدہ نماند کہ ظہور کتاب دجال و کتاب حضرت ذی الجلال در یوم قیام قائم موعود از وعود حتمیۂ الہیہ است[3]۔"

اسیطرح بہائیوں نے آیت قرآنی عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ سے مراد یہ لیا ہے، کہ

[1] الکواکب ص۲۲۳ - [2] بہاء اللہ کی تعلیمات ص۱۶ - [3] مجموعہ رسائل ص۱۴۸

دجال کیساتھ انیس (۱۹) خاص اصحاب ہوں گے۔ اسی بناء پر ابو الفضل نے صبح ازل کو دجال قرار دیا ہے[1]۔ میرے نزدیک واقعات سے ثابت ہے کہ دراصل بابی تحریک دجالی تحریک ہے۔ دجالی فتنہ کا جو مظہر نئی شریعت کے دعویدار کی صورت میں نمودار ہونیوالا تھا، وہ دراصل باب تھا۔ بہاء اللہ اور صبح ازل اپنی اپنی کتاب کے ساتھ اسکی شاخیں ہیں۔ باب نے بدشت کانفرنس کی قرارداد کے مطابق نئی شریعت کا اختراع کیا۔ اور اسلامی شریعت کو منسوخ کرنیکی کوشش کی۔ نیز اس نے اپنے سارے کاروبار کی بنیاد ہی انیس (۱۹) کے عدد پر رکھی ہے۔ انیس (۱۹) دن کا مہینہ اور انیس (۱۹) مہینوں کا سال اسی کی غیر طبعی ایجاد ہے۔ اسی نے حروف الحی کے مطابق اپنے اٹھارہ خاص اصحاب اور اپنے آپ کو ملا کر انیس (۱۹) "اصحاب النار" کا عدد پورا کر دیا ہے[2]۔ علاوہ ازیں یہ ایک حیرت انگیز امر ہے۔ کہ نسخ شریعتِ اسلامیہ کی یہ تحریک بدشت سے شروع ہوتی ہے۔ جو علاقہ خراسان میں واقع ہے[3]۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

"الدجال یخرج من ارض بالمشرق یقال لھا خراسان یتبعہ اقوام کان وجوھھم المجان المطرقۃ۔ رواہ الترمذی[4]۔"

کہ دجال مشرقی علاقہ خراسان نامی سے خروج کریگا۔ اسکی پیروی وہ قومیں کرینگی جنکے چہرے ایسی ڈھالوں کی مانند ہیں جن پر ہتھوڑے مارے گئے ہوں۔ یہ ترمذی کی روایت ہے۔

بابی تحریک کی غرض اسلام کو ناقابلِ عمل اور مردہ مذہب ثابت کرنا تھا۔ بدشت کانفرنس کا مدعا اسلامی شریعت کو منسوخ قرار دینا تھا۔ مگر کیا یہ الٰہی تصرف نہیں اور کیا یہ اسلام کے زندہ مذہب ہونیکا ایک اور درخشندہ ثبوت نہیں، کہ بابیوں کی اس سازش نے بانئ اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی ایک پیشگوئی کو پورا کر دیا، اور اس طرح بابی فتنہ اسلام کی صداقت کی ایک اور دلیل بن گیا۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَدَبَّرُوْنَ

[1] مجموعہ رسائل ص۱۰۰ - [2] الکواکب ص۱۵۰، ۲۴۲، ۲۱۵ - [3] نقطۃ الکاف ص۱۴۲ - [4] مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ ہند ص۴۷۲

بابیوں کی تین شریعتوں پر مختصر تبصرہ

بابی تحریک پر تاریخی نظر ڈالتے وقت ان لوگوں کی تین خود ساختہ شریعتیں ہمارے سامنے آتی ہیں (۱) البیان ۔ (۲) المستیقظ ۔ (۳) الاقدس ۔ اول الذکر کا مصنف علی محمد باب ہے ۔ دوسری کتاب المستیقظ کا لکھنے والا مرزا یحیٰی صبح ازل ہے ۔ اور موخر الذکر مرزا حسین علی بہاء اللہ کی تصنیف ہے ۔ بہائیوں کے نزدیک البیان منسوخ ہو چکی ہے ۔ اور صبح ازل کو وہ مفتری قرار دیتے ہیں ۔ اسلئے ان کے نزدیک المستیقظ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ ازلی گروہ کے نزدیک المستیقظ باب کی کتاب البیان کا تتمہ اور تکملہ ہے موجودہ بابیوں کے اعتقاد میں البیان ہی اصل چیز ہے ۔ الاقدس اور المستیقظ ہر دو جھوٹ اور افترا کے پلندے ہیں ۔ ذیل میں ان تینوں کتابوں کے حالات درج کئے جاتے ہیں ۔

(۱) البیان کی حقیقت

باب نے بدشت کانفرنس کی قرارداد کے ماتحت قلعہ ماکو کے زمانۂ قید میں ایک شریعت تصنیف کرنی شروع کی ۔ باب کے اس مقام پر قید رہنے کا زمانہ بعض کے نزدیک نو ماہ ہے اور بعض کے نزدیک ڈیڑھ سال[۱] مگر بہر حال یہ سب کے نزدیک مسلم ہے ۔ کہ البیان اسی عرصہ میں لکھی گئی ہے ۔ عبد البہاء کہتے ہیں :۔

"وکان الباب کتب کتاب البیان اثناء حبسه فی قلعة ماکو[۲]"

کہ باب نے ماکو کے قلعہ میں قید کے عرصہ میں کتاب بیان لکھی ہے ۔"

بہائی مؤرخ عبد الحسین نے بھی اسکی تصدیق کی ہے[۳] بہائیوں کے نزدیک البیان کی تفسیر کرنیکی کسی کو بھی اجازت نہیں[۴] البیان کے متعلق باب کی سکیم یہ تھی ، کہ :۔

"رتب کتاب البیان علی تسعة عشر واحداً وقسم کل واحد الی تسعة عشر باباً[۵]"

وہ البیان کو ۱۹ حصوں پر تقسیم کریگا اور ہر حصہ میں ۱۹ باب لکھیگا ۔ مگر وہ اس تجویز کو عملی جامہ

۱؎ الکواکب ص۲۰۳ ۔ ۲؎ تاریخ بہاء اللہ ص۲ ۔ ۳؎ الکواکب ص۲۰۳، ۲۰۴ ۔ ۴؎ بہاء اللہ کی تعلیمات ص۸ ۔ ۵؎ الکواکب ص۲۰۶

نہیں پہنا سکا ۔ لکھا ہے :۔

"ولکن حضرته لم یکمل بقلمه کتابة جمیع هذه الابواب وانما تمم کتابة آحاد ثمانیة وتسعة ابواب من الواحد التاسع فقط[۱]"

کہ باب اپنی قلم سے البیان کو مکمل نہ کر سکا ۔ اسکے صرف آٹھ حصے مکمل طور پر لکھے ہیں ۔ اور نویں حصے کے صرف نو باب لکھ سکا ہے ۔"

اسکے معنی یہ ہوئے کہ باب نے جس شریعت کو بزعم خود قرآن مجید کے مقابل رائج کرنیکا ارادہ کیا تھا ، وہ اس کو پورا بھی نہ کر سکا ۔ ھَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا کے مطابق اسے بالکل ادھورا چھوڑ کر مر گیا ۔ باب کا اس حالت میں قتل کیا جانا اس کی ناکامی اور ابتری پر قاطع دلیل ہے ۔

(۲) صبح ازل اور اسکی کتاب

میرزا یحیٰی کا لقب صبح ازل ہے ۔ یہ بہاء اللہ کا باپ کیطرف سے بھائی ہے ۔ میرزا یحیٰی کو باب نے اپنا وصی مقرر کیا تھا ۔ اہل بیان اور غیر جانبدار مؤرخ سب "جناب یحیٰی را وصی حضرت باب خواندہ است"[۲] اس کا صاف اقرار کرتے ہیں ۔ صبح ازل کی وصایت ابتداء میں سب کو مسلم تھی ۔ بہائی بھی مانتے ہیں کہ اسے بہاء اللہ کی جان بچانیکے لئے وصی مقرر کیا گیا تھا ۔ اور اس امر کا چرچا کرنیکی کوشش کی گئی تھی ۔

میرزا یحیٰی کا دعویٰ تھا ۔ کہ باب کے بعد مصدرِ امر میں ہی ہوں ، بہاء اللہ نہیں ہے ۔ اسی نے بہاء اللہ نے لکھا ہے :۔

"یہ مظلوم خواہش کرتا ہے ۔ کہ ایک شخص کو بغیر کسی کو اطلاع کئے مقرر کریں ۔ اور اسے اس طرف (عکا کی طرف) بھیجیں ، اور وہی شخص کچھ دن جزیرۂ قبرص میں بھی قیام پذیر ہو اور میرزا یحیٰی کے ساتھ رہے ۔ تاکہ اہل امر اور مصدرِ امر احکام الٰہی سے آگاہ ہو جائے[۳]"

۱؎ الکواکب ص۲۱۳ ۔ ۲؎ مجموعہ رسائل ص۲۲ ۔ ۳؎ لوح ابن ذئب ص۱۲۷

بہاء اللہ اور بہائیوں کا زعم ہے۔ کہ وہ البیان کے "من یظہرہ اللہ" کا مصداق ہے۔ لیکن صبح ازل اور اسکے اتباع اسکو "من یظہرہ اللہ" قرار دیتے ہیں مشہور بابی مؤرخ حاجی کاشانی لکھتا ہے :-

"و مراد از من یظہرہ اللہ من بعد از ایشان خود حضرت ازل مے باشد لاغیرہ زیرا کہ دو نقطہ در یک زمان نشاید[1]"

غرض میرزا یحیٰی بہاء اللہ کے بالمقابل مدعی تھا۔ اور بابیوں کا ایک طبقہ ازلی بن گیا تھا۔ بہاء اللہ اپنی ہمشیرہ کی ناراضگی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"بعد کو میرزا یحیٰی سے جا ملی۔ اور اب طرح طرح کی باتیں سننے میں آتی ہیں۔ معلوم نہیں کیا کہتی ہے۔ اور کیا کرتی ہے[2]"

بہائیوں اور ازلیوں میں رسہ کشی جاری تھی جسکا ایک منظر جناب بہاء اللہ نے یوں ذکر کیا ہے کہ :-

"مخالفین تدبیروں میں مشغول اور حیلوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے اس سید (جواد) کی تصویر لی ہے اور کچھ دوسروں کی تصویریں بھی جمع کی ہیں اور ہر ایک تصویر کو ایک ورق پر چسپاں کیا ہے۔ اور ان سب تصاویر کے اوپر میرزا یحیٰی کی تصویر کو چسپاں کیا ہے[3]"

صبح ازل نے جس کتاب کو لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس کا ذکر بہاء اللہ نے حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے :-

"جناب آقا ابوالقاسم کاشی اور کچھ دوسروں کو میرزا یحیٰی کے فتوٰی سے شہید کیا۔ اے ہادی! اس کی کتاب جس کا نام اسنے مستیقظ رکھا ہے، تیرے پاس موجود ہے پڑھ[4]"

بہاء اللہ ازلیوں کو کہتے ہیں۔ کہ تم نے صبح ازل کو خدا مان رکھا ہے۔ انکے اصل الفاظ یہ ہیں :-

"اتخذتموہ لانفسکم ربّاً من دون اللہ[5]"

---

[1] نقطۃ الکاف صفحہ ۲۴۲ [2] لوح ابن ذئب صفحہ ۱۱۱ [3] لوح ابن ذئب صفحہ ۱۱۵ [4] لوح ابن ذئب صفحہ ۱۱۴ [5] مجموعہ اقدس صفحہ ۱۲۵

صبح ازل نے بہاء اللہ کو العجل قرار دیکر سب بہائیوں کو مشرک ٹھہرایا ہے لکھا ہے :-

"ان الذین یتخذون العجل من بعد نور اللہ اولٰئک ھم المشرکون[1]"

ان بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ بابیوں، بہائیوں اور ازلیوں میں شدید عداوت ہے۔ نیز بہاء اللہ اور صبح ازل دعاوی میں یکساں ہیں۔ ازل بھی اسیطرح کتاب کا مدعی ہے جسطرح بہاء اللہ کو قرار دیا جاتا ہے۔ بہاء اللہ کا انتقال ۱۸۹۲ء میں ہوا ہے۔ اور صبح ازل کی وفات جزیرہ قبرص میں ۱۹۱۲ء میں ہوئی ہے[2]۔ اب بہائی لوگ بتلائیں، کہ کیا وجہ ہے کہ وہ بہاء اللہ کو سچا مانتے ہیں اور صبح ازل کو کاذب؟ حالانکہ صبح ازل کو بلحاظ زمانہ زیادہ مہلت ملی ہے۔ صبح ازل باب کے قتل (۱۸۵۰ء) کے بعد ہی مدعی بن گیا تھا۔ گویا اسے ساٹھ برس کا زمانہ ملا ہے۔

بہائیوں کے مشہور عالم ابوالفضل لکھتے ہیں :-

"یحیٰی بائم اینکہ وصی نقطۂ اولی است شہرت یافت و چنیں الواح کہ صبیان از نطق بآں استیحاش نمایند بائم اینکہ کلماتِ سماویہ و وحی آسمانی است و معجزہ است نزد اہلِ ایمان ارسال نمود[3]"

یعنی وہ کلمات جو صبح ازل نے بابیوں میں رائج کئے اور انکو کلماتِ سماویہ اور وحی آسمانی قرار دیا طفلانِ مکتب بھی ان کو بولنے سے عار کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اس وصف میں باب کی البیان یعنی بہاء اور ازل کے پیشرو کی کتاب بھی۔ برابر کی شریک ہے۔ ع این ہمہ خانہ آفتاب است۔ لیکن بہر حال یہ جواب بہائیوں کیلئے مفید نہیں۔ کیونکہ اوّل تو اس سے ثابت ہوگا، کہ بابی اور بہائی گروہ ایسے ہی جاہل لوگوں سے مرکب تھا جو ایسی باتوں میں پھنس جاتے تھے۔ دوم۔ مخالفین یہی جواب باب اور بہاء کے متعلق بھی دے سکتے ہیں۔

(۳) الاقدس کی تصنیف عکا کی طویل اور فارغ البالی کی زندگی میں مرزا حسین علی صاحب کو خیال آیا، کہ وہ بھی ایک شریعت "اقدس" نامی مرتب کریں۔ ان کا پروگرام حسب ذیل

---

[1] مستیقظ بحوالہ الحراب صفحہ ۲۹۴ [2] البابیون فی التاریخ صفحہ ۱۹ [3] مجموعہ رسائل صفحہ ۱۲۹

ہوتا تھا :-

"*The time of Bahaullah was spent for the most part in prayer and meditatoin, in writing the Sacred Books, revealing Tablets, and in the spiritual education of the friends.*"[1]

یعنی وہ اکثر حصہ وقت کا دعاؤں وغیرہ کے علاوہ مقدس کتابوں کے تصنیف کرنے اور الواح کے نازل کرنے میں گذارتے تھے۔

بہاء اللہ نے اس کتاب کی تصنیف کا سبب خود درج کر دیا ہے۔ لکھا ہے :-

"قد حضرت لدی العرش عرائض شتی من الذین آمنوا و سئلوا فیہا اللہ رب مایری وما لایری رب العالمین لذا انزلنا اللوح وزیناہ بطراز الامر لعل الناس باحکام ربہم یعملون و کذلک سئلنا من قبل فی سنین متوالیات و امسکنا القلم حکمۃ من لدنا الی ان حضرت کتب من انفس معدودات فی تلک الایام لذا اجبناہم بالحق بما تحیی بہ القلوب"[2]

اس سقیم عربی کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ بہت سے لوگوں نے خطوط کے ذریعے بارگاہِ رب العالمین (بہاء اللہ) میں درخواستیں کیں اور سوالات پوچھے تھے۔ اس لئے اب لمبا سال کے بعد ہم نے یہ کتاب تصنیف کر دی ہے تاکہ لوگ اس پر عمل کریں۔

جناب آوارہ سابق بہائی مبلغ نے ذکر کیا ہے۔ کہ اقدس کی تصنیف و ترتیب میں ملا علی اکبر اور زین المقربین وغیرہ کا بہت دخل ہے۔[3] مگر ہمیں اسجگہ اس سے سروکار نہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ سارے بہائی بلکہ سارے مخالفینِ اسلام ملکر بھی قرآن مجید کی نظیر پیش نہیں کر سکتے۔ قرآن پاک نے تیرہ سو برس سے اس بارہ میں کھلا چیلنج دے رکھا ہے۔ پس ہمیں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ اقدس اکیلے بہاء اللہ کی تالیف ہے یا اس کے ساتھی بھی اس میں شریک تھے؟ ہم آئندہ فصول میں ساری بہائی شریعت نقل کر کے اس کا موازنہ اسلامی شریعت سے کر رہے ہیں۔ سو اسجگہ نفسِ شریعت کے متعلق کچھ لکھنے کی حاجت نہیں۔ ہاں اتنا یاد رکھنا چاہیئے کہ بہائیوں کے نزدیک اقدس سے البیان منسوخ ہو چکی ہے۔

[1] عصر جدید انگریزی ص۴۸۔ [2] اقدس نمبر ۲۱۶ و نمبر ۲۱۷ [3] کشف الحیل جلد ۲ ص۱۳۱

البیان اور اقدس کی پوزیشن

بہائیوں کا خیال ہے۔ کہ البیان کے ناقص نسخہ سے قرآن کریم منسوخ ہو چکا ہے۔ العیاذ باللہ۔ باب کے ظہور کا ذکر کرتے ہوئے بہائی عقائد کی کتاب میں لکھا ہے :-

"شریعتِ فرقان بظہور مبارکش منسوخ شد و تشریع شریعتی بدیع فرمودند"[1]

دوسری جگہ اسی کتاب میں لکھا ہے :-

"و ما بہائیاں رجوعی باحکام بیان بالمرہ نداریم کتابِ ماکتاب مبارک اقدس است"[2]

کہ ہمارا کوئی تعلق البیان کے احکام سے نہیں۔ ہماری کتاب اقدس ہے" پھر لکھا ہے :-

"دراین ظہور مبارک احکام کتاب بیان منسوخ است مگر قلیلے کہ جمال ابہیٰ امضا و در کتاب مستطاب اقدس تارۃ اخریٰ نازل فرمودہ اند"[3]

یعنی بہاء اللہ کے زمانہ میں بیان کے احکام منسوخ ہیں بجز ان حکموں کے جو بہاء اللہ نے دوبارہ کتاب اقدس میں نازل کر دئیے ہیں۔

خود بہاء اللہ نے لکھا ہے :-

"حضرت مبشر روح ماسواہ فداہ احکامے نازل فرمودہ اند ولکن عالم امر معلق بود بقبول لذا این مظلوم بعضے را اجرا نمود و در کتاب اقدس بعبارات اخریٰ نازل و در بعضے توقف نمودیم"[4]

ایک اور بہائی لکھتے ہیں :-

"حضرت باب نے بعض موقعوں پر یہ بھی لکھدیا تھا کہ میں نے جو شریعت لکھی ہے۔ اس پر عمل کرنیکا حکم اسوقت تمکو ملیگا جبکہ من یظہرہ اللہ ظاہر ہوگا۔ اور اس شریعت میں سے وہ جس بات کو پسند کریگا اس پر عمل کرنیکا حکم دیگا"[5]

ان بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ اہلِ بہاء کے نزدیک البیان منسوخ ہے۔ بلکہ وہ آجتک کبھی بھی قابل عمل کتاب قرار نہیں پائی۔ درمیانی زمانہ میں بقول بہاء اللہ خود بابی لوگ البیان کو محرف شدہ کہتے تھے[6] بلکہ اس کے قلمی نسخوں کو تلاش کر کے تلف کرتے تھے۔ بہاء اللہ لکھتا ہے :-

[1] دروس الدیانۃ مطبوعہ مصر ص۱۲۔ [2] دروس الدیانۃ ص۱۰۳۔ [3] ایضاً ص۱۰۲، ۱۰۱۔ [4] نبذۃ من تعالیم البہاء ص۳۰
[5] بہاء اللہ کی تعلیمات ص۲۰۔ [6] لوح ابن ذئب ص۱۱۵۔

"ان دنوں ہم نے سنا ہے۔ کہ تو نہایت ہمت سے بیان کے جمع کرنے اور اسے محو کر دینے میں لگا ہوا ہے۔"[1]

یاد رہے کہ البیان آج تک طبع نہیں ہوئی۔ بابیوں نے اسکے قلمی نسخے بھی تلف کر دیئے ہیں۔ البیان کے منسوخ قرار دینے کا مطلب یہ ہے۔ کہ اسکے احکام بہاء کی کتاب کے متضاد تھے۔ عبد البہاء افندی نے صاف طور پر لکھا ہے:-

"شما چوں ترجمۂ کتاب بیان کہ در ایران شدہ بدست آرید بحقیقت پے می برید کہ تعالیم بہاء اللہ بکلی مباین تعالیم ایں فرقہ است"[2]

یعنی بہاء اللہ کی تعلیمات کتاب بیان کی تعلیمات سے متناقض و متباین ہیں۔

ایک منطقی سوال

اس جگہ ایک منطقی سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ قرآن مجید کو اسلئے منسوخ قرار دیا گیا تھا کہ اسکے نقیض اور مباین تعلیمات کی ضرورت پیدا ہوئی۔ جو البیان کے ذریعہ معرض وجود میں آئیں۔ مگر البیان ابھی مکمل بھی نہ ہوئی تھی وہ قابل عمل بھی قرار نہ پائی تھی کہ پھر البیان کے مباین تعلیمات کی ضرورت پیش آگئی۔ بتلایئے البیان کے مباین تعالیم کونسی ہونگی؟ "نفی النفی اثبات" کے قاعدہ کے مطابق ماننا پڑے گا، کہ درحقیقت دنیا کی اصلاح کیلئے قرآنی شریعت کے بغیر چارہ نہیں۔ قرآن مجید نے پہلے ہی فرما دیا ہے:-

"وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَن تَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا" (سورۃ کہف)

ترجمہ: اپنے رب کی اس کتاب (قرآن) کی تلاوت کرتا رہ جو تیری طرف وحی کی گئی ہے۔ اسکے کلمات کو کوئی تبدیل کرنیوالا نہیں۔ اور نہ ہی تجھے اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ ملیگی۔"

یہ سوال اور بھی اہم ہو جاتا ہے جبکہ ہم بہائیوں کا یہ عقیدہ پڑھتے ہیں کہ:-

"ان البیان قد اوحی الیہ ممن یظہرہ اللہ"[3]

کہ باب پر البیان بہاء اللہ نے وحی کی تھی۔"

کیا کوئی بہائی بہاء اللہ کی ایک ہی وقت میں وحی کردہ مباین تعالیم میں تطبیق دے سکتا ہے؟

[1] لوح ابن ذئب ص ۱۱۸ ۔ [2] جواب نامہ جمعیت لاہی ص ۲۵ ۔ [3] عصر جدید عربی ص ۵۳

باب کی شریعت کے چند احکام

بابیوں کی تینوں شریعتوں پر مختصر تبصرہ سے واضح ہے کہ قرآن مجید کے مقابلہ پر خراسان سے اٹھنے والی یہ دجالی تحریک سراسر ناکام رہی ہے۔ یہ تینوں مزعومہ کتابیں آج بھی "ظل ذی ثلاث شعب لا ظلیل ولا یغنی من اللہب" کا مصداق ہیں۔ انکو پڑھکر خدا کے کلام قرآن پاک کی عظمت اور بھی نمایاں ہوتی ہے۔ اور انسان کی روح بیساختہ خاتم المرسلین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتی ہے۔ کہاں خدائے ذو الجلال کا بزرگ و برتر قانون اور کہاں انسانی دماغوں کی یہ ناکارہ اختراعات ؎

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز ÷ تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہے

اب ہم ذیل میں البیان کے چند احکام بطور نمونہ درج کرتے ہیں۔

(۱) باب نے حکم دیا ہے کہ کتاب البیان کے علاوہ کسی علم کی کتاب کے پڑھنے کی اجازت نہیں لکھا ہے:-

"لا یجوز التدریس فی کتب غیر البیان الا اذا انشئ فیہ مما یتعلق بعلم الکلام وان ما اخترع من المنطق والاصول وغیرہا لم یوذن لاحد من المؤمنین"[1]

باب کے اس نامعقول قانون کے متعلق بہائی مبلغ الشیخ الناطق نے لکھا ہے:-

"حرام بودن تعلیم علوم مختلفہ از غیر از بیان وما یتعلق بالبیان چہ قدر غیر افرو مانع از توسعہ ترقی است نسبت بمعارف خلق"[2]

(۲) باب نے بابی کتابوں کے علاوہ سب کتب کے نیست و نابود کرنیکا حکم دیا ہے۔ لکھتا ہے:-

"الباب السادس من الواحد السادس فی حکم محو الکتب کلہا الا ما انشئت او تنشأ فی ذلک الامر"

بہائیوں کو اعتراف ہے کہ بابی شریعت کا یہ حکم "اول بنائے خصومت و اختلاف عالم است"۔[3]

(۳) بابی شریعت میں ان تمام لوگوں کے قتل کا حکم ہے جو باب پر ایمان نہیں لاتے عبد البہاء لکھتے ہیں:-

"در یوم ظہور حضرت اعلیٰ منطوق بیان ضرب اعناق و حرق کتب و اوراق و ہدم بقاع و قتل عام

[1] واحد ۶ باب ۷ ۔ [2] المناظرات الدینیہ ص ۱۶۰ ۔ [3] المناظرات ص ۱۶۶

إِلَّا مَنْ آمَنَ وَصَدَّقَ بود[1]۔"

بابیوں کا طریقِ عمل یہ تھا کہ ہر غیر بابی کو واجب القتل جانتے تھے لکھا ہے :۔

"ایشاں کسانے راکہ مومن بباب نبودند نجس و واجب القتل میدانستند[2]۔"

(۴) باب نے البیان میں قانون مقرر کیا ہے کہ :۔

"کل من یدخل فی ذلک الدین فاذاً یطھر وکل ما نسب الیہ ثم ما

نزل من ایدی غیر اھل ذلک الدین الی اھل الدین فان قطع النسبة

عنھم واثبات النسبة الیھم یطھرہ۔"

مطلب یہ ہوا کہ تمام بابی اور انکی سب چیزیں پاک ہیں اور تمام غیر بابی اور انکی سب اشیاء ناپاک اور پلید ہیں۔ باب نے آگے چل کر اس حکم کی تشریح میں کہا ہے :۔

"اگر یومے ہزار مرتبہ در بحر داخل شوید و خارج شوید حکم طہارت جسدی نمے شود[3]۔"

کہ غیر بابی اگر روزانہ ہزار مرتبہ بھی غسل کریں تب بھی انکو جسمانی طہارت حاصل نہ ہوگی۔"

(۵) باب نے البیان کے پانچویں واحد کا پانچواں باب اس عنوان سے شروع کیا ہے :۔

"الباب الخامس من الواحد الخامس فی بیان حکم اخذ اموال الذین لا یدینون بالبیان و

حکم ردہ ان دخلوا فی الدین الا فی البلاد التی لا یمکن الاخذ۔"

اسکا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بابی مذہب کو قبول نہیں کرتے ان کے اموال چھین لئے جائیں اگر ممکن ہو۔ اور اگر وہ پھر بابیت کو اختیار کر لیں تو ان اموال کے واپس دینے کا حکم ہے۔"

اس بارے میں البیان میں بہت سی تفاصیل درج ہیں۔

(۶) بابی شریعت کا ایک حکم یہ ہے۔ کہ جو شخص ایکسو[100] مثقال سونے کی قیمت کا مالک ہو اس پر فرض ہے۔ کہ انیس[19] مثقال سونا باب اور اسکے اٹھارہ مریدوں (حروف الحی) کو دے۔ اگر یہ مر چکے ہوں تو انکی اولاد کو دیا جائے[4]۔ نیز قانون ہے کہ ہر چیز کا اعلیٰ جز باب کے لئے، اور درمیانی اسکے خاص اصحاب کے لئے،

[1] مکاتیب جلد ۲ صفحہ ۲۶۶۔ [2] مقدمہ نقطۃ الکاف صفحہ۔ [3] باب ۲ واحد ۶۔ [4] باب ۱۶ واحد

اور ادنیٰ درجہ عام مخلوق کے لئے ہوگا[1]۔"

(۷) باب نے لکھا ہے :۔

"قد فرض علی کل ملک یبعث فی دین البیان ان لا یجعل احداً علی ارضہ ممن لم یدن بذلک الدین

وکذلک فرض علی الناس کلھم اجمعون الا من یتجر تجارۃ کلیۃ ینتفع بہ الناس[2]۔"

ترجمہ: ہر بابی بادشاہ پر فرض ہے۔ کہ اپنے ملک میں کسی غیر بابی کو نہ رہنے دے یہ امر باقی تمام بابیوں پر بھی فرض ہے۔ ہاں ایسے شخص کو اجازت ہو سکتی ہے جو عام نفع کی تجارت کرتا ہے۔"

کیا بابیوں اور بہائیوں کو یہ منظور ہوگا کہ دیگر مذاہب کے بادشاہ بھی اسی طریق پر عمل کریں ؟

(۸) بابی شریعت کا ایک حکم یہ ہے۔ کہ جو شخص باب یا اسکے بعد بابی موعود کو رنج پہنچائے اسکا قتل کر دینا عین فرض ہے۔ اسکے قتل کیلئے ہر ممکن حیلہ اختیار کرنا چاہیئے۔ (ملاحظہ ہو البیان باب ۱۶۔ واحد ۶)

(۹) باب نے حکم دیا ہے۔ کہ بابی لوگ ہمیشہ کرسی یا تخت یا چارپائی پر بیٹھا کریں اس حکم کی حکمت باب نے یہ بتائی ہے کہ اسطرح انکی عمریں دراز ہونگی کیونکہ کرسی وغیرہ پر بیٹھنے کا زمانہ عمر میں شمار نہ ہوگا۔ باب کے اصل الفاظ حسب ذیل ہیں :۔

"دوست میدارد خداوند کہ در حال اہل بیان ابفوق سریر یا عرش یا کرسی نشینند کہ آں وقت از عمر او محسوب نمے گردد[3]۔"

(۱۰) علی محمد باب نے البیان میں لکھا ہے :۔

"الباب الثامن من الواحد التاسع فی حرمۃ التریاق والمسکرات والدواء مطلقاً۔"

یعنی بابی مذہب میں جسطرح نشہ آور اشیاء حرام ہیں اسیطرح تریاق اور ادویہ کا استعمال بھی حرام ہے

بابی شریعت کے مندرجہ بالا دس حکم بطور نمونہ ذکر کئے گئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہے کہ باب کی تحریک ملک کے لئے بد امنی اور خونریزی کا پیغام تھی۔ دانشمند حکومت کا فرض تھا کہ اس امن شکن تعلیم کا سختی سے مقابلہ کرتی +

[1] باب ۱۴ واحد ۵۔ [2] باب ۶ واحد ۷۔ [3] باب ۱۱ واحد ۹ + [5] نقل مطابق اصل۔

فصل سوم[۳]

بہائی تحریک کی تاریخ!

بہاء اللہ کی پیدائش اور ابتدائی حالات

میرزا حسین علی کو باب نے بہاء اللہ کا لقب دیا تھا[۱]۔ میرزا حسین علی کی ولادت شہر طہران میں ۱۲ نومبر ۱۸۱۷ء مطابق ۲ محرم ۱۲۳۳ھ کو ہوئی۔ باپ کا نام میرزا عباس نوری تھا[۲]۔ کہتے ہیں کہ سلاطینِ قاچاری اس خاندان سے وزراء اور مشیرگان مقرر کیا کرتے تھے[۳]۔ عبد البہاء کا ادعاء ہے کہ :۔

"پدرِشاں از وزراء بود نہ از علماء[۴]"

یہ خاندان دراصل نور علاقہ مازندران کا رہنے والا ہے[۵]۔ بہاء اللہ نے بہائی بیانات کے مطابق کسی کالج یا سکول میں تعلیم نہ پائی تھی، جو کچھ آپ نے پڑھا تھا۔ وہ گھر ہی میں سیکھا تھا[۶]۔ جب بہاء اللہ کی عمر بائیس[۲۲] سال کی تھی تو ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اسکے پانچ برس بعد بہاء اللہ بابیت کی سلک میں منسلک ہو گئے، لکھا ہے :۔

"۱۸۴۴ء میں جب حضرت باب نے اعلانِ امر فرمایا تو اسوقت حضرت بہاء اللہ کی عمر ستائیس[۲۷] سال کی تھی۔ اعلان حضرت باب کی آواز سنتے ہی حضرت بہاء اللہ نے اس نئے ظہور کو لبیک کہا[۷]"

بہاء اللہ کی اس ستائیس[۲۷] سالہ زندگی میں مطالعہ و تعلیم کے سوا اور کوئی اہم شغل بہائی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا[۸]۔ بہرحال ستائیس[۲۷] برس کی عمر میں وہ ایک سرگرم بابی بن گیا۔ اسی نے قرۃ العین کے ساتھ ملکر اسلامی شریعت کو منسوخ کرنیکی ناپاک تجویز سوچی تھی۔ اور بدشت کانفرنس میں ایک قرارداد منظور کرائی تھی۔ جسکی تفصیل گذشتہ فصل میں ذکر ہو چکی ہے۔

۱؎ تعلیمات مطبوعہ آگرہ ص۱۶۔ ۲؎ عصر جدید عربی ص۳۱۔ ۳؎ تاریخ بہائی ص۲۴۔ ۴؎ مفاوضات ص۲۰۔ ۵؎ [illegible] نقطۃ الکاف۔
۶؎ عصر جدید اردو ص۲۹۔ ۷؎ عصر جدید ص۳۰۔

سنہ ۱۸۵۰ء میں جب باب البیان کو ناتمام چھوڑ کر قتل ہو گیا۔ تو بہاء اللہ کو سخت صدمہ ہوا کیونکہ اسکی بہاء اللہ کی نسخِ شریعتِ اسلامیہ والی سکیم نہایت بری طرح ناکام ہو گئی تھی۔ اس دوہرے صدمہ سے بہاء اللہ کی دماغی حالت میں ایک انقلاب پیدا ہو گیا۔ اور اس نے اپنی سکیم کی تکمیل کے لئے نئی تجویزیں سوچنی شروع کر دیں۔

قتلِ باب کے بعد بہاء اللہ کی سکیم

بہاء اللہ اسی ادھیڑ بن میں تھے۔ کہ اگست ۱۸۵۲ء مطابق ۱۲۶۸ھ میں بابیوں کی طرف سے شاہِ ایران پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ حکومت نے اس حملہ کی تحقیقات کے سلسلہ میں جن مشاہیر بابیوں کو طہران کے قید خانہ میں زیر حراست رکھا۔ ان میں بہاء اللہ بھی تھے[۱]۔ اس قید خانہ کی کیفیت بہاء اللہ نے ان الفاظ میں بیان کی ہے :۔

"وہ قید خانہ جو اس مظلوم اور دوسرے مظلوموں کی جگہ تھی فی الحقیقت ایک تنگ و تاریک مردہ خانہ بھی اس سے اچھا ہوتا ہے[۲]۔"

بہاء اللہ کو اس قید خانہ میں چار[۴] ماہ تک ٹھہرنا پڑا۔ اس کا اثر آپ کی صحت اور دماغی قوی پر جس رنگ میں پڑا اس کا اندازہ خود جناب بہاء اللہ کے اپنے بیان سے ہو سکتا ہے۔ لکھتے ہیں :۔

"ارض طا (طہران) کے قید خانہ میں ٹھہرنے کے ایام میں بیڑیوں کی تکلیف اور بدبودار ہواؤں کے باعث نیند بہت ہی کم آتی تھی لیکن بعض اوقات جب نیند آتی، تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ سر کے اوپر سے کوئی چیز سینے پر گر رہی ہے جیسے کوئی بڑی نہر بلند پہاڑ کی اونچی چوٹی سے زمین پر گر رہی ہو۔ اور اس سبب سے تمام اعضاء میں سے آگ کے آثار ظاہر ہوتے تھے اور اسوقت زبان وہ کچھ پڑھتی تھی جسے سننے کی کسی کو تاب و طاقت نہیں[۳]۔"

اس بے خوابی کی حالت میں بہاء اللہ کا دھیان کس طرف تھا؟ خود لکھتے ہیں :۔

"اس قید خانہ میں دن رات ہم بابیوں کے اعمال و احوال کو سوچتے تھے۔ کہ اس قدر بلندی و

۱؎ عصر جدید ص۳۹۔ ۲؎ لوح ابن ذئب ص۱۶۔ ۳؎ لوح ابن ذئب اردو ص۱۷۔

بدتری اور فہم و ادراک رکھتے ہوئے ان سے ایسا کام ظاہر ہوا یعنی ذات شاہانہ پر جرأت کرکے حملہ کرنا۔

پھر اس مظلوم نے ارادہ کرلیا کہ قید خانہ سے نکلکر پوری ہمت کیساتھ ان لوگوں کو تہذیب

و شائستگی سکھانے کھڑا ہوگا۔ راتوں میں سے ایک رات عالم رؤیا میں ہر سمت سے یہ بلند کلمہ

سنائی دیا۔ انا ننصرك بك وبقلمك لا تحزن عما ورد عليك ولا تخف انك من

الآمنين، سوف يبعث الله كنوز الارض وهم رجال ينصرونك بك وباسمك

الذی به احيا الله افئدة العارفين[1]۔

گویا بہاء اللہ کا خیال ہر آن اسطرف رہتا تھا کہ باب کے قتل کئے جانے سے جو جگہ خالی ہوگئی

ہے اسے پر کروں اور بابیوں کا زعیم بن جاؤں۔ جب اس نے قید خانہ میں اس زعامت کے ادعا

کا عزم کرلیا۔ تب بے خوابی کے اثر کے ماتحت اسے ایک رات چاروں طرف سے ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

بہاء اللہ نے عراق کا سفر کیوں اختیار کیا؟

بہائی کہتے ہیں۔ کہ حکومتِ ایران نے بہاء اللہ کو جلاوطن کرکے عراق بھیجا تھا۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے۔ کہ بہاء اللہ جب چار ماہ بعد قید خانہ سے آزاد ہوا، تو اس نے باب کے انجام اور علماء ایران و عوام کے اشتعال کو دیکھکر یہی مناسب سمجھا کہ میں اس ملک میں باب کی قائم مقامی کا دعویٰ نہ کروں۔ حالات سازگار نہ تھے۔ اسلئے بہاء اللہ نے شاہِ ایران سے خاص بہانہ کے ماتحت اجازت حاصل کی اور عراق پہنچ گیا۔ ہمارے اس دعویٰ کا ثبوت ذیل کے بیانات سے ملتا ہے۔

(الف) مقالہ سیاح کا مصنف لکھتا ہے:۔

"حضرت بہاء اللہ نے درخواست کی کہ ان کو مقدس مقامات مذہبی کی طرف ہجرت کرجانے کی اجازت

دی جائے۔ چند مہینے کے بعد بادشاہ اور وزیر اعظم سے اجازت حاصل کرکے شاہی غلاموں کیساتھ

ان مقامات مقدسہ کیطرف روانہ ہوئے[2]"

(ب) بہاء اللہ خود لکھتے ہیں:۔

---

[1] لوح ابن ذئب ص[illegible] ۔ [2] باب الحیاۃ ص[illegible]

"حسب الاذن واجازۂ سلطانِ زمان این عبد از مقر سریر سلطانی بعراق عرب توجہ نمود و دوازدہ

سنہ دراں ارض ساکن[1]۔"

ان اقتباسات سے واضح ہے۔ کہ بہاء اللہ نے بابی ہونیکے باوجود شاہِ ایران کو یہ مغالطہ دیا۔ کہ میں عراق میں شیعوں کے مقدس مقامات کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے عزت و احترام سے انہیں عراق روانہ کیا۔ چنانچہ محرم ۱۲۶۹ ہجری کو جناب بہاء اللہ قافلہ کیساتھ عراق پہنچ گئے[2]۔

بغداد میں صبح ازل کیطرف سے مشکلات

ایران میں بہاء اللہ کے دعویٰ نہ کرنیکی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ کہ وہاں پر باب کا جانشین اور طائفہ بابیہ کا رئیس صبح ازل موجود تھا۔ اور بابی بالعموم اسکے مطیع و منقاد تھے۔ بہاء اللہ نے خیال کیا۔ کہ میں بغداد میں آزادانہ ادعا کرسکونگا۔ مگر صبح ازل بھی ایران میں خطرات سے ناواقف نہ تھا۔ وہ بہاء اللہ کی ہوشیاری کو بھانپ گیا اور بہاء اللہ کے بغداد پہنچنے کے چند روز بعد وہ بھی بغداد آن پہنچا[3]۔ اب ان حالات میں بہاء اللہ کی سکیم کا ملتوی ہوجانا یقینی امر تھا۔ یہ بات بہاء اللہ کے لئے رنجدہ تھی۔ آخر کار دونو بھائیوں میں کشمکش شروع ہوگئی۔ بہاء اللہ کی اندرونی ناراضگی بڑھتی گئی۔

بہاء اللہ کا سلیمانیہ کیطرف نکل جانا۔

ایک سال کی چپقلش کے بعد جناب بہاء اللہ کردستان کے علاقہ سلیمانیہ کی طرف اکیلے بھاگ گئے۔ خود لکھتے ہیں:۔

"چوں کہ رائحۂ انصاف نہ شنیدہ اندر رایاتِ نفاق برافروختہ اند و بر مخالفت این عبد اتفاق نمودہ

اند و از ہر جہت رمحے آشکار و از ہر سمت تیرے طیار[4]"

بہاء اللہ نے اس عبارت میں جس مخالف جماعت کا ذکر کیا ہے۔ اس کے متعلق پروفیسر براؤن ذرا تفصیل سے لکھتا ہے:۔

"بعضے از قدماء بابیہ از قبیل ملا محمد جعفر نراقی و ملا رجب علی قاہر و حاجی سید محمد اصفہانی و حاجی سید

جواد کربلائی و حاجی میرزا احمد کاتب و متولی باشی قمی و حاجی میرزا محمد رضا و غیرہم از مشاہدۂ این احوال

---

[1] باب الحیات ص۱۳۸ ۔ [2] البہائیۃ ص۷ ۔ [3] باب الحیات ص۶۰ ۔ [4] ایقان ص۲۱۰۔

مضطرب گشتہ بہاء اللہ را تہدید نمودند و بعجز برادر سخت گرفتند کہ وے قہر کردہ از بغداد بیروں رفت و قریب دو سال در کوہ ہائے اطراف سلیمانیہ بسر برد۔[1]

گویا بہاء اللہ ان لوگوں کی دھمکی سے تنگ آ کر مقہورانہ حالت میں بغداد سے نکلے تھے عبدالبہاء لکھتے ہیں:۔

"ایک سال کے بعد بہاء اللہ تمام دنیاوی تعلقات سے دستکش ہو کر اور اپنے اقرباء اور متعلقین کو چھوڑ چھاڑ کر بغیر اسکے کہ اپنے معتقدوں کو اطلاع دیں تن تنہا بلا کسی یار و مددگار اور رفیق و ہمدم کے عراق سے کسی طرف چلے گئے اور دو سال کے قریب عثمانی کردستان کے علاقہ میں رہے۔"[2]

بہاء اللہ اس دو سال[3] کے عرصہ میں نقشبندی مشائخ سے ملتے رہے۔[4] جنکا اثر ان کی بعد کی تحریرات میں نمایاں ہے۔ بہاء اللہ کی واپسی دو سال[2] کے بعد ہوئی۔ بہاء اللہ لکھتے ہیں:۔

"یہ مظلوم ہجرت دو سالہ سے جس میں پہاڑوں اور بیابانوں میں رہا اور بعض لوگوں کے سبب جو مدت تک بیابانوں میں تلاش کرتے رہے دارالسلام (بغداد) واپس آیا۔"[3]

ایک بہائی مؤرخ نے سلیمانیہ کے زمانہ غیبت کو "قوت معنوی" حاصل کرنے کے لئے بتایا ہے لکھا ہے:۔

"شاید مراد از ایں غیبت ایں بود کہ در تنہائی و محل خالی از جدال و نزاع از برائے تاسیس و بناء کار الہٰی خود قوت معنوی ذخیرہ فرمایا۔"[5]

گویا اس کے نزدیک بہاء اللہ اس وقت دعوٰی کی تیاری کر رہا تھا۔

سلیمانیہ سے واپسی بغداد میں۔ سلیمانیہ سے واپسی کے بعد بغداد میں پھر وہی صبح ازل کا قضیہ موجود تھا۔ اس کا حل بہاء اللہ نے یہ سوچا، کہ صبح ازل کو ایران بھجوانے کی کوشش کی جائے۔ بہاء اللہ خود لکھتے ہیں:۔

"اس وقت یہ قرار پایا کہ میرزا یحیٰی ان نوشتہ جات کو لیکر ایران کی طرف جائے۔ اور اس ملک میں انہیں پھیلائے۔"[6]

۱؎ مقدمہ نقطۃ الکاف ص۴ ۔ ۲؎ باب الحیاۃ ص۸۸ ۔ ۳؎ کشف الحیل جلد ۲ ص۱۳۰ ۔ ۴؎ لوح ابن ذئب ص۱۴۶ ۔ ۵؎ تاریخ امر بہائی ص۳۰ ۔ ۶؎ لوح ابن ذئب ص۱۳۲ ۔

مگر میرزا یحیٰی نے اس تجویز کو بھی کامیاب نہ ہونے دیا۔ بلکہ بقول بہاء اللہ جس جگہ یہ مظلوم گیا میرزا یحیٰی پیچھے پیچھے آیا۔

قیام بغداد کا گیارہ[1]، بارہ سالہ عرصہ انہی تنازعات و اختلافات میں گذر گیا۔ اس عرصہ میں بہاء اللہ کی روش کا اندازہ اسکے ان الفاظ سے ہو سکتا ہے۔ لکھا ہے:۔

"یہ مظلوم دن رات قل یا یہا الکافرون پکار رہا ہے کہ شاید تنبیہ کا سبب ہو۔ اور لوگوں کو انصاف کے زیور سے آراستہ کرے۔"[1]

بغداد کی رہائش کے ایام میں بہاء اللہ اور دوسرے بابیوں کے متعلق حکومت ایران کو بہت سی شکایات پہنچیں۔ ایک بہائی لکھتے ہیں:۔

"بہاء اللہ بغداد چلے آئے اور بارہ[2] برس کے قریب وہاں رہے۔ اس مدت کے ختم کے قریب بہاء اللہ کے ایک متعصب رشتہ دار بغداد میں سفیر ہو کر آئے اور ان کیخلاف ایک سازش میں مولویوں کی ساتھ دیگر شکایتوں پر شکایتیں کرنے لگے۔ کہ بہاء اللہ کا بغداد میں ہونا ایران کے مومنوں کے واسطے اچھا نہیں ہے۔"[2]

کتاب ایقان کی تالیف جناب بہاء اللہ نے قیام بغداد کے زمانہ میں ۱۲۷۸ھ ہجری میں ایک کتاب ایقان نامی تالیف کی جس میں صوفیانہ انداز اختیار کرتے ہوئے علماء سوء کی تکذیب و تکفیر کے تذکرہ پر لکھا ہے:۔

"و از فقہاء و علماء بیان استدعا مے نمایم کہ چنیں مشی ننمایند و بہ جبر الٰہی و نور ربانی و صرف ازلی بو میدء و منتہای مظاہر غیبی در زمن مستغاث وارد نیاورند۔"[3]

دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں:۔

"وفقنا اللہ و ایاکم یا معشر الروح لعلکم بذلک فی زمن المستغاث تفوزون ومن لقاء اللہ فی ایامہ لا تحتجبون۔"[4]

یاد رہے کہ باب نے البیان میں کہا ہے کہ من یظہرہ اللہ کے ظہور کا زمانہ غیاث و مستغاث

۱؎ لوح ابن ذئب ص۱۴۸ ۔ ۲؎ بہاء اللہ کی تعلیمات ص۴۰ ۔ ۳؎ ایقان ص۲۲ ۔ ۴؎ ایقان ص۱۳۵ ۔

یا کلمۂ مستغاث ہے حساب جمل کے لحاظ سے غیاث کے ۱۵۱۱ عدد بنتے ہیں اور مستغاث کے ۲۰۰۱ ہوتے ہیں۔ بہاء اللہ نے ایقان کی مندرجہ بالا عبارتوں میں اسی کیطرف اشارہ کیا ہے۔ اب دو صورتیں ممکن ہیں (۱) زمن مستغاث" سے مراد بہاء اللہ کے نزدیک بھی دو ہزار سال بعد کا زمانہ ہے۔ اس صورت میں بہاء اللہ کا دعویٰ باطل ماننا پڑیگا۔ (۲) ان عبارتوں سے "من یظہرہ اللہ" کے قریب زمانہ میں ظہور کا بیان مراد ہے۔ اس صورت میں یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ بہاء اللہ اپنے منوانے کے لئے راستہ صاف کر رہا تھا۔ بہرحال یہ مسلم ہے۔ کہ بہاء اللہ نے کتاب ایقان باب کا ایک شاگرد ہونیکی حیثیت سے لکھی ہے۔ کتاب "تاریخ امر بہائی" میں لکھا ہے :۔

"در ایں کتاب (ایقان) بہاء اللہ ہنوز از مقام خود صحبتی نمے دارد۔ بلکہ خود را چوں تلمیذے از باب جلوہ مے دہد[۱]"

بغداد میں "من یظہرہ اللہ" ہونے کے مدعیان۔ بہاء اللہ خواہش و ارادہ کے باوجود حالات کی ناسازگاری کو دیکھکر "من یظہرہ اللہ" ہونیکا دعویٰ کرنیکی جرأت نہ کرتا تھا۔ اگرچہ وہ اس بات کی تیاری مدت سے کرچکا تھا۔ لکھا ہے :۔

"از اوائل ایام بہاء اللہ محرمان اصحاب خود مے فرمود۔ کہ من عند اللہ نظم و ترتیب و دلالت ایں نہضہ را در آتیہ بعہدۂ خویش احساس مے نماید و آنہا تفہیم مے فرمود۔ کسے کہ باب بظہورش چوں مظہر کلی الہی بشارت دادہ خود اوے باشد و ایں را خدا مقرر فرمودہ کہ ہادی و قائد آنہا گردد۔ ولکن تاکنون بر تشہیر ایں مسائلہ مصلحت ندیدہ زیرا احباء ہنوز استعداد ادراک آنرا نداشتہ اند۔ و بعلاوہ وقت تعدیل و تجدید ایں نہضہ نرسیدہ بودہ[۲]"

گویا جناب بہاء اللہ بطور مصلحت دعویٰ سے احتراز کر رہے تھے۔ انہیں انتظار تھا کہ لوگ قبول کرنیکے لئے تیار ہو جائیں۔

---

[۱] تاریخ امر بہائی ص ۳۱ ۔ [۲] تاریخ امر بہائی ص ۲۹ ۔

ان حالات کو غنیمت جان کر اسی زمانہ کے لگ بھگ بابیوں میں چند اشخاص کھڑے ہوگئے۔ جنہوں نے من یظہرہ اللہ ہونیکا دعویٰ کردیا تھا۔ پروفیسر براؤن نے ان میں سے میرزا اسد اللہ تبریزی۔ میرزا عبد اللہ غوغا حسین میلانی۔ سید حسین ہندیانی اور میرزا محمد زرندی کا ذکر کیا ہے[۱]۔

بغداد سے روانگی اور بہاء اللہ کا خفیہ دعویٰ ایرانی حکومت کی شکایت پر عثمانی حکومت نے بہاء اللہ اور اس کے ساتھیوں کو بغداد سے قسطنطنیہ لانیکا فرمان جاری کیا۔ اب حالات سے مجبور ہو کر بہاء اللہ نے اپنے مخصوص ساتھیوں میں اپنی دیرینہ سکیم کا اظہار ضروری سمجھا۔ بہائی روایات میں لکھا ہے :۔

(۱) عبد البہا افندی لکھتے ہیں :۔

"سال ۱۲۹۰ از اعلان نبوت حضرت محمد مطابق است با سنہ ۱۲۸۰ از ہجرت، دریں سال جمال مبارک در حین حرکت از بغداد بطرف اسلامبول در باغ رضوان کہ در بیرون شہر واقع است دوازدہ روز اقامت نمودند و در آنجا اعلان ظہور خود را بخواص اصحاب خود فرمودند[۲]"

(۲) شوقی افندی لکھتے ہیں :۔

"He declared his mission in 1863 while an exile in Baghdad[۳]"

(۳) عباس افندی نے کہا ہے :۔

"ابتدأت بہا البہائیۃ فی ۲۲ ر ابریل سنۃ ۱۸۶۳ میلادیۃ[۴]"

(۴) عصر جدید میں لکھا ہے :۔

"یہ باغ (رضوان) نجیب پاشا کا باغ کہلاتا تھا۔ اور آپ (بہاء اللہ) یہاں بارہ دن تک

---

[۱] مقدمہ نقطۃ الکاف ص ۳۰ ۔ [۲] مفاوضات ص ۳۲ ۔ [۳] دی ورلڈ ریلیجن ص ۸ ۔ [۴] تاریخ بہاء اللہ ص ۲۲ ۔

فروکش رہے جن میں آپ سفر کی تیاری میں مشغول رہے۔ ان بارہ ایام کے پہلے دن (۲۱ اپریل سے ۲ مئی ۱۸۶۳ء تک یعنی حضرت باب کے اعلان سے ۱۹ سال بعد) آپ نے اپنے چیدہ چیدہ احباب کو یہ خوشخبری سنائی کہ آپ ہی وہ من یظھرہ اللہ ہیں جس کی آمد کی خوشخبری حضرت باب نے دی تھی۔[1]

ان عبارتوں سے ثابت ہے۔ کہ بہاء اللہ نے بغداد سے روانگی کے وقت ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء عیسوی میں اپنے دبے ہوئے ارادہ کو صرف چند خاص دوستوں کے سامنے ظاہر کیا تھا۔ یاد رہے کہ بہاء اللہ نے اس موقعہ پر یا بعد ازاں کبھی بھی اپنے دعویٰ کیلئے وحی الٰہی کی نص کو پیش نہیں کیا۔ تا کہا جائے کہ اس نے اس کلامِ الٰہی کی بناء پر دعویٰ کیا تھا۔

قسطنطنیہ و ادرنہ کو روانگی اور حکومتِ ترکی کا حسنِ سلوک

بہاء اللہ نے بغداد میں اپنے بعض ساتھیوں کو عثمانی رعایا بنوا دیا تھا۔[2] چنانچہ جب بہاء اللہ کا قافلہ بغداد سے قسطنطنیہ روانہ ہوا۔ تو ایرانی سلطنت کی سفارش کے علاوہ یہ بات بھی اس امر کا موجب ہوئی کہ ان لوگوں سے نہایت اچھا سلوک کیا جائے۔ ترکی حکومت نے ان لوگوں سے ہر رنگ میں اچھا سلوک کیا۔ راستہ کے متعلق عبد البہاء لکھتے ہیں:۔

"اس سفر میں ترکی حکام اور عہدہ دار نہایت خاطر و مدارات اور عزت و توقیر کرتے تھے۔ اور بڑے تزک و احتشام سے کوچ اور مقام ہوتا تھا۔"

اسی جگہ قسطنطنیہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"غرضیکہ اسی طرح پر قافلہ اسلامبول قسطنطنیہ میں وارد ہوا۔ سلطنتِ سنیہ عثمانیہ کی طرف سے ان کو مہمان سرا میں ٹھہرایا گیا۔ اور فروکش کرتے وقت ہر طرح سے ان کی خاطر و مدارات کی گئی۔ اور مکان کی تنگی اور جمعیت کی کثرت کے سبب تیسرے دن ان کو دوسرے گھر میں منتقل کیا۔"[3]

یہ قافلہ ربیع الاول ۱۲۸۰ھ ہجری (۱۶ اگست ۱۸۶۳ء عیسوی) کو قسطنطنیہ پہنچا۔ اور چار[4] ماہ تک یہ لوگ وہاں رہے۔ اس عرصہ میں بہاء اللہ اور میرزا یحییٰ میں اختلافات نے خطرناک صورت اختیار

[1] عصر جدید اردو ص۳۶۔ [2] البہائیۃ ص۱۰۔ [3] باب الحیات ص۹۲۔

کرلی۔ حکومت مجبور ہو گئی۔ کہ ان سب کو ادرنہ (ایڈریانوپل) روانہ کر دے۔ چنانچہ رجب ۱۲۸۰ھ مطابق دسمبر ۱۸۶۳ء میں یہ لوگ ادرنہ پہنچے۔ حکومت کے سلوک کے متعلق بہاء اللہ نے لکھا ہے:۔

"در حقیقت سلطنت کی طرف سے کمال محبت و عنایت ان مظلوموں کی نسبت ظاہر و مشہود ہوئی۔"[1]

ادرنہ (جسے بہائی ارض السر کہتے ہیں) میں بھی ازل اور بہاء کا جھگڑا جاری رہا۔ بہر حال یہ سب لوگ حکومت کے مہمان تھے۔ اور حکومت ان کی خاطر ہر قسم کا بار برداشت کر رہی تھی۔

ادرنہ میں بہاء اللہ کا دعویٰ اور بہائی تحریک کا آغاز۔

۱۲۸۰ھ سے ۱۲۸۵ھ تک پانچ برس کا عرصہ بہاء اللہ ادرنہ میں رہے۔ صبح ازل کی بڑھتی ہوئی عداوت کے جواب میں بہاء اللہ کا وہ "ارادہ" جو اس نے قید خانہ طہران میں کیا تھا اور جس کا خفیہ ذکر اپنے خاص احباب سے بغداد میں کر چکے تھے منصۂ شہود پر آنے لگا۔ چنانچہ ۱۲۸۳ھ ہجری میں بہاء اللہ نے البیان کے موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ پروفیسر براؤن لکھتے ہیں:۔

"در ہمیں اوقات اقامتِ بابیہ در ادرنہ بود کہ بہاء اللہ پردہ از روئے کار برداشتہ و خیالِ مکنونِ خود را کہ بلاشک دیر گاہے بود اسبابش را فراہم آوردہ و طریق را ممہد کردہ بود بمعرض شہود نہادہ و آشکارا دعویٰ من یظھرہ اللہ نمود۔"[2]

حشمت اللہ صاحب بہائی تحریر کرتے ہیں:۔

"جب بابیوں کی حالت بے سردار کے بہت نازک ہونے لگی تو ایڈریانوپل میں بہاء اللہ نے کہا کہ جس شخص کی بشارت تم کو حضرت باب نے دی ہے اور جس کی راہ میں انہوں نے اپنی جان فدا کی ہے۔ وہ میں ہی ہوں۔ من یظھرہ اللہ میرا ہی لقب ہے۔ اول تو سب کو سکتہ سا ہو گیا لیکن رفتہ رفتہ قریب قریب سب بابیوں نے حضرت بہاء اللہ کو من یظھرہ اللہ تسلیم کیا۔ اور اس دن سے جنہوں نے حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ قبول کیا ان کا نام بہائی ہو گیا۔"[3]

بہائی لٹریچر میں ایک جگہ بھی اس امر کا ثبوت موجود نہیں۔ کہ بہاء اللہ کا یہ ادعا وحی ربانی

[1] لوح ابن ذئب ص۲۸۔ [2] مقدمہ نقطۃ الکاف ص۱۰۔ [3] بہاء اللہ کی تعلیمات ص۲۰۱۹۔

کے ماتحت تھا۔ جس اس نے کبھی وہ الٰہی کلام پیش کیا ہے جس کے ماتحت اس کو اس دعویٰ کے کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔ بہاء اللہ کا یہ دعویٰ اسی نوعیت کا تھا جس نوعیت کا دعویٰ صبح ازل اور دیگر بابی مدعیان کر رہے تھے۔

بہاء اللہ کی عکا کو روانگی

بہاء اللہ کے اس کھلے دعویٰ سے صورتِ حالات اور بھی بگڑ گئی۔ اب بہائیوں اور ازلیوں کا ایک شہر میں رہنا ناممکن ہو گیا۔ عصر جدید میں لکھا ہے۔

"یہاں (ادرنہ میں) آپ (بہاء اللہ) نے عام طور سے اپنے ظہور کا اعلان فرمایا جسے بابیوں کی کثیر جماعت نے قبول کیا۔ اور بہائی کہلانے لگے۔ ایک چھوٹی سی جماعت نے میرزا یحییٰ کی سرکردگی میں نہایت شدت سے اس کی مخالفت کی۔ اور آپ کے مٹا دینے کی سازشوں میں آپ کے پرانے دشمن شیعوں سے جا ملے۔ یہ قضیہ روز بروز شدید ہوتا گیا۔ آخرکار حکومتِ عثمانی نے آپ کو مع آپ کے احباب کے عکا بھیجدیا۔ اور میرزا یحییٰ کو جزیرہ قبرص میں روانہ کر دیا گیا۔ یہ واقعہ اگست ۱۸۶۸ء کا ہے۔[۱]"

بہاء اللہ اپنے ساتھیوں سمیت حکومت کے اخراجات پر ربیع الاول یا ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ میں عکا کی طرف روانہ ہوئے۔[۲] بہاء اللہ کے ساتھ کل افراد خورد و کلاں، ذکور و اناث بہتر[۳] تھے۔ یہ قافلہ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۵ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۸۶۸ء کو عکا میں وارد ہوا۔[۴]

ایک بہائی کا بیان ہے کہ:۔

"بہاء اللہ ۱۸۶۸ء میں شہر عکا میں وارد ہوئے اور بہتر آدمی ان کے ساتھ تھے جن میں سوائے چند آدمیوں کے جو ان کے خاندان کے تھے اور سب غیر تھے۔[۵]"

عکا میں بہائیوں کا تشدد آمیز رویہ

عثمانی حکومت کو بہائیوں اور ازلیوں، دونوں گروہوں پر شبہات تھے اس لئے اس نے یہ تجویز کی۔ کہ بہائیوں کے حالات سے آگاہی کیلئے ان کے ہمراہ چار ازلی بھیجے۔ اور ازلیوں کے حالات سے اطلاع حاصل کرنے کی خاطر ان کے ساتھ چار بہائی بھیجے۔ پروفیسر براؤن نے ان آٹھ اشخاص کے نام بھی درج کئے ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ ان چار ازلی

۱؎ عصر جدید ص۳۵ ۔ ۲؎ مقدمہ نقطۃ الکاف ص۔ ۳؎ البابیون فی التاریخ ص۳۱ ۔ ۴؎ بہائی تعلیمات ص۲۳ ۔ ۵؎ البہائیہ ص۔

جاسوسوں میں سے میرزا نصر اللہ تفرشی کو تو روانگی سے قبل ہی ادرنہ میں زہر دیدیا گیا۔ اور باقی تین کو بہائیوں نے عکا پہنچکر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

"بعد از ورود بعکا جمیعاً در یک شب بدست بہائیاں کشتہ شدند۔[۱]"

اس واقعہ کی بناء پر بہائیوں پر تھوڑی سی سختی کی گئی۔ مگر عثمانی حکومت کے اس آخری دور میں عثمانی حکام کی اخلاقی حالت بہت گر چکی تھی۔ بہائیوں نے رشوت دیکر مقامی طور پر ہر قسم کی سہولت حاصل کر لی۔[۲] اور عکا میں ان کیلئے عملاً کسی قسم کی دقت یا پابندی نہ تھی۔ مرکزی سلطنت کے متعلق بہاء اللہ کا یہ قول درج ہو چکا ہے کہ:۔

"در حقیقت سلطنت کی طرف سے کمال محبت و عنایت ان مظلوموں کی نسبت ظاہر و مشہود ہوئی۔"

کیا عکا میں بہاء اللہ قیدی تھے؟

غلط پروپیگنڈا کرنے اور ظالم ہوتے ہوئے اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کرنے میں بہائی لوگ ضرب المثل ہیں۔ جسکا ایک نمونہ حشمت اللہ بہائی کے یہ الفاظ ہیں:۔

"۱۸۶۸ء سے لیکر ۱۸۹۲ء تک حضرت بہاء اللہ عکا میں قید رہے۔ اور پچھتر سال کی عمر میں چالیس سال کی قید کے بعد عکا سے قریب ایک میل کے فاصلہ پر ایک باغ بہجی میں رحلت کی۔[۳]"

اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے۔ کہ فی الواقع عکا کے قیام کا سارا زمانہ ہی بہاء اللہ قیدی رہے ہیں۔ تب بھی ۱۸۶۸ء سے ۱۸۹۲ء تک زیادہ سے زیادہ چوبیس سال بنتے ہیں نہ کہ چالیس برس۔ لیکن یہ سراسر غلط ہے۔ کہ بہاء اللہ عکا میں قیدی تھے۔ لفظ "قیدی" کا مفہوم درحقیقت کبھی بھی بہاء اللہ پر صادق نہیں آیا۔ خود عبدالبہاء کا اقرار ہے:۔

"بارے جمال مبارک در این سجن بودند لکن در نہایت عزت بودند مثل حبس سائرین نبود۔[۴]"

جن ابتدائی سالوں کو بہائی "زمانۂ سجن" کہتے ہیں۔ ان کا نقشہ عبدالبہاء پسر بہاء اللہ کے الفاظ میں یہ ہے کہ:۔

۱؎ مقدمہ نقطۃ الکاف۔ ۲؎ البابیون فی التاریخ ص۲۳ ۔ ۳؎ تعلیمات ص۳۳ ۔ ۴؎ خطابات عبدالبہاء جلد ۱ ص۱۲۴

"حضرت بہاء اللہ برائے نام قیدی تھے۔ کیونکہ سلطان عبد العزیز کے فرمان کبھی منسوخ نہ ہوئے تھے
مگر حقیقت میں آپ نے اپنی زندگی و سلوک میں ایسی شرافت اور ایسا دبدبہ دکھایا کہ سب آپکی عزت
کرتے اور آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ فلسطین کے گورنر آپکے اثر اور قوت پر رشک کرتے تھے۔ گورنر،
متصرف اور جرنیل اور بڑے بڑے افسر نہایت عاجزی سے آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کرنیکی
درخواست کرتے جو شاذ و نادر ہی آپ منظور فرماتے۔"[1]

یہ حوالہ بہائیوں پر بہر حال حجت ہے۔ اس حالت میں بہاء اللہ کو "چالیس سالہ قیدی" کہکر
ان کا واویلا کرنا ہرگز جائز نہیں بہجہ کی طویل زندگی سے پیشتر بھی کارکنانِ حکومت عثمانی کی
"رواداری" کا یہ عالم تھا۔ کہ عبد البہاء لکھتے ہیں:۔

"سلطان عبد العزیز کے سخت فرمان کے باوجود جس میں مجھے جمال مبارک سے ملنے کی سخت ممانعت
تھی۔ میں گاڑی لیکر دوسرے دن درِ مبارک پر حاضر ہوا۔ اور آپ کو ساتھ لیکر محل (محمد پاشا کا
باغیچہ و کوٹھی) کی طرف لے گیا۔ اور کوئی ہمارا مزاحم نہ ہوا۔ میں آپ کو وہاں چھوڑ کر خود شہر کو آگیا۔
آپ دو سال تک اس خوبصورت اور پیاری جگہ رہے۔ تب یہ فیصلہ ہوا کہ آپ بہجی میں تشریف لیجائیں۔"[2]

اسی صفحہ پر بہجہ کی زندگی کا عبد البہاء افندی ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:۔

"وہاں اصلی حشمت و جلال کے دروازے کھول دیئے گئے۔"

عکا کے حکام کی "رواداری" کا باعث یہ تھا کہ:۔

"وكانت هبات مئات الالوف من الاتباع المخلصين قد جعلت
تحت يديه اموالاً طائلة كان يدبرها بنفسه"[3]

اسکے مخلص مریدوں کے ہزاروں، لاکھوں تحائف کے باعث بے شمار روپیہ بہاء اللہ کے ہاتھوں میں
آگیا تھا جسے وہ اپنی منشاء کے مطابق خرچ کرتا تھا۔"

اسکے ساتھ اس بات کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ کہ حکومت کی طرف سے بھی بہاء اللہ

[1] عصر جدید اردو ص ۳۳ ۔ [2] عصر جدید ص ۴۴ ۔ [3] عصر جدید عربی ص ۴۵ ۔

وغیرہ کو کافی رقوم حاصل ہوتی تھیں۔ عبد البہاء نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے جیسا کہ لکھا ہے:۔

"كانت الحالة المعاشية فى غاية الاكتمال والرفاهية"[1]

کہ حکومت کیطرف سے بہاء اللہ اور ازل وغیرہ کے گذارہ کیلئے پوری آسائش حاصل تھی۔

ان حالات میں بہاء اللہ کی اس چوبیس سالہ زندگی کو جو اس نے حکومت عثمانی کے مہمان کے
طور پر عکا اور بہجہ میں بسر کی، قید کی زندگی نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ وہ تو بقول عبد البہاء ایسی
زندگی تھی۔ کہ فلسطین کے گورنر بھی اس پر رشک کرتے تھے۔ محض سلطان عبد العزیز کے
احکام کو ذکر کرنا اور اس بات کو نظر انداز کر دینا کہ ان احکام کو نافذ نہ کیا جا رہا تھا۔ کیونکہ

"ادارة الموظفين العثمانيين فى تلك الايام لم تكن حازمة"[2]

ان دنوں عثمانی حکومت کے ملازمین کا رویہ دانشمندانہ اور ان کا انتظام باقاعدہ نہ تھا۔"

یقیناً یہ طریق بیان واقعات کی غلط تصویر کھینچتا ہے۔ افسوس کہ بہائی لٹریچر میں یہی طریق
اختیار کیا گیا ہے۔

عکا میں بہاء اللہ کے مشاغل

بہاء اللہ نے عکا کے حالات کو سازگار پاکر اس سکیم کو عملی جامہ
پہنانے کی کوشش کی جو باب کے قتل ہونے سے ناکام ہوگئی
تھی یعنی نسخ شریعتِ اسلامیہ کی سکیم۔ بہائیوں کا خیال تھا کہ اگر باب قتل نہ
کئے جاتے تو انہیں قرآن مجید کو منسوخ ثابت کرنے میں کامیابی حاصل ہو جاتی۔ اب
اللہ تعالیٰ نے بہاء اللہ کو لمبی عمر دی۔ اسے سامانِ رفاہیت بھی مل گئے۔ عراق میں وارد
ہونے سے موت تک یعنی ۱۲۶۹ھ ہجری سے ۱۳۰۹ھ ہجری تک پورے چالیس سال وہ
عربی بولنے والے ممالک میں رہے۔ اور عربی بولنے والے انسانوں سے ان کا اختلاط
رہا۔ باوجود ان ساری باتوں کے بہاء اللہ نے جو مختصر شریعت اپنی امت کے لئے
تصنیف کی یعنی کتاب اقدس۔ وہ نہ صرف باب کی کتابوں کی طرح ژولیدہ بیانات۔

[1] مقالہ سیاح عربی ص ۶۸ ۔ [2] البابیون فی التاریخ ص ۳۱ ۔

پھسپھسی عبارات اور غلط تراکیب سے پُر ہے۔ بلکہ اپنے مطالب اور مفاہیم کے اعتبار سے بھی ایک ادنیٰ درجہ کی تالیف ہے۔ اسی لئے آج تک بہائیوں کو یہ جراُت بھی نہیں ہوئی۔ کہ اس مزعومہ شریعت کو طبع کرا کر دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اس پر عمل کرنا تو بالکل علیحدہ امر ہے۔

بہاء اللہ کے مشاغل کے متعلق عصرِ جدید میں لکھا ہے :-

"آپ کا وقت زیادہ تر عبادت و ذکر و شغل ۔ دعا و مناجات ۔ کتبِ مقدسہ اور الواح کے نزول اور احباب کی اخلاقی اور روحانی تربیت میں گزرتا"[1]

اس اقتباس میں "کتب مقدسہ اور الواح" سے مراد وہ مضامین، خطوط اور جوابات ہیں جو بہاء اللہ لکھتے یا لکھواتے تھے۔ کیونکہ بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ کا ہر قول و تحریر الہام ہے۔ گویا "کتب مقدسہ اور الواح" بہاء اللہ پر نازل نہ ہوتی تھیں بلکہ بہاء اللہ اپنے مریدوں پر "کتب مقدسہ" نازل کیا کرتا تھا۔ چنانچہ الایقان کے آخر پر لکھا ہوا ہے :-

"المنزول من الباء والھاء"[2] یعنی بہاء اللہ کی طرف سے نازل شدہ۔

بہاء اللہ کی وصیت جانشین کے متعلق بہائی کہتے ہیں کہ بہاء اللہ نے اپنی موت سے دو سال قبل ایک وصیت نامہ "کتاب عہدی" کے نام سے لکھا اور عبد البہاء افندی کے سپرد کردیا۔[3] بہائی تاریخ الکواکب الدریہ میں اس وصیت نامہ کو درج کیا گیا ہے۔ بہاء اللہ نے اقدس میں لکھا تھا کہ میرے مرنے کے بعد "یرجع الحکم الی الاغصان" (نمبر ۹۰) بہائی اوقاف کے حاکم بھی میرے بیٹے ہوں گے۔ وصیت نامہ میں بہاء اللہ نے لکھا ہے :-

"قد اصطفینا الاکبر بعد الاعظم امراً من لدن علیم خبیر"[4]

ترجمہ۔ ہم نے غصن اعظم (عبد البہاء) کے بعد غصن اکبر (میرزا محمد علی) کو چن لیا ہے۔ یہ خدائے علیم و خبیر کا حکم ہے۔

اسجگہ یہ ذکر کرنا ضروری ہے۔ کہ میرزا محمد علی صاحب اور ان کا گروہ اس وصیت نامہ کو درست

---

[1] عصر جدید اردو ص۴۶ ۔ [2] الایقان ص۲۱۶ ۔ [3] البہائیۃ ص۱۲ ۔ [4] الکواکب الدریہ فارسی جلد ۲ ص۳۳

تسلیم نہیں کرتا۔ اور یہ حیرت انگیز امر ہے۔ کہ عبد البہاء نے بہاء اللہ کی وصیت مذکورہ کے مطابق اپنے بعد محمد علی کو بہائیوں کا زعیم بننے کا موقعہ نہ دیا۔ بلکہ اپنے نواسے شوقی افندی کو اپنی زندگی میں نامزد کردیا۔ چنانچہ اب وہی زعیم مانے جاتے ہیں۔ میرزا محمد علی صاحب ابھی حال میں ہی فوت ہوئے ہیں۔ مجھے اپنے قیام فلسطین کے زمانہ میں ان سے ملنے کا بھی اتفاق ہوا ہے۔ بہرحال بہاء اللہ کی وصیت جو اس نے علیم و خبیر ہستی کا حکم تحریر کیا تھا۔ اسکے بیٹے نے منسوخ کردی۔

بہاء اللہ کی تین بیویاں اور اولاد جناب بہاء اللہ کی تین بیویاں تھیں۔ ۱۔ محترمہ نوابہ دختر نواب طہران ان سے بہاء اللہ کا نکاح ۱۲۵۸ھ میں ہوا۔ نوابہ کا لقب "ام الکائنات" رکھا گیا ہے۔ (یاد رہے کہ اگر بہاء اللہ مدعی نبوت ہوتا تو انکی بیوی ام المومنین کہلاتی نہ کہ ام الکائنات) ان کے بطن سے دو لڑکے عباس افندی اور میرزا مہدی نیز ایک لڑکی بہائیہ پیدا ہوئی۔ میرزا مہدی بہاء اللہ کی زندگی میں چھت سے گر کر مر گیا۔ ۲۔ محترمہ مہد علیا۔ یہ جناب بہاء اللہ کی دوسری بیوی ہیں۔ ان کے بطن سے چار بچے یعنی تین لڑکے (میرزا محمد علی ۔ میرزا بدیع اللہ ۔ میرزا ضیاء اللہ) اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ ۳۔ محترمہ گوہر خانم۔ ان سے بہاء اللہ نے قیام بغداد کے زمانہ میں شادی کی۔ اسکے پیٹ سے صرف ایک لڑکی فروغیہ خانم زندہ رہی باقی بچے فوت ہوجاتے رہے۔

(نوٹ۔ بہاء اللہ کی بیویوں اور اولاد کی تفصیل کے لئے دیکھو الکواکب فارسی جلد ۲ ص۴ تا ص۱۰)

بہاء اللہ کی وفات بہاء اللہ کی وفات ۲۸ مئی ۱۸۹۲ء مطابق ۲ ذوالقعدہ ۱۳۰۹ ہجری کو پچھتر۷۵ برس کی عمر میں ہوئی ہے۔ آپکی بیماری کا زمانہ انیس۱۹ دن سے بھی کم بتایا جاتا ہے۔[1] بہائی بیماری کا نام بخار بتلاتے ہیں۔[2] اگر یہ درست ہے، تو غالباً تپ محرقہ (ٹائیفائیڈ) ہوگا۔ بہرحال بہاء اللہ کی وفات سے پھر وہ سکیم ناکام ہوگئی جس کا آغاز اس نے باب کی زندگی میں کیا تھا کیونکہ اسکے جانشین عبد البہاء نے اسکی تصنیف کردہ شریعت کو طاقِ نسیان پر رکھ کر نیا راستہ اختیار کرلیا۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

---

[1] البابیون فی التاریخ ص۴۳ ۔ [2] عصر جدید اردو ص۴۸

فصل چہارم

بہائیوں کی جدید شریعت "اقدس" کا اصل نسخہ!

اقدس کے متعلق بہائیوں کا ادعا بہائی لوگ دعوی کرتے ہیں کہ جناب بہاء اللہ کی تحریر کردہ شریعت "اقدس" سب آسمانی صحیفوں سے افضل و اعلیٰ ہے اور دنیا کی مشکلات کا حل اسی سے وابستہ ہے چنانچہ بہائی مشنری ابوالفضل نے لکھا ہے :-

"و شریعت مقدسہ کہ اصلاح عالم و تمدین امم جز بدان معقول و متصور نیست تشریع فرمود کتاب مستطاب اقدس کہ دریاق اکبر است برائے دفع امراض عالم و مغناطیس اعظم است برائے جذب قلوب امم الی تلک شد"[1]

یعنی بہاء اللہ نے ایسی شریعت وضع کی ہے جسکے بغیر جہان کی اصلاح اور لوگوں کا متمدن بننا ناممکن اور غیر معقول ہے کتاب اقدس دنیا کی بیماریوں کیلئے تریاق اکبر ہے۔ اور جذبِ قلوب کے لئے سب سے بڑا مغناطیس ہے۔"

اقدس کی اشاعت کے متعلق بہائیوں کا رویّہ مندرجہ بالا ادعاء کے بعد یہ گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ بہائی لوگ اس "تریاقِ اکبر" کو دنیا کے سامنے رکھنے سے گریز کرینگے مگر واقعہ یہ ہے کہ آج تک بہائیوں کو اقدس کی اشاعت کی جرأت نہیں ہوئی ہیں۔ میں نے خود ایسے بہائی دیکھے ہیں جنہوں نے آج تک "اقدس" دیکھی بھی نہیں۔ چہ جائیکہ انہوں نے اسے پڑھا ہو ایدریں حالات "اقدس" پر عمل کرنیکا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ سُنی سنائی باتوں پر بہائی بنگئے تھے۔ بہائیوں کے پاس اپنی مزعومہ "بہترین شریعت" کو اسطرح چھپانیکی کوئی معقول وجہ نہیں ہے جب کبھی مصر و فلسطین میں بھی اس بات کا ذکر آیا۔ بہائیوں کو خاموشی کے سوا چارہ کار دکھائی نہ دیا۔ بہائیوں کے زعیم اول اور بہاء اللہ کے بیٹے عبدالبہاء افندی نے بہائیوں کو "اقدس" کی اشاعت سے منع کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"کتاب اقدس اگر طبع شود نشر خواہد شد۔ در دستِ اراذل متعصبین خواہد افتاد۔ لہذا جائز نہ"[2] —

[1] الفرائد صـ ۱۳ ۔ [2] رسالہ "جواب نامہ جمعیت لاہای" صـ ۳۷ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۳۸ ہجری

بعضے از ملحدین مثل میرزا مہدی بیگ از متزلزلین بدست آوردند و نشر دادند۔ ولے این در رسائلِ ملحدین مندرج چون بغض و عداوت شانِ معلوم درنزد عموم قول و روایت شان مجہول و مبہم است ولے اگر بہائیان نشر دہند حکمے دیگر دارد"

ترجمہ :- کتاب اقدس اگر چھپ گئی، تو پھیل جائیگی اور کمینے متعصب لوگوں کے ہاتھوں میں چلی جائیگی اسلئے اس کا چھپوانا جائز نہیں۔ بعض بے دین اور متزلزل لوگوں مثلاً میرزا مہدی بیگ کے ہاتھوں میں اقدس کا نسخہ آگیا تھا اور شائع ہوگیا۔ مگر چونکہ اس صورت میں "اقدس" ملحدین کے رسالہ جات میں شائع ہوئی ہے۔ عوام کو انکی عداوت و دشمنی کا حال معلوم ہے۔ اسلئے ان کی روایت اور بیان مجہول اور مبہم ثابت ہوگا لیکن اگر بہائی لوگ خود کتاب اقدس کو شائع کریں تو اس کا اور حکم ہوگا۔"

عبدالبہاء کے حکم کو بہائی لوگ خدائی حکم مانتے ہیں۔ اس لئے آج بھی جبکہ باب کے دعوی پر قریباً ایک صدی گزر چکی ہے۔ ان کے نزدیک اقدس کی اشاعت و طباعت سراسر ناجائز ہے۔ عبدالبہاء نے اقدس کو چھپانیکے لئے جو عذر پیش کیا ہے۔ وہ محض خام ہے۔ ہمیں آپنے بہائیت کے نکتہ چینوں کو "اراذل" کہکر اپنی تہذیب کا ثبوت دیا ہے مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ غالباً بہائی لوگ رسالہ "جواب نامہ جمعیت لاہای" کے آئندہ ایڈیشن میں سے عبدالبہاء کے اس بیان کو حذف کر دینگے کیونکہ انہیں اسکے باعث بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

ہماری شائع کردہ اقدس اور بہائیوں کے نام انعامی چیلنج بہائی مُنہ سے کتاب اقدس کو "تریاق اکبر" کہتے ہیں۔ مگر اسکو اہلِ دنیا کے سامنے پیش کرنے سے ہچکچاتے ہیں میں سنہ ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۶ء کے آغاز تک فلسطین، شام، عراق اور مصر میں رہا ہوں حیفا میں بہائیوں کے موجودہ لیڈر جناب شوقی آفندی سے دو مرتبہ ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ۷ جون ۱۹۳۳ء کی ملاقات میں میں نے ان سے کتاب اقدس دیکھنے کی درخواست کی۔ انہوں نے صاف کہدیا کہ میرے پاس تو کتاب موجود نہیں آپکو شاید عراق سے مل سکے چنانچہ میں نے عراق سے بڑی جد و جہد کے بعد ایک دوست کی معرفت اقدس کا ایک نسخہ حاصل کیا اور مطبع احمدیہ کبابیر جبل الکرمل فلسطین میں اسے طبع کروایا [illegible] میں [illegible] ۱۹ جون کو بیت المال میں بہائی گروہ کے [illegible]

موجودگی میں اپنے طبع کردہ نسخہ اور بہائیوں کے ہاں موجود نسخہ کا مقابلہ کیا، اور بہائیوں کو اپنا مطبوعہ نسخہ دکھایا جسکی انہوں نے تصدیق
کی قید میں اقدس کا اصل نسخہ اس طرح کیساتھ شائع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر بہائی جماعت یہ ثابت کردے کہ ہماری شائع کردہ اقدس اصل
نہیں ہے تو اسے ایک صد روپیہ بطور انعام دیا جائیگا مگر ہمیں کامل یقین ہے۔ کہ بہائی جماعت اس کتاب کے اصل اقدس ہونیکا ہرگز انکار
نہیں کر سکتی یاد رہے! کہ اس کتاب کی اشاعت ہماری غرض تحقیق حق ہے۔ وباللہ التوفیق ؀

بسمه الحاكم على ماكان وما يكون

ۆ

۞[1] ان اول ماكتب الله على العباد عرفان مشرق وحيه ومطلع امره الذي كان مقام نفسه في عالم الامر والخلق من فاز به قد فاز بكل الخير والذى منع انه من اهل الضلال ولو يأتى بكل الاعمال ۞[2] اذا فزتم بهذا المقام الاسنى والافق الاعلى ينبغى لكل نفس ان يتبع ما امر به من لدى المقصود لانهما معًا لا يقبل احدهما دون الاخر هذا ما حكم به مطلع الالهام ۞[3] ان الذين اوتوا بصائر من الله يرون حدود الله السبب الاعظم لنظم العالم وحفظ الامم والذى غفل انه من همج رعاع ۞[4] انا امرناكم بكسر حدودات النفس والهوى لا ما رقم من القلم الاعلى انه لروح الحيوان لمن فى الامكان ۞[5] قد ماجت بحور الحكمة والبيان بما هاجت نسمة الرحمن اغتنموا يا اولى الالباب: ان الذين نكثوا عهد الله في اوامره ونكصوا على اعقابهم اولئك من اهل الضلال لدى الغنى المتعال ۞[6] يا ملأ الارض اعلموا ان اوامرى سرج عنايتى بين عبادى ومفاتيح رحمتى لبريتى كذلك نزل الامر من سماء مشيئة ربكم مالك الاديان ۞[7] لو يجد احد حلاوة البيان الذى ظهر

من فم مشيئة الرحمن لينفق ما عنده ولو يكون خزائن الارض كلها ليثبت امرًا من اوامره المشرقة من افق العناية والالطاف ۞[8] قل من حدودى يمر عرف قميصى وبها تنصب اعلام النصر على القنن والاتلال ۞[9] قد تكلم لسان قدرتى فى جبروت عظمتى مخاطبًا لبريتى ان اعملوا حدودى حبًا لجمالى ۞[10] طوبى لحبيب وجد عرف المحبوب من هذه الكلمة التى فاحت منها نفحات الفضل على شأن لا توصف بالاذكار ۞[11] لعمرى من شرب رحيق الانصاف من ايادى الالطاف انه يطوف حول اوامرى المشرقة من افق الابداع ۞[12] لا تحسبن انا نزلنا لكم الاحكام بل فتحنا ختم الرحيق المختوم باصابع القدرة والاقتدار يشهد بذلك ما نزل من قلم الوحى تفكروا يا اولى الافكار ۞[13] قد كتب عليكم الصلاة تسع ركعات لله منزل الايات حين الزوال وفى البكور والاصال وعفونا عدة اخرى امرًا فى كتاب الله انه لهو الآمر المقتدر المختار ۞[14] واذا اردتم الصلاة فولوا وجوهكم شطرى الاقدس المقام المقدس الذى جعله الله مطاف الملأ الاعلى ومقبل اهل مدائن البقاء ومصدر الامر لمن فى الارضين والسموات ۞[15] وعند غروب شمس الحقيقة والتبيان المقر الذى قدرناه لكم انه هو العزيز العلام ۞[16] كل شئ تحقق بامره المبرم اذا اشرقت من افق البيان شمس الاحكام لكل ان يتبعوها ولو بامر تنفطر عنه سماوات افئدة الاديان ۞[17] انه يفعل ما يشاء ولا يسأل عما شاء وما حكم به المحبوب انه لمحبوب ومالك الاختراع ۞[18] ان الذى وجد عرف الرحمن وعرف

مطلع هذا البيان انه يستقبل بعينيه السهام لاثبات الاحكام
بين الانام طوبى لمن اقبل وفاز بفصل الخطاب ✣ ١٩ قد فصلنا
الصلاة في ورقة اخرى طوبى لمن عمل بما امر به من لدن مالك
الرقاب ✣ ٢٠ قد نزلت في صلوة الميت ستة تكبيرات من الله منزل
الايات والذى عنده علم القرأة له ان يقرأ ما نزل قبلها والا عفى
الله عنه انه لهو العزيز الغفار ✣ ٢١ لا يبطل الشعر صلوتكم ولا ما
منع عن الروح مثل العظام وغيرها ✣ ٢٢ البسوا السمور كما
تلبسون الخز والسنجاب وما دونهما انه ما نهى فى الفرقان
ولكن اشتبه على العلماء انه لهو العزيز العلام ✣ ٢٣ قد فرض عليكم
الصلوة والصوم من اول البلوغ امرا من لدى الله ربكم ورب ابائكم
الاولين ✣ ٢٤ من كان في نفسه ضعف من المرض والهرم عفى الله
عنه فضلا من عنده انه لهو الغفور الكريم ✣ ٢٥ قد اذن الله لكم
السجود على كل شئ طاهر ورفعنا عنه حكم الحد فى الكتاب ان
الله يعلم وانتم لا تعلمون ، من لم يجد الماء يذكر خمس مرات
بسم الله الاطهر الاطهر ثم يشرع فى العمل هذا ما حكم به مولى
العالمين ✣ ٢٦ والبلدان التى طالت فيها الليالى والايام فليصلوا بالساعات
والمشاخص التى منها تحددت الاوقات انه لهو المبين الحكيم ✣ ٢٧ قد
عفونا عنكم صلوة الايات اذا ظهرت اذكروا الله بالعظمة و
الاقتدار انه هو السميع البصير ✣ ٢٨ قولوا العظمة لله رب ما يرى وما
لا يرى رب العالمين ✣ ٢٩ كتب عليكم الصلوة فرادى قد رفع حكم
الجماعة الا فى صلوة الميت انه لهو الآمر الحكيم ✣ ٣٠ قد عفى الله

عن النساء حينما يجدن الدم الصوم والصلوة ولهن ان يتوضئن
ويسبحن خمسا وتسعين مرة من زوال الى زوال سبحان الله
ذى الطلعة والجمال هذا ما قدر فى الكتاب ان انتم من العالمين
✣ ٣١ ولكم ولهن فى الاسفار اذا نزلتم واسترحتم المقام الامن
مكان كل صلوة سجدة واحدة واذكروا فيها سبحان الله
ذى العظمة والاجلال والموهبة والافضال ✣ ٣٢ والذى عجز
يقول سبحان الله انه يكفيه بالحق انه لهو الكافى الباقى الغفور
الرحيم ✣ ٣٣ وبعد اتمام السجود لكم ولهن ان تقعدوا على هيكل
التوحيد وتقولوا ثمانى عشر مرة سبحان الله ذى الملك والملكوت
✣ ٣٤ كذلك يبين الله سبيل الحق والهدى وانها انتهت الى سبيل
واحد وهو هذا الصراط المستقيم اشكروا الله بهذا الفضل
العظيم ✣ ٣٥ احمدوا الله بهذه الموهبة التى احاطت السموات
والارضين ✣ ٣٦ اذكروا الله بهذه الرحمة التى سبقت
العالمين ✣ ٣٧ قل قد جعل الله مفتاح الكنز حبى المكنون
لو انتم تعرفون ✣ ٣٨ لولا المفتاح لكان مكنونا فى ازل
الازال لو انتم توقنون ✣ ٣٩ قل هذا المطلع الوحى ومشرق
الاشراق الذى به اشرقت الافاق لو انتم تعلمون ✣ ٤٠ ان هذا
لهو القضاء المثبت وبه ثبت كل قضاء محتوم ✣ ٤١ يا قلم الاعلى قل
يا ملأ الانشاء قد كتبنا عليكم الصيام اياما معدودات و
جعلنا النيروز عيدا لكم بعد اكمالها كذلك اضائت شمس
البيان من افق الكتاب من لدن مالك المبدأ والمآب و

اجعلوا الايام الزائدة عن الشهور قبل شهر الصيام انّا جعلناها مظاهر الهاء بين الليالي والايام لذا ما تحددت بحدود السنة والشهور ينبغي لاهل البهاء ان يطعموا فيها انفسهم وذوى القربى ثم الفقراء والمساكين ويهللن ويكبرن ويسبّحن ويمجّدن ربهم بالفرح والانبساط واذا تمت ايام الاعطاء قبل الامساك فليدخلن فى الصيام كذلك حكم مولى الانام [٤٢] ليس على المسافر والمريض والحامل والمرضع من حرج عفا الله عنهم فضلا من عنده انه لهو العزيز الوهاب [٤٣] هذه حدود الله التى رقمت من القلم الاعلى فى الزبر والالواح [٤٤] تمسكوا باوامر الله واحكامه ولا تكونوا من الذين اخذوا الاصول انفسهم ونبذوا اصول الله ورآءهم بما اتبعوا الظنون والاوهام [٤٥] كفوا انفسكم عن الاكل والشرب من الطلوع الى الافول اياكم ان يمنعكم الهوى عن هذا الفضل الذى قدر فى الكتاب [٤٦] قد كتب لمن دان بالله الديان ان يغسل في كل يوم يديه ثم وجهه ويقعد مقبلا الى الله ويذكر خمسًا وتسعين مرة الله ابهى كذلك حكم فاطر السماء اذ استوى على اعراش الاسماء بالعظمة والاقتدار [٤٧] كذلك توضؤا للصلوة امرا من الله الواحد المختار [٤٨] قد حرّم عليكم القتل والزنا ثم الغيبة والافتراء اجتنبوا عما نهيتم عنه فى الصحائف والالواح [٤٩] قد قسمنا المواريث على

عدد الزاء منها قدر لذرياتكم من كتاب الطاء على عدد المقت، و للازواج من كتاب الحاء على عدد التاء والفاء، و للاباء من كتاب الزاء على عدد التاء والكاف، و للامهات من كتاب الواو على عدد الرفيع، و للاخوان من كتاب الهاء عدد الشين و للاخوات من كتاب الدال عدد الراء والميم، و للمعلمين من كتاب الجيم عدد القاف والفاء كذلك حكم مبشري الذى يذكرني فى الليالى والاسحار [٥٠] انا لما سمعنا ضجيج الذريات فى الاصلاب زدنا ضعف ما لهم ونقصنا عن الاخرى انه لهو المقتدر على ما يشاء يفعل بسلطانه كيف اراد [٥١] من مات ولم يكن له ذرية ترجع حقوقهم الى بيت العدل ليصرفوها امناء الرحمن فى الايتام والارامل وما ينتفع به جمهور الناس ليشكروا ربهم العزيز الغفار [٥٢] والذى له ذرية ولم يكن ما دونها عما حدد فى الكتاب يرجع الثلثان مما تركه الى الذرية والثلث الى بيت العدل كذلك حكم الغنى المتعال بالعظمة والاجلال [٥٣] والذى لم يكن له من يرثه وكان له ذو القربى من ابناء الاخ والاخت وبناتهما فلهم الثلثان والا للاعمام والاخوال والعمات والخالات و من بعدهم وبعدهن لابنائهم وابنائهن وبناتهم وبناتهن و الثلث يرجع الى مقر العدل امرا فى الكتاب من لدى الله مالك الرقاب [٥٤] من مات ولم يكن له احد من الذين نزلت اسمائهم من القلم الاعلى ترجع الاموال كلها الى المقر المذكور لتصرف فيما امر الله به انه لهو المقتدر الامار [٥٥] وجعلنا

الدار المسكونة والالبسة المخصوصة للذرية من الذكران دون الاناث والوراث انه لهو المعطى الفياض [٥٦] ان الذى مات فى ايام والده وله ذرية اولئك يرثون ما لابيهم فى كتاب الله اقسموا بينهم بالعدل الخالص كذلك ماج بحر الكلام وقذف لئالى الاحكام من لدن مالك الانام [٥٧] والذى ترك ذرية ضعافا سلموا ما لهم الى امين ليتّجر لهم الى ان يبلغوا رشدهم او الى محل الشراكة ثم عينوا للامين حقا مما حصل من التجارة والاقتراف كل ذلك بعد اداء حق الله والديون لو تكون عليه وتجهيز الاسباب للكفن والدفن وحمل الميت بالعزة والاعتزاز كذلك حكم مالك المبداء والماب [٥٨] قل هذا لهو العلم المكنون الذى لن يتغير لانه بدأ بالطاء المدلة على الاسم المخزون الظاهر الممتنع المنيع [٥٩] وما خصصناه للذريات هذا من فضل الله عليهم ليشكروا ربهم الرحمن الرحيم [٦٠] تلك حدود الله لا تعتدوها باهواء انفسكم اتبعوا ما امرتم به من مطلع البيان [٦١] والمخلصون يرون حدود الله ماء الحيوان لاهل الاديان ومصباح الحكمة والفلاح لمن فى الارضين والسموات [٦٢] قد كتب الله على كل مدينة ان يجعلوا فيها بيت العدل ويجتمع فيه النفوس على عدد البهاء وان ازداد لا باس، ويرون كانهم يدخلون محضر الله العلى الاعلى ويرون من لا يرى، وينبغى لهم ان يكونوا امناء الرحمن بين الامكان ووكلاء الله لمن على الارض كلها ويشاوروا فى مصالح العباد لوجه الله كما يشاورون فى امورهم، ويختاروا

ما هو المختار كذلك حكم ربكم العزيز الغفار [٦٣] اياكم ان تدعوا ما هو المنصوص فى اللوح اتقوا الله يا اولى الانظار [٦٤] يا ملأ الانشاء عمروا بيوتا باكمل ما يمكن فى الامكان باسم مالك الاديان فى البلدان، وزينوها بما ينبغى لها لا بالصور والامثال ثم اذكروا فيها ربكم الرحمن بالروح والريحان الا بذكره تستنير الصدور وتقر الابصار [٦٥] قد حكم الله لمن استطاع منكم حج البيت دون النساء عفا الله عنهن رحمة من عنده انه لهو المعطى الوهاب [٦٦] يا اهل البهاء قد وجب على كل واحد منكم الاشتغال بامر من الامور من الصنائع والاقتراف وامثالها وجعلنا اشتغالكم بها نفس العبادة لله الحق تفكروا يا قوم فى رحمة الله والطافه ثم اشكروه فى العشى والاشراق [٦٧] لا تضيعوا اوقاتكم بالبطالة والكسالة واشتغلوا بما ينتفع به انفسكم وانفس غيركم كذلك قضى الامر فى هذا اللوح الذى لاحت من افقه شمس الحكمة والتبيان [٦٨] ابغض الناس عند الله من يقعد ويطلب تمسكوا بحبل الاسباب متوكلين على الله مسبب الاسباب [٦٩] قد حرم عليكم تقبيل الايادى فى الكتاب هذا ما نهيتم عنه من لدن ربكم العزيز الحكام [٧٠] ليس لاحد ان يستغفر عند احد توبوا الى الله تلقاء انفسكم انه لهو الغافر المعطى العزيز التواب [٧١] يا عباد الرحمن قوموا على خدمة الامر على شان لا تاخذكم الاحزان من الذين كفروا بمطلع الايات، لمّا جاء الوعد وظهر الموعود اختلف الناس وتمسك كل

حزب بما عنده من الظنون والاوهام [72] من الناس من يتحد صف
النعال طلبا لصدر الجلال، قل من انت يا ايها الغافل الغرار [73] و
منهم من يدعى الباطن وباطن الباطن، قل يا ايها الكذاب تالله ما
عندك انه من القشور تركناها لكم كما تترك العظام للكلاب
[74] تالله الحق لو يغسل احد ارجل العالم ويعبد الله على
الادغال والشواجن والجبال والقنان والشناخيب وعند كل
حجر وشجر ومدر ولا يتضوع منه عرف رضائى لن يقبل ابدا
هذا ما حكم به مولى الانام [75] كم من عبد اعتزل فى جزائر
الهند ومنع عن نفسه ما احله الله له وحمل الرياضات والمشقات
ولم يذكر عند الله منزل الايات [76] لا تجعلوا الاعمال شرك
الامال ولا تحرموا انفسكم عن هذا المآل الذى كان امل
المقربين فى ازل الآزال [77] قل روح الاعمال هو رضائى وعلق
كل شىء بقبولى [78] اقرأوا الالواح لتعرفوا ما هو المقصود فى
كتب الله العزيز الوهاب [79] من فاز بحبى حق له ان يقعد على
سرير العقيان فى صدر الامكان والذى منع عنه لو يقعد على
التراب انه يستعيذ منه الى الله مالك الاديان [80] من يدعى
امرا قبل اتمام الف سنة كاملة انه كذاب مفتر نسأل الله
بان يؤيده على الرجوع ان تاب انه هو التواب [81] وان اصر على
ما قال يبعث عليه من لا يرحمه انه شديد العقاب [82] من
يأول هذه الآية او يفسرها بغير ما نزل فى الظاهر انه محروم
من روح الله ورحمته التى سبقت العالمين، خافوا الله ولا

تتبعوا ما عندكم من الاوهام اتبعوا ما يأمركم به ربكم العزيز
الحكيم [83] سوف يرتفع النعاق من اكثر البلدان اجتنبوا يا قوم
ولا تتبعوا كل فاجر لئيم [84] هذا ما اخبرناكم به اذ كنا فى
العراق وفى ارض السر وفى هذا المنظر المنير [85] يا اهل الارض
اذا غربت شمس جمالى وسترت سماء هيكلى لا تضطربوا
قوموا على نصرة امرى وارتفاع كلمتى بين العالمين [86] انا
معكم فى كل الاحوال وننصركم بالحق انا كنا قادرين [87] من
عرفنى يقوم على خدمتى بقيام لا تقعده جنود السموات
والارضين [88] ان الناس نيام لو انتبهوا سرعوا بالقلوب الى
الله العليم الحكيم ونبذوا ما عندهم ولو كان كنوز الدنيا
كلها ليذكرهم مولاهم بكلمة من عنده كذلك ينبئكم
من عنده علم الغيب فى لوح ما ظهر فى الامكان وما اطلع
به الا نفسه المهيمنة على العالمين [89] قد اخذهم سكر
الهوى على شأن لا يرون مولى الورى الذى ارتفع نداؤه من
كل الجهات لا اله الا انا العزيز الحكيم [90] قل لا تفرحوا بما
ملكتموه فى العشى وفى الاشراق يملكه غيركم كذلك
يخبركم العليم الخبير [91] قل هل رأيتم لما عندكم من قرار
او وفاء، لا ونفسى الرحمن لو انتم من المنصفين، تمر ايام
حياتكم كما تمر الارياح ويطوى بساط عزكم كما طوى بساط
الاولين [92] تفكروا يا قوم اين ايامكم الماضية واين اعصاركم
الخالية، طوبى لايام مضت بذكر الله ولاوقات صرفت فى ذكره

الحكيم ٩٣ لعمری لا تبقی عزة الاعزاء ولا زخارف الاغنياء
ولا شوكة الاشقياء سيفنى الكل بكلمة من عنده انه لهو المقتدر
العزيز القدير ٩٤ لا ينفع الناس ما عندهم من الاثاث و ما
ينفعهم غفلوا عنه سوف ينتبهون ولا يجدون مافات عنهم في ايام
ربهم العزيز الحميد ٩٥ لو يعرفون ينفقون ما عندهم لتذكر اسمائهم
لدى العرش الا انهم من الميتين ٩٦ من الناس من غرته العلوم وبها
منع عن اسم القيوم و اذا سمع صوت النعال عن خلفه يرى نفسه
اكبر من نمرود قل اين هو يا ايها المردود تالله انه لفی اسفل الجحيم
٩٧ قل يا معشر العلماء اما تسمعون صرير قلمی الاعلی، واما ترون
هذه الشمس المشرقة من افق الابهی، الی مَ اعتكفتم علی اصنام
اهوائكم دعوا الاوهام و توجهوا الی الله مولاكم القديم ٩٨ قد
رجعت الاوقاف المختصة للخيرات الی الله مظهر الايات ليس
لاحد ان يتصرف فيها الا بعد اذن مطلع الوحی و من بعده
يرجع الحكم الی الاغصان، و من بعدهم الی بيت العدل ان تحقق
امره فی البلاد ليصرفوها فی البقاع المرتفعة فی هذا الامر و فيما
امروا به من لدن مقتدر قدير ٩٩ و الا ترجع الی اهل البهاء
الذين لا يتكلمون الا بعد اذنه ولا يحكمون الا بما حكم الله في
هذا اللوح اولئك اولياء النصر بين السموات والارضين
ليصرفوها فيما حدد فی الكتاب من لدن عزيز كريم ١٠٠ لا تجزعوا
فی المصائب ولا تفرحوا ابتغوا امرا بين الامرين هو التذكر
فی تلك الحالة والتنبه علی ما يرد عليكم فی العاقبة كذلك ينبئكم

العليم الخبير ١٠١ لا تحلقوا رؤسكم قد زينها الله بالشعر و فی ذلك
لايات لمن ينظر الی مقتضيات الطبيعة من لدن مالك البرية
انه لهو العزيز الحكيم، ولا ينبغی ان يتجاوز عن حد الاذان هذا
ما حكم به مولی العالمين ١٠٢ قد كتب علی السارق النفی و الحبس
و فی الثالث فاجعلوا فی جبينه علامة يعرف بها لئلا تقبله مدن
الله و دياره، اياكم ان تاخذكم الرأفة فی دين الله، اعملوا ما
امرتم به من لدن مشفق رحيم ١٠٣ انا ربيناكم بسياط الحكمة و
الاحكام حفظا لانفسكم وارتفاعا لمقاماتكم كما يربی الاباء
ابنائهم، لعمری لو تعرفون ما اردناه لكم من اوامرنا المقدسة
لتفدون ارواحكم لهذا الامر المقدس العزيز المنيع ١٠٤ من اراد
ان يستعمل اوانی الذهب و الفضة لا باس عليه ١٠٥ اياكم ان
تنغمس اياديكم فی الصحاف والصحان، خذوا ما يكون
اقرب الی اللطافة انه اراد ان يراكم علی آداب اهل الرضوان
في ملكوته الممتنع المنيع ١٠٦ تمسكوا باللطافة فی كل الاحوال
لئلا تقع العيون علی ما تكرهه انفسكم و اهل الفردوس، والذی
تجاوز عنها يحبط عمله فی الحين وان كان له عذر يعف الله عنه
انه لهو العزيز الكريم ١٠٧ ليس لمطلع الامر شريك فی العصمة
الكبری انه لمظهر يفعل ما يشاء في ملكوت الانشاء، قد خص
الله هذا المقام لنفسه وما قدر لاحد نصيب من هذا الشان
العظيم المنيع ١٠٨ هذا امر الله قد كان مستورا فی حجب الغيب
اظهرناه في هذا الظهور و به خرقنا حجاب الذين ما عرفوا

حكم الكتاب وكانوا من الغافلين ۞[109] كتب على كل اب تربية
ابنه و بنته بالعلم و الخط و دونهما عما حدد فى اللوح ، والذى ترك
ما امر به فللامناء ان ياخذوا منه ما يكون لازما لتربيتهما ان
كان غنيا، والا يرجع الى بيت العدل انا جعلناه ماوى الفقراء
والمساكين ۞[110] ان الذى ربى ابنه اوابناً من الابناء كانه
ربى احد ابنائى عليه بهائى وعنايتى و رحمتى التى سبقت
العالمين ۞[111] قد حكم الله لكل زان وزانية دية مسلمة الى بيت
العدل وهى تسعة مثاقيل من الذهب ، وان عاد مرة اخرى عودوا
بضعف الجزاء هذا ما حكم به مالك السماء فى الاولى وفى الاخرى
قدر لهما عذاب مهين ۞[112] من ابتلى بمعصيةٍ فله ان يتوب ويرجع
إلى الله انه يغفر لمن يشاء ولا يسال عما شاء انه هو التواب العزيز
الحميد ۞[113] اياكم ان تمنعكم سبحات الجلال عن زلال هذا السلسال
خذوا اقداح الفلاح فى هذا الصباح باسم فالق الاصباح ثم
اشربوا بذكره العزيز البديع ۞[114] انا حللنا لكم اصغاء الاصوات
والنغمات ، اياكم ان يخرجكم الاصغاء عن شان الادب والوقار
افرحوا بفرح اسمى الاعظم الذى به تولهت الافئدة وانجذبت
عقول المقربين ، انا جعلناه مرقاة لعروج الارواح الى الافق
الاعلى، لا تجعلوه جناح النفس والهواء انى اعوذ ان تكونوا
من الجاهلين ۞[115] قد ارجعنا ثلث الديات كلها الى مقر العدل و
نوصى رجاله بالعدل الخالص ليصرفوا ما اجتمع عندهم فيما امروا
به من لدن عليم حكيم ۞[116] يا رجال العدل كونوا رعاة اغنام الله

فى مملكته واحفظوهم من الذئاب الذين ظهروا بالاثواب كما
تحفظون ابنائكم كذلك ينصحكم الناصح الامين ۞[117] اذا اختلفتم
فى امر فارجعوه الى الله ما دامت الشمس مشرقة من افق
هذا السماء ، واذا غربت ارجعوا الى ما نزل من عنده انه ليكفى
العالمين ۞[118] قل يا قوم لا ياخذكم الاضطراب اذا غاب ملكوت
ظهورى وسكنت امواج بحر بيانى، ان فى ظهورى لحكمة و
فى غيبتى حكمة اخرى ما اطلع بها الا الله الفرد الخبير ۞[119] ونراكم من
افق الابهى وننصر من قام على نصرة امرى بجنود من الملأ
الاعلى وقبيل من الملائكة المقربين ۞[120] يا ملأ الارض تالله الحق
قد انفجرت من الاحجار الانهار العذبة السائغة بما اخذتها
حلاوة بيان ربكم المختار وانتم من الغافلين ، دعوا ما عندكم ثم
طيروا بقوادم الانقطاع فوق الابداع كذلك يأمركم مالك
الاختراع الذى بحركة قلمه قلب العالمين ۞[121] هل تعرفون من اىّ
افق يناديكم ربكم الابهى ، وهل علمتم من اى قلم يامركم ربكم
مالك الاسماء ، لا وعمرى لو عرفتم لتركتم الدنيا مقبلين بالقلوب
الى شطر المحبوب ، واخذكم اهتزاز الكلمة على شان يهتز منه
العالم الاكبر وكيف هذا العالم الصغير كذلك هطلت من سماء
عنايتى امطار مكرمتى فضلا من عندى لتكونوا من الشاكرين
۞[122] واما الشجاج والضرب تختلف احكامهما باختلاف مقاديرهما
وحكم الديان لكل مقدار دية معينة انه لهو الحاكم العزيز المنيع
لو نشاء نفصلها بالحق وعدا من عندنا انه لهو الموفى العليم ۞[123] قد

رقم عليكم الضيافة في كل شهر مرة واحدة ولو بالماء، ان الله
اراد ان يؤلف بين القلوب ولو باسباب السموات والارضين
۱۲۴ اياكم ان تفرقكم شؤنات النفس والهوى كونوا كالاصابع
فى اليد والاركان للبدن كذلك يعظكم قلم الوحى ان انتم من
الموقنين ۱۲۵ فانظروا في رحمة الله والطافه انه يامركم بما
ينفعكم بعد اذ كان غنيا عن العالمين، لن تضرنا سيئاتكم كما لا
تنفعنا حسناتكم انما ندعوكم لوجه الله يشهد بذلك كل عالم
بصير ۱۲۶ اذا ارسلتم الجوارح الى الصيد اذكروا الله اذاً يحل
ما امسكن لكم ولو تجدونه ميتا انه لهو العليم الخبير ۱۲۷ اياكم ان
تسرفوا فى ذلك كونوا على صراط العدل والانصاف في كل
الامور كذلك يامركم مطلع الظهور ان انتم من العارفين ۱۲۸
ان الله قد امركم بالمودة فى ذوى القربى وما قدر لهم حقا في
اموال الناس انه لهو الغنى عن العالمين ۱۲۹ من احرق بيتا متعمدا
فاحرقوه ومن قتل نفسا عامدا فاقتلوه خذوا سنن الله بايادى
القدرة والاقتدار ثم اتركوا سنن الجاهلين، وان تحكموا لهما
حبسا ابديا لا بأس عليكم فى الكتاب انه لهو الحاكم على ما
يريد ۱۳۰ قد كتب الله عليكم النكاح اياكم ان تجاوزوا عن الاثنتين
والذى اقتنع بواحدة من الاماء استراحت نفسه ونفسها، و
من اتخذ بكرا لخدمته لا باس عليه، كذلك كان الامر من قلم الوحى
بالحق مرقوما ۱۳۱ تزوجوا يا قوم ليظهر منكم من يذكرنى بين
عبادى هذا من امرى عليكم اتخذوه لانفسكم معينا ۱۳۲ يا

ملأ الانشاء لا تتبعوا انفسكم انها لامارة بالبغي والفحشاء
اتبعوا مالك الاشياء الذى يامركم بالبر والتقوى انه كان عن
العالمين غنيا ۱۳۳ اياكم ان تفسدوا فى الارض بعد اصلاحها و
من افسد انه ليس منا ونحن براء منه كذلك كان الامر من
سماء الوحي بالحق مشهودا ۱۳۴ انه قد حدد فى البيان برضاء
الطرفين، انا لما اردنا المحبة والوداد واتحاد العباد لذا علقناه
باذن الأبوين بعدهما لئلا تقع بينهم الضغينة والبغضاء ولنا
فيه مآرب اخرى وكذلك كان الامر مقضيا ۱۳۵ لا يحقق
الصهار الا بالامهار قد قدر للمدن تسعة عشر مثقالا من
الذهب الابريز، وللقرى من الفضة ومن اراد الزيادة حرم
عليه ان يتجاوز عن خمسة وتسعين مثقالا كذلك كان الامر
بالعز مسطوراً ۱۳۶ والذى اقتنع بالدرجة الاولى خير له
فى الكتاب انه يغنى من يشاء باسباب السموات والارض
وكان الله على كل شىء قديرا ۱۳۷ قد كتب الله لكل عبد اراد
الخروج من وطنه ان يجعل ميقاتاً لصاحبته فى اية مدة اراد
ان اتى ووفى بالوعد انه اتبع امر مولاه وكان من المحسنين
من قلم الامر مكتوبا والا ان اعتذر بعذر حقيقى فله ان يخبر
قرينته ويكون فى غاية الجهد للرجوع اليها، وان فات الامران
فلها تربص تسعة اشهر معدودات وبعد اكمالها لا بأس
عليها في اختيار الزوج وان صبرت انه يحب الصابرات و
الصابرين ۱۳۸ اعملوا اوامرى ولا تتبعوا كل مشرك كان

فى اللوح اثيما [139] وان اتى الخبر حين تربصها لها ان تاخذ المعروف
انه اراد الاصلاح بين العباد والاماء، اياكم ان ترتكبوا ما
يحدث به العناد بينكم كذلك قضى الامر وكان الوعد مأتيا
[140] وان اتاها خبر الموت او القتل وثبت بالشياع او بالعدلين
لها ان تلبث فى البيت اذا مضت اشهر معدودات لها الاختيار
فيما تختار هذا ما حكم به من كان على الامر قويا [141] وان حدث
بينهما كدورة او كره ليس له ان يطلقها، وله ان يصبر سنة
كاملة لعل تسطع بينهما رائحة المحبة وان كملت وما فاحت لا
باس فى الطلاق انه كان على كل شىء حكيما [142] قد نهاكم الله
عما عملتم بعد طلاق ثلاث فضلا من عنده لتكونوا من
الشاكرين في لوح كان من قلم الامر مسطورا [143] والذى
طلق له الاختيار فى الرجوع بعد انقضاء كل شهر بالمودة
والرضاء مالم تستحصن، واذا استحصنت تحقق الفصل
بوصل آخر وقضى الامر الا بعد امر مبين، كذلك كان الامر
من مطلع الجمال في لوح الجلال بالاجلال مرقوما [144] والذى
سافر وسافرت معه ثم حدث بينهما الاختلاف فله ان يؤتيها
نفقة سنة كاملة ويرجعها الى المقر الذى خرجت عنه، او
يسلمها بيد امين وما تحتاج به فى السبيل ليبلغها الى محلها
ان ربك يحكم كيف يشاء بسلطان كان على العالمين محيطا [145]
والتى طلقت بما ثبت عليها منكر لا نفقة لها ايام تربصها
كذلك كان نير الامر من افق العدل مشهودا [146] ان الله

احب الوصل والوفاق وابغض الفصل والطلاق عاشروا ياقوم
بالروح والريحان، لعمرى سيفنى من فى الامكان وما يبقى
هو العمل الطيب وكان الله على ما اقول شهيدا [147] يا عبادى
اصلحوا ذات بينكم ثم استمعوا ما ينصحكم به القلم الاعلى و
لا تتبعوا جبارا شقيا [148] اياكم ان تغرنكم الدنيا كما غرت قوما
قبلكم اتبعوا حدود الله وسننه ثم اسلكوا هذا الصراط
الذى كان بالحق ممدودا [149] ان الذين نبذوا البغى والغوى و
اتخذوا التقوى اولئك من خيرة الخلق لدى الحق يذكرهم
الملأ الاعلى واهل هذا المقام الذى كان باسم الله مرفوعا
[150] قد حرم عليكم بيع الاماء والغلمان، ليس لعبد ان يشترى
عبدا نهياً في لوح الله كذلك كان الامر من قلم العدل بالفضل
مسطورا [151] وليس لاحد ان يفتخر على احد كل ارقاء له وادلاء
على انه لا اله الا هو انه كان على كل شئ حكيما [152] زينوا انفسكم
بطراز الاعمال والذى فاز بالعمل فى رضاه انه من اهل البهاء
قد كان لدى العرش مذكورا [153] انصروا مالك البرية بالاعمال
الحسنة ثم بالحكمة والبيان كذلك امرتم في اكثر الالواح من
لدى الرحمن انه كان على ما اقول عليما [154] لا يعترض احد على
احد ولا يقتل نفس نفسا هذا ما نهيتم عنه في كتاب كان
فى سرادق العز مستورا [155] اتقتلون من احياه الله بروح من
عنده ان هذا خطأ قد كان لدى العرش كبيرا [156] اتقوا الله
ولا تخربوا ما بناه الله بايادى الظلم والطغيان ثم اتخذوا الى الحق

سبیلا [۱۵۷] لما ظهرت جنود العرفان برایات البیان انهزمت قبائل
الادیان الا من اراد ان یشرب کوثر الحیوان فی رضوان کان
من نفس السبحان موجودا [۱۵۸] قد حکم الله بالطهارة علی ماء
النطفة رحمة من عنده علی البریة اشکروه بالروح و الریحان و
لا تتبعوا من کان عن مطلع القرب بعیدا ، قوموا علی خدمة
الامر فی کل الاحوال انه یؤیدکم بسلطان کان علی العالمین
محیطا [۱۵۹] تمسکوا بحبل اللطافة علی شان لا یری من ثیابکم اثار
الاوساخ هذا ما حکم به من کان الطف من کل لطیف ، والذی
له عذر لا باس علیه انه لهو الغفور الرحیم [۱۶۰] طهروا کل مکروه بالماء
الذی لم یتغیر بالثلاث ایاکم ان تستعملوا الماء الذی تغیر بالهواء
او بشیء اخر ، کونوا عنصر اللطافة بین البریة هذا ما اراد لکم
مولاکم العزیز الحکیم [۱۶۱] وکذلک رفع الله حکم دون الطهارة عن
کل الاشیاء وعن ملل اخری موهبة من الله انه لهو الغفور
الکریم [۱۶۲] قد انغمست الاشیاء فی بحر الطهارة فی اول الرضوان
اذ تجلینا علی من فی الامکان باسمائنا الحسنی وصفاتنا العلیا هذا من
فضلی الذی احاط العالمین لتعاشروا مع الادیان وتبلغوا امر ربکم
الرحمن هذا لاکلیل الاعمال لو انتم من العارفین [۱۶۳] وحکم
باللطافة الکبری وتغسیل ما تغبر من الغبار وکیف الاوساخ
المتجمدة ودونها ، اتقوا الله وکونوا من المطهرین [۱۶۴] والذی یری
فی کسائه وسخ انه لا یصعد دعائه الی الله ویجتنب عنه ملأ
عالون [۱۶۵] استعملوا ماء الورد ثم العطر الخالص هذا ما احبه الله من الاول

الذی لا اول له لیتضوع منکم ما اراد ربکم العزیز الحکیم [۱۶۶] قد عفا الله عنکم
ما نزل فی البیان من محو الکتب و اذناکم بان تقرؤا من العلوم ما ینفعکم لا ما
ینتهی الی المجادلة فی الکلام هذا خیر لکم ان انتم من العارفین [۱۶۷] یا
معشر الملوک قد اتی المالک والملک لله المهیمن القیوم ألا تعبدوا الا الله
وتوجهوا بقلوب نوراء الی وجه ربکم مالک الاسماء هذا امر لا یعادله
ما عندکم لو انتم تعرفون [۱۶۸] انا نراکم تفرحون بما جمعتموه لغیرکم وتمنعون
انفسکم عن العوالم التی لم یحصها الا لوحی المحفوظ [۱۶۹] قد شغلتکم
الاموال عن المآل ، هذا لا ینبغی لکم لو انتم تعلمون [۱۷۰] طهروا قلوبکم
عن ذفر الدنیا مسرعین الی ملکوت ربکم فاطر الارض والسماء الذی به
ظهر الزلازل وناحت القبائل الا من نبذ الوری واخذ ما امر به فی لوح
مکنون [۱۷۱] هذا یوم فیه فاز الکلیم بانوار القدیم وشرب زلال الوصال من
هذا القدح الذی به سجرت البحور [۱۷۲] قل تالله الحق ان الطور یطوف
حول مطلع الظهور ، والروح ینادی من الملکوت هلموا وتعالوا یا
ابناء الغرور [۱۷۳] هذا یوم فیه سرع کوم الله شوقا للقائه وصاح الصهیون
قد اتی الوعد وظهر ما هو المکتوب فی الواح الله المتعال العزیز المحبوب
[۱۷۴] یا معشر الملوک قد نزل الناموس الاکبر فی المنظر الانور وظهر کل
امر مستتر من لدن مالک القدر الذی به اتت الساعة وانشق القمر وفصل
کل امر محتوم [۱۷۵] یا معشر الملوک انتم الممالیک قد ظهر المالک باحسن الطراز
ویدعوکم الی نفسه المهیمن القیوم [۱۷۶] ایاکم ان یمنعکم الغرور عن مشرق
الظهور او تحجبکم الدنیا عن فاطر السماء قوموا علی خدمة المقصود
الذی خلقکم بکلمة من عنده وجعلکم مظاهر القدرة لما کان وما یکون

۱۷۷ تاالله لا نريد ان نتصرف في ممالككم بل جئنا لتصرف القلوب انها لمنظر البهاء يشهد بذلك ملكوت الاسماء لو انتم تفقهون ۱۷۸ والذى اتبع مولاه انه اعرض عن الدنيا كلها وكيف هذا المقام المحمود ۱۷۹ دعوا البيوت ثم اقبلوا الى الملكوت هذا ما ينفعكم فى الاخرة و الاولى يشهد بذلك مالك الجبروت لو انتم تعلمون ۱۸۰ طوبى لملك قام على نصرة امرى في مملكتى وانقطع عن سوائى انه من اصحاب السفينة الحمراء التى جعلها الله لاهل البهاء، ينبغى لكل ان يعززوه ويوقروه وينصروه ليفتح المدن بمفاتيح اسمى المهيمن على من في ممالك الغيب والشهود ۱۸۱ انه بمنزلة البصر للبشر والغرة الغراء لجبين الانشاء ورأس الكرم لجسد العالم انصروه يا اهل البهاء بالاموال و النفوس ۱۸۲ يا ملك النمسا كان مطلع نور الاحدية في سجن عكا اذ قصدت المسجد الاقصى مررت وما سألت عنه بعد اذ رفع به كل بيت وفتح كل باب منيف ۱۸۳ قد جعلناه مقبل العالم لذكرى وانت نبذت المذكور اذ ظهر بملكوت الله ربك ورب العالمين ۱۸۴ كنا معك في كل الاحوال ووجدناك متمسكا بالفرع غافلا عن الاصل ان ربك على ما اقول شهيد ۱۸۵ قد اخذتنا الاحزان بما رأيناك تدور لاسمنا ولا تعرفنا امام وجهك، افتح البصر لتنظر هذا المنظر الكريم وتعرف من تدعوه فى الليالى والايام وترى النور المشرق من هذا الافق اللميع ۱۸۶ قل يا ملك البرلين اسمع النداء من هذا الهيكل المبين انه لا اله الا انا الباقى الفرد القديم ۱۸۷ اياك ان يمنعك الغرور عن مطلع الظهور او يحجبك الهوى عن مالك

العرش والثرى كذلك ينصحك القلم الاعلى انه لهو الفضال الكريم ۱۸۸ اذكر من كان اعظم منك شأنا واكبر منك مقاما اين هو وما عنده انتبه ولا تكن من الراقدين ۱۸۹ انه نبذ لوح الله وراءه اذ اخبرناه بما ورد علينا من جنود الظالمين، لذا اخذته الذلة من كل الجهات الى ان رجع الى التراب بخسران عظيم ۱۹۰ يا ملك تفكر فيه و في امثالك الذين سخروا البلاد وحكموا على العباد قد انزلهم الرحمن من القصور الى القبور اعتبر وكن من المتذكرين ۱۹۱ انا ما اردنا منكم شيئا انما ننصحكم لوجه الله ونصبر كما صبرنا بما ورد علينا منكم يا معشر السلاطين ۱۹۲ يا ملوك امريقا ورؤساء الجمهور فيها اسمعوا ما تغن به الورقاء على غصن البقاء انه لا اله الا انا الباقى الغفور الكريم ۱۹۳ زينوا هيكل الملك بطراز العدل والتقى ورأسه باكليل ذكر ربكم فاطر السماء كذلك يامركم مطلع الاسماء من لدن عليم حكيم ۱۹۴ قد ظهر الموعود في هذا المقام المحمود الذى به ابتسم ثغر الوجود من الغيب والشهود، اغتنموا يوم الله ان لقائه خير لكم عما تطلع الشمس عليها ان انتم من العارفين ۱۹۵ يا معشر الامراء اسمعوا ما ارتفع من مطلع الكبرياء انه لا اله الا انا الناطق العليم ۱۹۶ اجبروا الكسير بايادى العدل، وكسروا الصحيح الظالم بسياط اوامر ربكم الآمر الحكيم ۱۹۷ يا معشر الروم نسمع بينكم صوت البوم أأخذكم سكر الهوى ام كنتم من الغافلين ۱۹۸ يا ايتها النقطة الواقعة في شاطئ البحرين قد استقر عليك كرسى الظلم واشتعلت فيك نار البغضاء على شان ناح بها الملأ الاعلى والذين يطوفون حول كرسى

رفيع ✤ ١٩٩ نرى فيك الجاهل يحكم على العاقل و الظلام يفتخر على النور وانك في غرور مبين ✤ ٢٠٠ اغرتك زينتك الظاهرة سوف تفنى ورب البرية وتنوح البنات والارامل وما فيك من القبائل كذلك ينبئك العليم الخبير ✤ ٢٠١ يا شواطئ نهر الرين قد رأيناك مغطاة بالدماء بما سل عليك سيوف الجزاء ولك مرة اخرى و نسمع حنين البرلين ولو انها اليوم على عز مبين ✤ ٢٠٢ يا ارض الطاء لا تحزنى من شئ قد جعلك الله مطلع فرح العالمين ✤ ٢٠٣ لو يشاء يبارك سريرك بالذى يحكم بالعدل ويجمع اغنام الله التى تفرقت من الذئاب انه يواجه اهل البهاء بالفرح والانبساط الا انه من جوهر الخلق لدى الحق عليه بهاء الله وبهاء من في ملكوت الامر في كل حين ✤ ٢٠٤ افرحى بما جعلك الله افق النور بما ولد فيك مطلع الظهور وسميت بهذا الاسم الذى به لاح نير الفضل واشرقت السموات والارضون ✤ ٢٠٥ سوف تنقلب فيك الامور ويحكم عليك جمهور الناس ان ربك لهو العليم المحيط ✤ ٢٠٦ اطمئنى بفضل ربك انه لا تنقطع عنك لحظات الالطاف سوف ياخذك الاطمئنان بعد الاضطراب كذلك قضى الامر في كتاب بديع ✤ ٢٠٧ يا ارض الخاء نسمع فيك صوت الرجال في ذكر ربك الغنى المتعال طوبى ليوم فيه تنصب رايات الاسماء في ملكوت الانشاء باسمي الابهى يومئذ يفرح المخلصون بنصر الله وينوح المشركون ✤ ٢٠٨ ليس لاحد ان يعترض على الذين يحكمون على العباد دعواهم ما عندهم وتوجهوا الى القلوب ✤ ٢٠٩ يا بحر الاعظم رش على الامم ما امرت به من لدن

مالك القدم و زين هياكل الانام بطراز الاحكام التى بها تفرح القلوب وتقر العيون ✤ ٢١٠ والذى تملك مائة مثقال ذهب فتسعة عشر مثقالا لله فاطر الارض والسماء، اياكم يا قوم ان تمنعوا انفسكم عن هذا الفضل العظيم ✤ ٢١١ قد امرناكم بهذا بعد اذ كنا غنياً عنكم وعن كل من فى السموات والارضين ان في ذلك لحكم و مصالح لم يحط بها علم احد الا الله العالم الخبير ✤ ٢١٢ قل بذلك اراد تطهير اموالكم و تقربكم الى مقامات لا يدركها الا من شاء الله انه لهو الفضال العزيز الكريم ✤ ٢١٣ يا قوم لا تخونوا في حقوق الله ولا تصرفوا فيها الا بعد اذنه كذلك قضى الامر فى الالواح وفى هذا اللوح المنيع ✤ ٢١٤ من خان الله يخان بالعدل والذى عمل بما امر ينزل عليه البركة من سماء عطاء ربه الفياض المعطى الباذل القديم ✤ ٢١٥ انه اراد لكم ما لا تعرفونه اليوم، سوف يعرفه القوم اذا طارت الارواح وطويت زرابى الافراح كذلك يذكركم من عنده لوح حفيظ ✤ ٢١٦ قد حضرت لدى العرش عرائض شتى من الذين آمنوا وسئلوا فيها الله رب ما يرى وما لا يرى رب العالمين لذا نزلنا اللوح وزيناه بطراز الامر لعل الناس باحكام ربهم يعملون ✤ ٢١٧ وكذلك سئلنا من قبل في سنين متواليات وامسكنا القلم حكمة من لدنا الى ان حضرت كتب من انفس معدودات فى تلك الايام لذا اجبناهم بالحق بما تحيى به القلوب ✤ ٢١٨ قل يا معشر العلماء لا تزنوا كتاب الله بما عندكم من القواعد والعلوم انه لقسطاس الحق بين الخلق قد يوزن ما عند الامم بهذا القسطاس الاعظم وانه بنفسه لو

انتم تعلمون.[٢١٩] تبکی علیکم عین عنایتی لانکم ماعرفتم الذی
دعوتموه فی العشی والاشراق وفی کل اصیل وبکور[٢٢٠] توجهوا یا
قوم بوجوه بیضاء وقلوب نوراء الی البقعة المبارکة الحمراء التی
فیها تنادی سدرة المنتهی انه لا اله الا انا المهیمن القیوم[٢٢١]
یا معشر العلماء هل یقدر احد منکم ان یستن معي في میدان
المکاشفة والعرفان او یجول في مضمار الحکمة والتبیان، لا وربی
الرحمن کل من علیها فانٍ وهذا وجه ربکم العزیز المحبوب[٢٢٢] یا
قوم انا قدرنا العلوم لعرفان المعلوم وانتم احتجبتم بها عن
مشرقها الذی به ظهر کل امر مکنون[٢٢٣] لو عرفتم الافق الذی
منه اشرقت شمس الکلام لنبذتم الانام وما عندهم واقبلتم
الی مقام محمود[٢٢٤] قل هذه سماء فیها کنز ام الکتاب لو انتم
تعقلون[٢٢٥] هذا لهو الذی به صاحت الصخرة، ونادت السدرة
علی الطور المرتفع علی الارض المبارکة الملک لله الملک العزیز الودود
[٢٢٦] انا مادخلنا المدارس وما طالعنا المباحث، اسمعوا مایدعوکم به
هذا الامي الی الله الابدی انه خیر لکم عما کنز فی الارض لو انتم
تفقهون[٢٢٧] ان الذی یأول مانزل من سماء الوحي ویخرجه عن
الظاهر انه ممن حرف کلمة الله العلیا وکان من الاخسرین
في کتاب مبین[٢٢٨] قد کتب علیکم تقلیم الاظفار، والدخول في ماء
یحیط هیاکلکم في کل اسبوع، وتنظیف ابدانکم بما استعملتموه
من قبل، ایاکم ان تمنعکم الغفلة عما امرتم به من لدن عزیز عظیم[٢٢٩]
ادخلوا ماء بکرا والمستعمل منه لا یجوز الدخول فیه[٢٣٠] ایاکم ان

تقربوا خزائن حمامات العجم من قصدها وجد رائحتها المنتنة
قبل وروده فیها، تجنبوا یا قوم ولا تکونن من الصاغرین[٢٣١] انه
یشبه بالصدید والغسلین ان انتم من العارفین[٢٣٢] وکذلک
حیاضهم المنتنة اترکوها وکونوا من المقدسین[٢٣٣] انا اردنا
ان نراکم مظاهر الفردوس فی الارض لیتضوّع منکم ما تفرح به
افئدة المقربین[٢٣٤] والذی یصب علیه الماء ویغسل به بدنه
خیر له ویکفیه عن الدخول، انه اراد ان یسهل علیکم الامر فضلا
من عنده لتکونوا من الشاکرین[٢٣٥] قد حرم علیکم ازواج ابائکم،
انا نستحي ان نذکر حکم الغلمان، اتقوا الرحمن یا ملأ الامکان ولا
ترتکبوا ما نهیتم عنه فی اللوح ولا تکونوا في هیماء الشهوات من
الهائمین[٢٣٦] لیس لاحد ان یحرک لسانه امام الناس اذ یمشی
فی الطرق والاسواق بل ینبغی لمن اراد الذکر ان یذکر في مقام
بنی لذکر الله او في بیته هذا اقرب بالخلوص والتقوی کذلک
اشرقت شمس الحکم من افق البیان طوبی للعاملین[٢٣٧] قد فرض
لکل نفس کتاب الوصیة، وله ان یزین رأسه بالاسم الاعظم
ویعترف فیه بوحدانیة الله في مظهر ظهوره ویذکر فیه ما اراد من
المعروف لیشهد له في عوالم الامر والخلق ویکون له کنزا عند ربه
الحافظ الامین[٢٣٨] قد انتهت الاعیاد الی العیدین الاعظمین،
اما الاول ایام فیها تجلی الرحمن علی من فی الامکان باسمائه الحسنی
وصفاته العلیا والاخر یوم فیه بعثنا من بشر الناس بهذا الاسم
الذی به قامت الاموات وحشر من فی السموات والارضین[٢٣٩]

والآخرين في يومين كذلك قضى الامر من لدن آمر عليم ۲۴۰ طوبى
لمن فاز باليوم الاول من شهر البهاء الذى جعله الله لهذا الاسم
العظيم ۲۴۱ طوبى لمن يظهر فيه نعمة الله على نفسه انه ممن اظهر
شكرا لله بفعله المدل على فضله الذى احاط العالمين ۲۴۲ قل انه
لصدر الشهور و مبدئها وفيه تمر نفحة الحياة على الممكنات، طوبى
لمن ادركه بالروح والريحان نشهد انه من الفائزين ۲۴۳ قل ان العيد
الاعظم لسلطان الاعياد اذكروا يا قوم نعمة الله عليكم اذ كنتم
رقداء ايقظكم من نسمات الوحى وعرفكم سبيله الواضح المستقيم
۲۴۴ اذا مرضتم ارجعوا الى الحذاق من الاطباء إنا ما رفعنا الاسباب
بل اثبتناها من هذا القلم الذى جعله الله مطلع امره المشرق
المنير ۲۴۵ قد كتب الله على كل نفس ان يحضر لدى العرش بما
عنده مما لا عدل له، انا عفونا عن ذلك فضلا من لدنا انه
لهو المعطى الكريم ۲۴۶ طوبى لمن توجه الى مشرق الاذكار فى
الاسحار ذاكراً متذكرا مستغفرا، واذا دخل يقعد صامتا لاصغاء
آيات الله الملك العزيز الحميد ۲۴۷ قل مشرق الاذكار انه كل بيت
بنى لذكرى فى المدن والقرى، كذلك سمى لدى العرش ان انتم من
العارفين ۲۴۸ والذين يتلون آيات الرحمن باحسن الالحان اولئك
يدركون منها ما لا يعادله ملكوت ملك السموات والارضين و
بها يجدون عرف عوالمى التى لا يعرفها اليوم الا من اوتى البصر
من هذا المنظر الكريم ۲۴۹ قل انها تجذب القلوب الصافية الى
العوالم الروحانية التى لا تعبر بالعبارة ولا تشار بالاشارة طوبى

للسامعين ۲۵۰ انصروا يا قوم اصفيائى الذين قاموا على ذكرى بين خلقى
وارتفاع كلمتى فى مملكتى، اولئك انجم سماء عنايتى ومصابيح هدايتى
للخلائق اجمعين ۲۵۱ والذى يتكلم بغير ما نزل فى الواحى انه ليس
منى، اياكم ان تتبعوا كل مدع اثيم ۲۵۲ قد زينت الالواح بطراز ختم
فالق الاصباح الذى ينطق بين السموات والارضين، تمسكوا بالعروة
الوثقى وحبل امرى المحكم المتين ۲۵۳ قد اذن الله لمن اراد ان يتعلم
الالسنة المختلفة ليبلغ امر الله شرق الارض وغربها ويذكره بين
الدول والملل على شان تنجذب به الافئدة ويحيى به كل عظم رميم
۲۵۴ ليس للعاقل ان يشرب ما يذهب به العقل، وله ان يعمل ما
ينبغى للانسان لا ما يرتكبه كل غافل مريب ۲۵۵ زينوا رؤسكم باكليل
الامانة والوفاء وقلوبكم برداء التقوى والسنتكم بالصدق الخالص و
هياكلكم بطراز الآداب كل ذلك من سجية الانسان لو انتم من
المتبصرين ۲۵۶ يا اهل البهاء تمسكوا بحبل العبودية لله الحق بها
تظهر مقاماتكم وتثبت اسمائكم وترتفع مراتبكم واذكاركم فى لوح حفيظ
اياكم ان يمنعكم من على الارض عن هذا المقام العزيز الرفيع ۲۵۷ قد
وصيناكم بها فى اكثر الالواح وفى هذا اللوح الذى لاح من افقه نير
احكام ربكم المقتدر الحكيم ۲۵۸ اذا غيض بحر الوصال وقضى كتاب
المبدء فى المآل توجهوا الى من اراده الله الذى انشعب من هذا
الاصل القديم ۲۵۹ فانظروا فى الناس وقلة عقولهم يطلبون ما يضرهم
ويتركون ما ينفعهم الا انهم من الهائمين ۲۶۰ انا نرى بعض الناس
ارادوا الحرية ويفتخرون بها اولئك فى جهل مبين، ان الحرية تنتهى

عواقبها الى الفتنة التى لا تخمد نارها كذلك يخبركم المحصى العليم
٢٦١ فاعلموا ان مطالع الحرية ومظاهرها هي الحيوان، وللانسان ينبغى
ان يكون تحت سنن تحفظه عن جهل نفسه وضر الماكرين ٢٦٢ ان
الحرية تخرج الانسان عن شؤون الادب والوقار وتجعله من الارذلين
٢٦٣ فانظروا الخلق كالاغنام لا بد لها من راع ليحفظها ان هذ الحق
يقين، انا نصدقها في بعض المقامات دون الاخر انا كنا عالمين
٢٦٤ قل الحرية في اتباع اوامري لو انتم من العارفين ٢٦٥ لو اتبع الناس
ما نزلناه لهم من سماء الوحي ليجدن انفسهم في حرية بحتة طوبى لمن
عرف مراد الله فيما نزل من سماء مشيئته المهيمنة على العالمين ٢٦٦ قل
الحرية التى تنفعكم انها فى العبودية لله الحق والذى وجد حلاوتها لا
يبدلها بملكوت ملك السموات والارضين ٢٦٧ حرم عليكم السؤال
فى البيان، عفا الله عن ذلك لتسئلوا ما تحتاج به انفسكم لا ما تكلم
به رجال قبلكم اتقوا الله وكونوا من المتقين ٢٦٨ اسئلوا ما ينفعكم في
امر الله وسلطانه قد فتح باب الفضل على من فى السموات والارضين
٢٦٩ ان عدة الشهور تسعة عشر شهرا في كتاب الله قد زين اولها بهذا
الاسم المهيمن على العالمين ٢٧٠ قد حكم الله دفن الاموات فى البلور
والاحجار الممتنعة او الاخشاب الصلبة اللطيفة ووضع الخواتيم
المنقوشة في اصابعهم انه لهو المقتدر العليم ٢٧١ يكتب للرجال، و
لله ما فى السموات والارض وما بينهما وكان الله بكل شئ عليما
٢٧٢ وللورقات، ولله ملك السموات والارض وما بينهما وكان الله
على كل شئ قديرا ٢٧٣ هذا ما نزل من قبل وينادى نقطة البيان ويقول

يا محبوب الامكان انطق في هذا المقام بما تتضوع به نفحات الطافك
بين العالمين ٢٧٤ انا اخبرنا الكل بان لا يعادل بكلمة منك ما نزل
فى البيان انك انت المقتدر على ما تشاء لا تمنع عبادك عن فيوضات
بحر رحمتك انك انت ذو الفضل العظيم ٢٧٥ قد استجبنا ما اراده
انه لهو المحبوب المجيب ٢٧٦ لو ينقش عليها ما نزل فى الحين من لدى
الله انه خير لهم ولهن انا كنا حاكمين ٢٧٧ قد بدئت من الله و
رجعت اليه منقطعا عما سواه ومتمسكا باسمه الرحمن الرحيم ٢٧٨
كذلك يختص الله ما يشاء بفضل من عنده انه لهو المقتدر القدير ٢٧٩
وان تكفنوه فى خمسة اثواب من الحرير او القطن، من لم يستطع يكتفى
بواحدة منهما كذلك قضى الامر من لدن عليم خبير ٢٨٠ حرم عليكم نقل
المليت ازيد من مسافة ساعة من المدينة ادفنوه بالروح والريحان
في مكان قريب ٢٨١ قد رفع الله ما حكم به البيان في تحديد الاسفار انه
لهو المختار يفعل ما يشاء ويحكم ما يريد ٢٨٢ يا ملأ الانشاء اسمعوا نداء
مالك الاسماء انه يناديكم من شطر سجنه الاعظم انه لا اله الا انا
المقتدر المتكبر المتسخر المتعالى العليم الحكيم، انه لا اله الا هو المقتدر
على العالمين لو يشاء يأخذ العالم بكلمة من عنده، اياكم ان تتوقفوا في
هذا الامر الذى خضع له الملأ الاعلى واهل مدائن الاسماء اتقوا الله
ولا تكونن من المحتجبين ٢٨٣ احرقوا الحجبات بنار حبى والسبحات
بهذا الاسم الذى به سخرنا العالمين ٢٨٤ وارفعن البيتين فى المقامين
والمقامات التى فيها استقر عرش ربكم الرحمن كذلك يأمركم مولى العارفين
٢٨٥ اياكم ان تمنعكم شئونات الارض عما امرتم به من لدن قوى امين؛

کونوا مظاهر الاستقامة بین البریة علی شان لا تمنعکم شبهات الذین
کفروا بالله اذ ظهر بسلطان عظیم ✤ ۲۸۶ ایاکم ان یمنعکم ما نزل فی
الکتاب عن هذا الکتاب الذی ینطق بالحق انه لا اله الا انا العزیز
الحمید ✤ ۲۸۷ انظروا بعین الانصاف الی من اتی من سماء المشیئة و
الاقتدار ولا تکونن من الظالمین ✤ ۲۸۸ ثم اذکروا ما جری من قلم مبشری
فی ذکر هذا الظهور وما ارتکبه اولوا الطغیان فی ایامه الا انهم من
الاخسرین، قال ان ادرکتم ما تظهره انتم من فضل الله تسئلون لیمن
علیکم باستوائه علی سرائرکم فان ذلک عز ممتنع منیع ان یشرب کاس
ماء عندکم اعظم من ان تشربن کل نفس ماء وجوده بل کل شئ یا
عبادی تدرکون هذا ما نزل من عنده ذکراً لنفسی لو انتم تعلمون ✤ ۲۸۹
والذی تفکر فی هذه الایات واطلع بما ستر فیهن من اللئالی المخزونة
تالله انه یجد عرف الرحمن من شطر السجن ویسرع بقلبه الیه باشتیاق
لا تمنعه جنود السموات والارضین ✤ ۲۹۰ قل هذا لظهور یطوف
حوله الحجة والبرهان کذلک انزله الرحمن ان انتم من المنصفین ✤ ۲۹۱
قل هذا روح الکتب قد نفخ به فی القلم الاعلی وانصعق من فی الانشاء
الا من اخذته نفحات رحمتی وفوحات الطافی المهیمنة علی العالمین
✤ ۲۹۲ یا ملأ البیان اتقوا الرحمن ثم انظروا ما انزله فی مقام اخر قال
انما القبلة من یظهره الله متی ینقلب تنقلب الی ان یستقر کذلک
نزل من لدن مالک القدر اذ اراد ذکر هذا المنظر الاکبر تفکروا یا قوم
ولا تکونن من الهائمین ✤ ۲۹۳ لو تنکرونه باهوائکم الی ایة قبلة
تتوجهون یا معشر الغافلین، تفکروا فی هذه الایة ثم انصفوا بالله

لعل تجدون لئالی الاسرار من البحر الذی تموج باسمی العزیز المنیع ✤ ۲۹۴
لیس لاحد ان یتمسک الیوم الا بما ظهر فی هذا الظهور، هذا حکم
الله من قبل ومن بعد وبه زین صحف الاولین ✤ ۲۹۵ هذا ذکر الله من
قبل ومن بعد قد طرز به دیباج کتاب الوجود ان انتم من الشاعرین
✤ ۲۹۶ هذا امر الله من قبل ومن بعد ایاکم ان تکونوا من الصاغرین
✤ ۲۹۷ لا یغنیکم الیوم شیء ولیس لاحد مهرب الا الله العلیم الحکیم
✤ ۲۹۸ من عرفنی فقد عرف المقصود، من توجه الیّ قد توجه الی
المعبود کذلک فصل فی الکتاب وقضی الامر من لدی الله رب العالمین
✤ ۲۹۹ من یقرأ ایة من آیاتی لخیر له من یقرأ کتب الاولین والاخرین
هذا بیان الرحمن ان انتم من السامعین ✤ ۳۰۰ قل هذا حق العلم لو
انتم من العارفین ✤ ۳۰۱ ثم انظروا ما نزل فی مقام آخر لعل تدعون ما
عندکم مقبلین الی الله رب العالمین، قال لا یحل الاقتران ان لم یکن
فی البیان وان یدخل من احد یحرم علی الاخر ما یملک من عنده
الا وان یرجع ذلک بعد ان یرفع امر من یظهره بالحق او ما قد ظهر
بالعدل وقبل ذلک فلتقربن لعلکم بذلک امر الله ترفعون، کذلک
تغردت الورقاء علی الافنان فی ذکر ربها الرحمن طوبی للسامعین ✤ ۳۰۲
یا ملأ البیان اقسمکم بربکم الرحمن بان تنظروا فیما نزل بالحق بعین
الانصاف ولا تکونن من الذین یرون برهان الله وینکرونه الا
انهم من الهالکین ✤ ۳۰۳ قد صرح نقطة البیان فی هذه الایة
بارتفاع امری قبل امره یشهد بذلک کل منصف علیم، کما ترونه
الیوم انه ارتفع علی شان لا ینکره الا الذین سکرت ابصارهم

فی الاولی وفی الاخری لهم عذاب مهین ۞۳۰۴ قل تالله انی لمحبوبه
والآن یسمع ما ینزل من سماء الوحی وینوح بما ارتکبتم فی ایامه
خافوا الله ولا تکونن من المعتدین ۞۳۰۵ قل یقوم ان لن تؤمنوا به لا
تعترضوا علیه تالله یکفی ما اجتمع علیه من جنود الظالمین ۞۳۰۶
انه قد انزل بعض الاحکام لئلا یتحرک القلم الاعلی فی هذا الظهور
الاعلی ذکر مقاماته العلیا ومنظره الاسنی وانا لما اردنا الفضل
فصلناها بالحق وخففنا ما اردناه لکم انه لهو الفضال الکریم ۞۳۰۷ قد
اخبرکم من قبل بما ینطق به هذا الذکر الحکیم، قال وقوله الحق انه
ینطق فی کل شان انه لا اله الا انا الفرد الواحد العلیم الخبیر ۞۳۰۸ هذا
مقام خصه الله لهذا الظهور الممتنع البدیع ۞۳۰۹ هذا من فضل الله
ان انتم من العارفین ۞۳۱۰ هذا من امره المبرم واسمه الاعظم و
کلمته العلیا ومطلع اسمائه الحسنی لو انتم من العالمین ۞۳۱۱ بل به
تظهر المطالع والمشارق تفکروا یا قوم فیما نزل بالحق وتدبروا فیه
ولا تکونن من المعتدین ۞۳۱۲ عاشروا مع الادیان بالروح والریحان
لیجدوا منکم عرف الرحمان ایاکم ان تاخذکم حمیة الجاهلین
بین البریة کل بدء من الله ویعود الیه انه لمبدء الخلق ومرجع
العالمین ۞۳۱۳ ایاکم ان تدخلوا بیتاً عند فقدان صاحبه الا بعد اذنه
تمسکوا بالمعروف فی کل الاحوال ولا تکونن من الغافلین ۞۳۱۴
قد کتب علیکم تزکیة الاقوات ومادونها بالزکوة هذا ما حکم به
منزل الآیات فی هذا الرق المنیع، سوف نفصل لکم نصابها اذا
شاء الله واراد انه یفصل ما یشاء بعلم من عنده انه لهو العلام

الحکیم ۞۳۱۵ لا یحل السؤال، ومن سئل حرم علیه العطاء، قد کتب
علی الکل ان یکسب والذی عجز فللوکلاء والاغنیاء ان یعینوا
له ما یکفیه، اعملوا حدود الله وسننه ثم احفظوها کما تحفظون
اعینکم ولا تکونن من الخاسرین ۞۳۱۶ قد منعتم فی الکتاب عن
الجدال والنزاع والضرب وامثالها عما تحزن به الافئدة والقلوب،
من یحزن احداً فله ان ینفق تسعة عشر مثقالاً من الذهب هذا
ما حکم به مولی العالمین ۞۳۱۷ انه قد عفا ذلک عنکم فی هذا الظهور
ویوصیکم بالبر والتقوی امراً من عنده فی هذا اللوح المنیر ۞۳۱۸ لا
ترضوا لاحد ما لا ترضونه لانفسکم اتقوا الله ولا تکونن من
المتکبرین ۞۳۱۹ کلکم خلقتم من الماء وترجعون الی التراب تفکروا
فی عواقبکم ولا تکونن من الظالمین ۞۳۲۰ اسمعوا ما تتلو السدرة علیکم
من آیات الله انها لقسطاس الهدی من الله رب الآخرة والاولی وبها
تطیر النفوس الی مطلع الوحی وتستضیء افئدة المقبلین ۞۳۲۱ تلک
حدود الله قد فرضت علیکم، وتلک اوامر الله قد امرتم بها فی اللوح
اعملوا بالروح والریحان هذا خیر لکم ان انتم من العارفین ۞۳۲۲ اتلوا
آیات الله فی کل صباح ومساء ان الذی لم یتل لم یوف بعهد الله
ومیثاقه والذی اعرض عنها الیوم انه ممن اعرض عن الله فی
ازل الآزال اتقن الله یا عبادی کلکم اجمعون ۞۳۲۳ لا تغرنکم کثرة
القرأة والاعمال فی اللیل والنهار لو یقرأ احد آیة من الآیات بالروح
والریحان خیر له من ان یتلوا بالکسالة صحف الله المهیمن القیوم
۞۳۲۴ اتلوا آیات الله علی قدر لا تأخذکم الکسالة والاحزان ولا

تحملوا على الارواح ما يكسلها ويثقلها ، بل ما يخففها لتطير باجنحة الايات الى مطلع البينات هذا اقرب الى الله لوانتم تعقلون ۳۲۵ علموا ذريا تكم ما نزل من سماء العظمة والاقتدار ليقرأوا الواح الرحمن باحسن الالحان فى الغرف المبنية في مشارق الاذكار ۳۲۶ ان الذى اخذه جذب محبة اسمى الرحمن انه يقرأ آيات الله على شان تنجذب به افئدة الراقدين ۳۲۷ هنيئاً لمن شرب رحيق الحيوان من بيان ربه الرحمن بهذا الاسم الذى به نسف كل جبل باذخ رفيع ۳۲۸ كتب عليكم تجديد اسباب البيت بعد انقضاء تسع عشرة سنة كذلك قضى الامر من لدن عليم خبير، انه اراد تلطيفكم وما عندكم اتقوا الله ولا تكونن من الغافلين ۳۲۹ والذى لم يستطع عفا الله عنه انه لهو الغفور الكريم ۳۳۰ اغسلوا ارجلكم كل يوم فى الصيف وفى الشتاء كل ثلاثة ايام مرة واحدة ، ومن اغتاظ عليكم قابلوه بالرفق والذى زجركم لا تزجروه دعوه بنفسه وتوكلوا على الله المنتقم العادل القدير ۳۳۱ قد منعتم عن الارتقاء الى المنابر من اراد ان يتلوا عليكم آيات ربه فليقعد على الكرسى الموضوع على السرير ويذكر الله ربه ورب العالمين ۳۳۲ قد احب الله جلوسكم على السرائر والكراسى لعز ما عندكم من حب الله ومطلع امره المشرق المنير ۳۳۳ حرم عليكم الميسر والافيون اجتنبوا يا معشر الخلق ولا تكونن من المتجاوزين ۳۳۴ اياكم ان تستعملوا ما تكسل به هياكلكم ويضر ابدانكم ، انا ما اردنا لكم الا ما ينفعكم يشهد بذلك كل الاشياء لو انتم تسمعون ۳۳۵ اذا دعيتم الى الولائم والعزائم اجيبوا

بالفرح والانبساط والذى وفى بالوعد انه أمن من الوعيد ، هذا يوم فيه فصل كل امر حكيم ۳۳۶ قد ظهر سر التنكيس لرمز الرئيس طوبى لمن ايده الله على الاقرار بالستة التى ارتفعت بهذا الالف القائمة الا انه من المخلصين ۳۳۷ كم من ناسك اعرض وكم من تارك اقبل وقال لك الحمد يا مقصود العالمين ۳۳۸ ان الامر بيد الله يعطى من يشاء ما يشاء ، ويمنع عمن يشاء ما اراد ، يعلم خافية القلوب وما يتحرك به اعين اللامزين ۳۳۹ كم من غافل اقبل بالخلوص اقعدناه على سرير القبول ، وكم من عاقل رجعناه الى النار عدلا من عندنا انا كنا حاكمين ۳۴۰ انه لمظهر يفعل الله ما يشاء والمستقر على عرش يحكم ما يريد ۳۴۱ طوبى لمن وجد عرف المعانى من اثر هذا القلم الذى اذا تحرك فاحت نسمة الله فيما سواه واذا توقف ظهرت كينونة الاطمئنان فى الامكان تعالى الرحمن مظهر هذا الفضل العظيم ۳۴۲ قل بما حمل الظلم ظهر العدل فيما سواه وبما قبل الذلة لاح عز الله بين العالمين ۳۴۳ حُرم عليكم حمل آلات الحرب الا حين الضرورة واُحل لكم لبس الحرير ۳۴۴ قد رفع الله عنكم حكم الحد فى اللباس واللحى فضلا من عنده انه لهو الامر العليم ، اعملوا ما لا تنكره العقول المستقيمة ، ولا تجعلوا انفسكم ملعب الجاهلين ، طوبى لمن تزين بطراز الاداب والاخلاق انه ممن نصر ربه بالعمل الواضح المبين ۳۴۵ عمروا ديار الله وبلاده ثم اذكروه فيها بترنمات المقربين ، انما تعمر القلوب باللسان كما تعمر البيوت والديار باليد واسباب اخر قد قدرنا لكل شئ سببا من عندنا تمسكوا به وتوكلوا على الحكيم

التبيين ✣٣٤٦ طوبي لمن اقر بالله وآياته واعترف بانه لا يسئل عما
يفعل هذه كلمة قد جعلها الله طراز العقائد واصلها وبها يقبل
عمل العاملين ✣٣٤٧ اجعلوا هذه الكلمة نصب عيونكم لئلا تزلكم
اشارات المعرضين ✣٣٤٨ لو يحل ما حرم في ازل الازال او بالعكس
ليس لاحد ان يعترض عليه والذى توقف في اقل من آن انه من
المعتدين ✣٣٤٩ والذى ما فاز بهذا الاصل الاسنى والمقام الاعلى تحركه
ارياح الشبهات وتقلبه مقالات المشركين ✣٣٥٠ من فاز بهذا الاصل
قد فاز بالاستقامة الكبرى، حبذا هذا المقام الابهى الذى بذكره
زين كل لوح منيع، كذلك يعلمكم الله ما يخلصكم عن الريب و
الحيرة وينجيكم في الدنيا والاخرة انه هو الغفور الكريم ✣٣٥١ هو
الذى ارسل الرسل وانزل الكتب الا انه لا اله الا انا العزيز الحكيم
✣٣٥٢ يا ارض الكاف والراء انا نراك على ما لا يحبه الله ونرى منك ما
لا اطلع به احد الا الله العليم الخبير، ونجد ما يمر منك في سر السر
عندنا علم كل شئ في لوح مبين ✣٣٥٣ لا تحزني بذلك سوف يظهر الله فيك
أولى بأس شديد يذكرونني باستقامة لا تمنعهم اشارات العلماء ولا
تحجبهم شبهات المريبين. اولئك ينظرون الله باعينهم وينصرونه
بانفسهم الا انهم من الراسخين ✣٣٥٤ يا معشر العلماء لما نزلت الآيات
وظهرت البينات رأيناكم خلف الحجبات ان هذا الا شئ عجاب ✣٣٥٥
قد افتخرتم باسمي وغفلتم عن نفسي اذ اتى الرحمن بالحجة والبرهان،
انا خرقنا الاحجاب اياكم ان تحجبوا الناس بحجاب آخر، كسروا سلاسل
الاوهام باسم مالك الانام ولا تكونن من الخادعين ✣٣٥٦ اذا اقبلتم الى

الله ودخلتم هذا الامر لا تفسدوا فيه ولا تقيسوا كتاب الله باهوائكم هذا
نصح الله من قبل ومن بعد يشهد بذلك شهداء الله واصفيائه انا كل له
شاهدون ✣٣٥٧ اذكروا الشيخ الذى سمى بمحمد قبل حسن وكان من اعلم
العلماء في عصره لما ظهر الحق اعرض عنه هو وامثاله واقبل الى الله من ينقى
القمح والشعير، وكان يكتب على زعمه احكام الله في الليل والنهار و
لما اتى المختار ما نفعه حرف منها لو نفعه لم يعرض عن وجه به انارت
وجوه المقربين ✣٣٥٨ لو آمنتم بالله حين ظهوره ما اعرض عنه الناس وما
ورد علينا ما ترونه اليوم اتقوا الله ولا تكونن من الغافلين ✣٣٥٩
اياكم ان تمنعكم الاسماء عن مالكها او يحجبكم ذكر عن هذا الذكر الحكيم
✣٣٦٠ استعيذوا بالله يا معشر العلماء ولا تجعلوا انفسكم حجابا بيني و
بين خلقي كذلك يعظكم الله ويأمركم بالعدل لئلا تحبط اعمالكم وانتم
غافلون ✣٣٦١ ان الذى اعرض عن هذا الامر هل يقدر ان يثبت حقا في
الابداع، لا ومالك الاختراع ولكن الناس في حجاب مبين ✣٣٦٢ قل
به اشرقت شمس الحجة ولاح نير البرهان لمن في الامكان اتقوا الله
يا اولى الابصار ولا تنكرون ✣٣٦٣ اياكم ان يمنعكم ذكر النبي عن هذا النبأ
الاعظم او الولاية عن ولاية الله المهيمنة على العالمين ✣٣٦٤ قد خلق
كل اسم بقوله وعلق كل امر بامره المبرم العزيز البديع ✣٣٦٥ قل هذا يوم
الله لا يذكر فيه الا نفسه المهيمنة على العالمين ✣٣٦٦ هذا امر اضطرب
منه ما عندكم من الاوهام والتماثيل ✣٣٦٧ قد نرى منكم من يأخذ الكتاب
ويستدل به على الله كما استدل كل ملة بكتابها على الله المهيمن القيوم
قل تالله الحق لا تغنيكم اليوم كتب العالم ولا ما فيه من الصحف الا

بهذا الكتاب الذي ينطق في قطب الابداع انه لا اله الا انا العليم الحكيم

٣٦٨ يا معشر العلماء اياكم ان تكونوا سبب الاختلاف فى الاطراف كما كنتم علة الاعراض في اول الامر، اجمعوا الناس على هذه الكلمة التى بها صاحت الحصاة الملك لله مطلع الآيات كذلك يعظكم الله فضلا من عنده انه هو الغفور الكريم ٣٦٩ اذكروا الكريم اذ دعوناه الى الله انه استكبر بما اتبع هواه بعد اذ ارسلنا اليه ما قرت به عين البرهان فى الامكان وتمت حجة الله على من فى السموات والارضين ٣٧٠ انا امرناه بالاقبال فضلا من الغنى المتعال انه ولّى مدبرا الى ان اخذته زبانية العذاب عدلا من الله انا كنا شاهدين ٣٧١ اخرقن الاحجاب على شان يسمع اهل الملكوت صوت خرقها هذا امر الله من قبل ومن بعد طوبى لمن عمل بما امر ويل للتاركين ٣٧٢ انا ما اردنا فى الملك الا ظهور الله وسلطانه وكفى بالله عليّ شهيدا ٣٧٣ انا ما اردنا فى الملكوت الا علو امر الله وثنائه وكفى بالله عليّ وكيلا ٣٧٤ انا ما اردنا فى الجبروت الا ذكر الله وما نزل من عنده وكفى بالله معينا ٣٧٥ طوبى لكم يا معشر العلماء فى البهاء، تالله انتم امواج البحر الاعظم وانجم سماء الفضل والوية النصر بين السموات والارضين، انتم مطالع الاستقامة بين البرية ومشارق البيان لمن فى الامكان طوبى لمن اقبل اليكم ويل للمعرضين ٣٧٦ ينبغى اليوم لمن شرب رحيق الحيوان من يد الطاف ربه الرحمن ان يكون نباضا كالشريان في جسد الامكان ليتحرك به العالم وكل عظم رميم ٣٧٧ يا اهل الانشاء اذا طارت الورقاء عن ايك الثناء وقصدت المقصد الاقصى الاخفى ارجعوا ما لا عرفتموه من الكتاب

الى الفرع المنشعب من هذا الاصل القويم ٣٧٨ يا قلم الاعلى تحرك على اللوح باذن ربك فاطر السماء ثم اذكر اذ اراد مطلع التوحيد مكتب التجريد لعل الاحرار يطلعن على قدر سم الابرة بما هو خلف الاستار من اسرار ربك العزيز العلام ٣٧٩ قل انا دخلنا مكتب المعانى والتبيان حين غفلة من فى الامكان، وشاهدنا ما انزله الرحمن، وقبلنا ما اهداه لى من آيات الله المهيمن القيوم، وسمعنا ما شهد به فى اللوح انا كنا شاهدين، واجبناه بامر من عندنا انا كنا آمرين ٣٨٠ يا ملأ البيان انا دخلنا مكتب الله اذ انتم راقدون، ولاحظنا اللوح اذ انتم نائمون تالله الحق قد قرأناه قبل نزوله وانتم غافلون ٣٨١ قد احطنا الكتاب اذ كنتم فى الاصلاب، هذا ذكرى على قدركم لا على قدر الله يشهد بذلك ما فى علم الله لو انتم تعرفون، ويشهد بذلك لسان الله لو انتم تفقهون، تالله لو نكشف الحجاب انتم تنصعقون ٣٨٢ اياكم ان تجادلوا فى الله وامره انه ظهر على شان احاط ما كان وما يكون ٣٨٣ لو نتكلم في هذا المقام بلسان اهل الملكوت لنقول، قد خلق الله ذلك المكتب قبل خلق السموات والارض، ودخلنا فيه قبل ان يقترن الكاف بركنها النون ٣٨٤ هذا لسان عبادى في ملكوتى تفكروا فيما ينطق به لسان اهل جبروتى بما علمناهم علما من لدنا وما كان مستورا في علم الله وما ينطق به لسان العظمة والاقتدار فى مقامه المحمود ٣٨٥ ليس هذا امر تلعبون به باوهامكم وليس هذا مقام يدخل فيه كل جبان موهوم ٣٨٦ تالله هذا مضمار المكاشفة والانقطاع وميدان المشاهدة والارتفاع، لا يجول فيه الا فوارس

الرحمن الذين نبذوا الامكان اولئك انصار الله فى الارض ومشارق
الاقتدار بين العالمين ٣٨٧ اياكم ان يمنعكم ما فى البيان عن ربكم
الرحمن، تالله انه قد نزل لذكرى لو انتم تعرفون ٣٨٨ لا يجد منه
المخلصون الا عرف حبى واسمى المهيمن على كل شاهد و مشهود ٣٨٩
قل يا قوم توجهوا الى ما نزل من قلمى الاعلى ان وجدتم منه عرف
الله لا تعترضوا عليه، ولا تمنعوا انفسكم عن فضل الله والطافه
كذلك ينصحكم الله انه لهو الناصح العليم ٣٩٠ ما لا عرفتموه من
البيان فاسئلوا الله ربكم و رب آبائكم الاولين ٣٩١ انه لو يشاء
يبين لكم ما نزل فيه وما ستر فى بحر كلماته من لئالى العلم و
الحكمة، انه لهو المهيمن على الاسماء لا اله الا هو المهيمن القيوم
٣٩٢ قد اضطرب النظم من هذا النظم الاعظم، واختلف
الترتيب بهذا البديع الذى ما شهدت عين الابداع شبهه،
اغتمسوا فى بحر بيانى لعل تتطلعون بما فيه من لئالى الحكمة و
الاسرار ٣٩٣ اياكم ان توقفوا فى هذا الامر الذى به ظهرت سلطنة
الله واقتداره، اسرعوا اليه بوجوه بيضاء هذا دين الله من قبل
ومن بعد، من اراد فليقبل و من لم يرد فان الله لغنىّ عن العالمين
٣٩٤ قل هذا القسطاس الهدى لمن فى السموات والارض والبرهان
الاعظم لو انتم تعرفون ٣٩٥ قل به ثبتت كل حجة فى الاعصار
لو انتم توقنون، قل به استغنى كل فقير وتعلم كل عالم وعرج
من اراد الصعود الى الله، اياكم ان تختلفوا فيه، كونوا كالجبال
الرواسخ فى امر ربكم العزيز الودود ٣٩٦ قل يا مطلع الاعراض دع

الاغماض ثم انطق بالحق بين الخلق، تالله قد جرت دموعى على خدودى
بما اراك مقبلا الى هواك و معرضا عمن خلقك وسوّاك، اذكر فضل
مولاك اذ ربيناك فى الليالى والايام لخدمة الامر اتق الله وكن من
التائبين ٣٩٧ هبنى اشتبه على الناس امرك، هل يشتبه على
نفسك، خف عن الله ثم اذكر اذ كنت قائما لدى العرش و
كتبت ما القيناك من آيات الله المهيمن المقتدر القدير ٣٩٨
اياك ان تمنعك الحمية عن شطر الاحدية توجه اليه و
لا تخف من اعمالك انه يغفر من يشاء بفضل من عنده لا اله
الا هو الغفور الكريم ٣٩٩ انما ننصحك لوجه الله ان اقبلت
فلنفسك وان اعرضت ان ربك غنىّ عنك وعن الذين اتبعوك
بوهم مبين ٤٠٠ قد اخذ الله من اغواك فارجع اليه خاضعا
خاشعا متذللا انه يكفر عنك سيئاتك ان ربك لهو التواب
العزيز الرحيم ٤٠١ هذا نصح الله لو انت من السامعين،
هذا فضل الله لو انت من المقبلين، هذا ذكر الله لو انت من
الشاعرين، هذا كنز الله لو انت من العارفين ٤٠٢ هذا كتاب
اصبح مصباح القدم للعالم و صراطه الاقوم بين العالمين
٤٠٣ قل انه لمطلع علم الله لو انتم تعلمون، و مشرق اوامر الله
لو انتم تعرفون ٤٠٤ لا تحملوا على الحيوان ما يعجز عن حمله انا
نهيناكم عن ذلك نهيا عظيما فى الكتاب، كونوا مظاهر العدل
والانصاف بين السموات والارضين ٤٠٥ من قتل نفسا خطأ
فله دية مسلمة الى اهلها وهى ماءة مثقال من الذهب اعملوا

بما امرتم به فی اللوح ولا تکونن من المتجاوزین ﴿۴۰۶﴾ یا اهل المجالس فی البلاد اختاروا لغة من اللغات لیتکلم بها من علی الارض وکذلک من الخطوط، ان الله یبین لکم ما ینفعکم ویغنیکم عن دونکم انه لهو الفضال العلیم الخبیر ﴿۴۰۷﴾ هذا سبب الاتحاد لو انتم تعلمون، والعلة الکبری للاتفاق والتمدن لو انتم تشعرون ﴿۴۰۸﴾ انا جعلنا الامرین علامتین لبلوغ العالم الاول وهو الاس الاعظم نزلناه فی الواح اخری والثانی نزل فی هذا اللوح البدیع ﴿۴۰۹﴾ قد حرم علیکم شرب الافیون انا نهیناکم عن ذلک نهیا عظیما فی الکتاب والذی شرب انه لیس منی اتقوا الله یا اولی الالباب۔

تمّت

نوٹ۔ یاد رہے، کہ اقدس کی عبارات میں قارئین کی سہولت کی خاطر جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہم نے دیئے ہیں۔ اصل کتاب میں عبارت مسلسل ہے، یعنی نمبر موجود نہیں ہیں۔

فصل پنجم

بہائیوں کی شریعت "اقدس" کا اُردو ترجمہ!

[ذیل میں بہائی شریعت کا ترجمہ لکھا جاتا ہے جس طرح اصل کتاب میں سہولت کی خاطر نمبر لگا دیئے ہیں۔ اسیطرح ترجمہ بھی نمبروار کیا گیا ہے جس جس جگہ ترجمہ میں ابہام نظر آتا ہے اس کا باعث محض جناب بہاء اللہ کی فارسی نما عربی ہے یا اس کا موجب ان کی غلط عبارت یا غلط ترکیب ہے۔ ہم نے اصل الفاظ کو مدنظر رکھکر بہترین بامحاورہ ترجمہ کیا ہے:۔]

۱۔ حاکم ماکان وما یکون خدا کے نام سے تحقیق پہلی چیز جو اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہے۔ وہ اپنی وحی کے اس مشرق اور اپنے امر کے اس مطلع کی معرفت ہے۔ جس کا مقام عالم امر و خلق میں تھا جسکو اس میں کامیابی حاصل ہوگئی۔ اسے سب بھلائی مل گئی۔ اور جو اس سے روکا گیا وہ گمراہوں میں سے ہے۔ خواہ کتنے اعمال بجا لائے۔ ۲۔ جب تم اس روشن مقام اور افق بلند کو پالو، تو چاہیئے کہ ہر انسان اس حکم کی پیروی کرے جو اسے مقصود سے ملا ہے۔ کیونکہ وہ دونوں اکٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے کے بغیر قبول نہیں ہوسکتا۔ یہ مطلع الالہام کا حکم ہے۔ ۳۔ جن لوگوں کو اللہ کی جانب سے بینائی دی گئی ہے۔ وہ اللہ کی مقررہ سزاؤں کو نظام عالم اور حفاظتِ اقوام کا سببِ اعظم سمجھتے ہیں۔ جو اس سے غافل ہے وہ احمق اور کمینہ ہے۔ ۴۔ ہم نے تم کو نفس اور خواہش کی حدود توڑنے کا حکم دیا ہے نہ جو کہ قلم اعلیٰ سے لکھا گیا تحقیق وہ تمام مخلوق کے لئے زندگی کی روح ہے۔ ۵۔ حکمت اور بیان کے سمندر موجزن ہیں بسبب اس کے کہ خدائے رحمٰن کی روح جوش میں ہے۔ اے عقلمندو! غنیمت جانو۔ البتہ وہ لوگ جنہوں نے احکام الٰہی کے بارے میں اس کے عہد کو توڑ دیا اور اپنی ایڑیوں پر پھر گئے۔ وہ غنی اور برتر خدا کے نزدیک گمراہوں میں سے ہیں۔ ۶۔ اے زمین کے سردارو! جان لو کہ میرے احکام میرے بندوں کے درمیان میری عنایت کے چراغ ہیں۔ اور میری مخلوق کے لئے میری رحمت کی

چابیاں ہیں۔ ایسا ہی تمہارے خدا مالکِ مذاہب کے ارادہ کے آسمان سے امر نازل ہوا ہے۔ ۷ اگر کسی کو
اس بیان کی شیرینی حاصل ہو جائے جو رحمٰن کی مشیت کے منہ سے ظاہر ہوا ہے تو وہ اپنی سب چیزوں
کو خواہ وہ ساری زمین کے خزانے ہوں خرچ کر دیگا۔ تا اسکے ان اوامر میں سے کسی امر کو ثابت کرے
جو اسکی عنایت اور مہربانیوں کی افق سے چمکے ہیں۔ ۸ کہ دے کہ میری حدود سے میری قمیص کی خوشبو
گذرتی ہے! اور ان کے ذریعہ نصرت کے جھنڈے چوٹیوں اور ٹیلوں پر نصب کئے جائیں گے۔ ۹ میری
قدرت کی زبان میری عظمتِ جبروت میں میری مخلوق سے یوں گویا ہوئی۔ کہ میرے جمال کی محبت کے
باعث میرے مقررہ حدود پر عمل پیرا ہو۔ ۱۰ اس دوست کو مبارک ہو جس نے محبوب کے اس کلمہ سے
خوشبو سونگھی جو نفحاتِ فضل سے ایسے رنگ میں ظاہر ہوا جس کا وصف ناممکن البیان ہے۔ ۱۱ میری
عمر کی قسم! جس نے مہربانیوں کے ہاتھوں انصاف کی شراب پی ہے وہ افقِ ابداع سے میرے روشن
اوامر کے گرد چکر لگائیگا۔ ۱۲ مت گمان کرو کہ ہم نے تمہارے لئے احکام نازل کئے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ
ہم نے قدرت و اقتدار کی انگلیوں کے ذریعہ بند شراب کی مُہر کھولدی ہے۔ اس کا گواہ وہ ہے۔ جو قلمِ
وحی سے اترا۔ سوچو اے غور کرنیوالو۔ ۱۳ آیات نازل کرنے والے خدا کے لئے تم پر دن ڈھلنے کے
وقت۔ صبح اور شام کو نو رکعات نماز فرض کی گئی ہے۔ ہم نے باقی تعداد سے درگذر کیا۔ یہ اللہ کی کتاب میں
حکم ہے تحقیق وہی حکم دینے والا صاحبِ اقتدار اور مختار ہے۔ ۱۴ اور جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے
منہ میری مقدس سمت کی طرف کرو۔ وہی مقام مقدس جسکو اللہ نے ملأ اعلیٰ کی طواف گاہ، بقاء کے شہروں
کے باشندوں کے بوسہ کی جگہ، اور آسمانوں اور زمینوں والوں کے لئے احکام جاری ہونیکی جگہ قرار دیا
ہے۔ ۱۵ حقیقت وتبیان کے آفتاب کے غروب کے وقت وہ قرارگاہ ہوگی جو ہم نے تمہارے لئے مقدر کی ہے۔
تحقیق وہی غالب اور علیم ہے۔ ۱۶ ہر چیز اسکے امرِ مبرم سے ثابت ہوئی ہے۔ جب افق بیان سے
احکام کا سورج طلوع کرے تو سب کو اسکی پیروی کرنی چاہئے۔ خواہ کوئی ایسا حکم ہو جس سے مذاہب کے
دلوں کے آسمان پھٹ جائیں۔ ۱۷ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور اپنی مشیت کے متعلق پوچھا نہیں جاتا۔
ایجادات کے مالک کی قسم! جو حکم بھی محبوب دے۔ وہ محبوب ہوتا ہے۔ ۱۸ جسے رحمان کی خوشبو مل جائے

اور اس بیان کے مطلع کی خوشبو اسے حاصل ہو جائے۔ وہ اپنی دونوں آنکھوں میں تیروں کو قبول کریگا۔
تاکہ مخلوقات میں احکام ثابت ہوں۔ مبارک اس کیلئے جو آیا اور فصل الخطاب کے پانے میں کامیاب ہوگیا۔
۱۹ ہم نے نماز کی تفصیل دوسرے کاغذ میں کردی ہے۔ مبارک اس کے لئے جو ان باتوں پر عمل کرے۔
جن کا گردنوں کے مالک کیطرف سے اسے حکم دیا گیا ہے۔ ۲۰ نماز جنازہ میں منزل الآیات خدا کی طرف سے
چھ تکبیرات نازل ہوئی ہیں جسکو پڑھنا آتا ہے اسے چاہیے، کہ وہ پڑھے جو ان سے پہلے نازل ہوا ہے
ورنہ اللہ تعالیٰ نے اس سے درگذر فرمایا ہے یقیناً وہی غالب بخشنے والا ہے۔ ۲۱ تمہاری نماز کو شعر
باطل نہیں کرسکتے۔ اور نہ ہڈیاں وغیرہ جو کہ روح سے نہیں روکتیں۔ ۲۲ سمور پہنو جسطرح ریشم اور سنجاب
وغیرہ پہنتے ہو۔ فرقان میں اس سے نہیں روکا گیا۔ لیکن علماء پر یہ بات مشتبہ ہوگئی تحقیق وہی غالب
جاننے والا ہے۔ ۲۳ تم پر نماز اور روزہ بلوغت کی ابتداء سے فرض کئے گئے ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے
حکم ہے۔ جو تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا خدا ہے۔ ۲۴ جسکے نفس میں بیماری یا بڑھاپے
کیوجہ سے ضعف ہو اللہ نے اسے اپنے فضل سے معاف کردیا ہے تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے۔
۲۵ اللہ نے تمکو ہر پاک چیز پر سجدہ کرلینے کی اجازت دی ہے۔ اور ہم نے اس سے حدبندی کا حکم کتاب
میں منسوخ کردیا ہے۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ جو شخص پانی نہ پائے تو پانچ مرتبہ بسم اللہ الاطہر الاطہر
پڑھکر کام شروع کردے۔ یہ سب جہانوں کے آقا کا حکم ہے۔ ۲۶ وہ شہر جن میں راتیں اور دن لمبے ہوتے
ہیں۔ چاہیے کہ لوگ گھڑیوں اور دیگر آلات جن سے اوقات کی تعیین ہوتی ہے، کے مطابق نمازیں
پڑھیں۔ اللہ بیان کرنیوالا اور حکیم ہے۔ ۲۷ ہم نے تم سے نشانات کے ظاہر ہونے کے وقت کی نماز معاف
کردی ہے۔ جب نشانات ظاہر ہوں، تو اللہ کو عظمت و اقتدار سے یاد کرو یقیناً وہ سُننے اور دیکھنے والا
ہے۔ ۲۸ کہو کہ سب عظمت اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ جو دیدنی و نادیدنی اشیاء کا رب ہے۔
۲۹ تم پر نماز اکیلے اکیلے فرض ہے۔ باجماعت نماز کا حکم منسوخ کیا گیا۔ سوائے نماز جنازہ کے تحقیق وہی
حکم دینے والا حکیم ہے۔ ۳۰ خدا نے عورتوں سے جبکہ ان کو حیض آئے نماز و روزہ معاف کردیا ہے انہیں
چاہئے کہ وضو کرکے زوال سے لیکر زوال تک پچانوے ۹۵ مرتبہ یہ تسبیح پڑھا کریں۔ سبحان اللہ ذی الطلعة والجمال

کتاب میں یہی مقرر ہے۔ اگر تم جاننے والوں میں سے ہو۔ ۳۱ سفروں میں تمہارے لئے اور عورتوں کے لئے جبکہ تم کسی پُرامن جگہ میں اترو اور آرام کرو ہر نماز کی جگہ ایک سجدہ ہے۔ اس میں یہ پڑھا کرو سبحان اللہ ذی العظمۃ والاجلال والموھبۃ والافضال۔ ۳۲ جو اس سے عاجز ہو وہ صرف سبحان اللہ کہہ دے تو اسے سچ مچ کافی ہوگا تحقیق اللہ ہی کافی ہے۔ باقی ہے غفور ہے اور رحیم ہے۔ ۳۳ سجدہ پورا کر کے تم اور عورتیں علیحدہ بیٹھکر اٹھارہ ۱۸ مرتبہ سبحان اللہ ذی الملک والملکوت پڑھو۔ ۳۴ اسیطرح اللہ حق اور ہدایت کے راستے بیان کرتا ہے۔ اور وہ سب اس صراط مستقیم پر آکر ختم ہو گئے ہیں۔ اللہ کا اس فضل عظیم کیلئے شکریہ ادا کرو۔ ۳۵ اس بخشش پر جو آسمانوں اور زمینوں پر محیط ہے۔ اللہ کی تعریف کرو۔ ۳۶ اللہ کو یاد کرو بہ سبب اس رحمت کے جو عالمین پر سبقت لے گئی ہے۔ ۳۷ کہہ دے کہ خزانہ کی چابی اللہ نے میری پوشیدہ محبت کو بنایا ہے۔ کاش تم شناخت کرو۔ ۳۸ اگر چابی نہ ہوتی تو وہ ازل الآزال میں مخفی رہتا۔ کاش تم یقین کرو۔ ۳۹ کہہ دے کہ یہ وہ مطلع الوحی اور مشرق الاشراق ہے جس سے آفاق چمک اٹھے ہیں۔ کاش تم جان لو۔ ۴۰ یہ قضاء مثبت ہے۔ اور اسی کیساتھ ہر بختہ قضاء ثابت ہوئی ہے۔ ۴۱ اے قلم اعلیٰ کہہ دے۔ کہ اے مخلوقات کے سردارو! ہم نے تم پر چند دن روزے مقرر کئے ہیں۔ اور ان کے پورا کرنے کے بعد ہم نے نیروز کو تمہارے لئے عید بنایا ہے۔ ابتداء اور انجام کے مالک کی کتاب کے افق سے بیان کا آفتاب اسی طرح چمکا ہے۔ مہینوں سے زائد دنوں کو ماہِ صیام سے پہلے مقرر کرو۔ ہم نے ان کو راتوں اور دنوں کے درمیان حرف ھاء کے مظاہر بنایا ہے۔ اس لئے وہ سال اور مہینوں کی حدود میں مقرر نہیں کئے گئے۔ اہلِ بہاء کو چاہیئے کہ ان دنوں میں اپنے آپ کو اور رشتہ داروں کو پھر فقراء اور مساکین کو کھلائیں اور خوشی و انبساط سے اپنے رب کی توحید۔ تکبیر تسبیح اور تمجید کریں۔ جب امساک سے پہلے یہ بخشش کے دن پورے ہو جائیں تو وہ روزوں میں داخل ہوں۔ مخلوق کے آقا نے اسیطرح حکم دیا ہے۔ ۴۲ مسافر، بیمار۔ حاملہ اور دودھ پلانیوالی پر کوئی حرج نہیں۔ اللہ نے اپنے فضل سے ان سے درگذر فرمایا ہے۔ وہ عزیز اور وہاب ہے۔ ۴۳ یہ اللہ کی حدود ہیں جو قلم اعلیٰ سے کتابوں اور الواح میں

لکھی گئی ہیں۔ ۴۴ اللہ کے اوامر و احکام کو مضبوط پکڑو اور ان لوگوں میں سے مت بنو جنہوں نے اللہ کے اصول کو پس پُشت پھینک دیا۔ اور اپنے ظنون و اوہام کے ماتحت اپنے اصولوں کی پیروی کی۔ ۴۵ اپنے آپ کو طلوعِ آفتاب سے لیکر غروبِ آفتاب تک کھانے اور پینے سے روکو تم کو خواہشِ نفس اس فضل سے ہرگز نہ روکے جو کتاب میں مقدر کیا گیا ہے۔ ۴۶ جو خدائے دیان کو مانتا ہے اس پر فرض ہے۔ کہ ہر روز اپنے ہاتھوں اور منہ کو دھوکر اللہ کیطرف توجہ کر کے بیٹھے اور پچانوے ۹۵ دفعہ اللّٰہ ابھی یاد کرے۔ آسمان کے پیدا کنندہ نے اسماء کے عرشوں پر عظمت و اقتدار سے بیٹھکر یہی حکم دیا ہے۔ ۴۷ خدائے واحد و مختار کا نماز کے وضو کے لئے یہی حکم ہے۔ ۴۸ تم پر قتل، زنا، غیبت اور بہتان طرازی حرام ہے۔ ان چیزوں سے اجتناب اختیار کرو جن سے تم کو صحف و الواح میں منع کیا گیا ہے۔ ۴۹ ہم نے میراث کو الزاء کے عدد پر تقسیم کیا ہے۔ ان میں سے تمہاری اولاد کیلئے الطاء کا حصہ ہے۔ جو المقت کے عدد پر تقسیم سے آئیگا۔ اور میاں یا بیوی کے لئے الحاء کا حصہ ہے۔ جو التاء و الفاء پر تقسیم سے نکلیگا۔ باپ کے لئے التاء و الکاف پر تقسیم کر کے الزاء کا حصہ ملیگا۔ ماں کیلئے عدد الرفیع پر تقسیم کر کے الواو کا حصہ ہے۔ بھائیوں کے لئے الشین کے اعداد کے مطابق الھاء کے حصہ سے ملیگا۔ بہنوں کے لئے الدال کا حصہ الراء و المیم کے عدد سے۔ اور اساتذہ کیلئے کتاب الجیم سے القاف و الفاء کے عدد کے مطابق ملیگا۔ اسی طرح میرے مبشر نے حکم دیا ہے۔ جو مجھے رات کے اوقات اور اسحار میں یاد کرتا ہے۔ ۵۰ ہم نے جب اولادوں کا شور ریڑھ کی ہڈیوں میں سنا۔ تو ان کے حصے کو دوچند کر دیا۔ اور دوسروں کا کم کر دیا تحقیق وہ اپنے ارادے پر قادر ہے۔ اور جو چاہے اپنی طاقت سے کر سکتا ہے۔ ۵۱ اگر کوئی مر جائے اور اسکی اولاد نہ ہو۔ تو ان کے حقوق بیت العدل کی طرف واپس آجائیں گے۔ تاکہ ان اموال کو اللہ کے امین یتیموں اور بیواؤں میں اور عام نفع والی چیزوں میں خرچ کریں۔ تاکہ وہ اپنے عزیز اور غفار خدا کا شکر بجالائیں۔ ۵۲ وہ شخص جسکی صرف اولاد ہو۔ اور دوسرے کتاب میں مذکورہ رشتہ دار نہ ہوں تو اس کے ترکے میں سے دو تہائی اولاد کو ملیگا اور ایک تہائی بیت العدل میں آجائیگا۔ بزرگ عظمت و جلال والے غنی خدا نے اسیطرح حکم دیا ہے۔ ۵۳

جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ اور اسکے دوسرے رشتہ دار یعنی بھائی یا بہن کے بیٹے اور بیٹیاں ہوں۔ تو دو تہائی ان کو ملیگا۔ ورنہ چچے، ماموں۔ پھوپھیاں، خالائیں اور ان کے بعد ان کے بیٹوں اور بیٹیوں کو دیا جائیگا۔ اور ایک تہائی بیت العدل میں لوٹ آئیگا۔ گردنوں کے مالک اللہ کیطرف سے کتاب میں یہ حکم ہے۔ ۵۴۔ اگر کوئی مرجائے اور ان رشتہ داروں میں سے اس کا کوئی نہ ہو جنکے نام قلم اعلیٰ سے نازل ہوئے ہیں۔ تو سب اموال بیت العدل میں آجائینگے۔ تاکہ امر الٰہی میں صرف ہوں۔ خدا ہی قادر اور حکم دینے والا ہے۔ ۵۵۔ ہم نے سکنی مکان اور کپڑے اولاد میں سے صرف لڑکوں کیلئے مخصوص کر دیئے ہیں تحقیق اللہ دینے والا فیاض ہے۔ ۵۶۔ جو شخص اپنے باپ کی زندگی میں مرگیا ہو اور اسکی اولاد باقی ہو۔ تو وہ اولاد اللہ کی کتاب میں اپنے باپ کے حصہ کے وارث ہونگے۔ ان کے درمیان خالص عدل سے تقسیم کرو۔ مالکِ مخلوقات کے کلام کا سمندر اسطرح سے موجزن ہوا۔ اور اس نے احکام کے موتی باہر پھینکے۔ ۵۷۔ جو مرنے والا ننھے بچے چھوڑ جائے، ان کا مال کسی امین کے سپرد کردو تا ان کے سنِّ رشد تک پہنچنے تک وہ اس سے تجارت کرے یا کسی کمپنی کے سپرد کرو۔ پھر اس امین کے لئے تجارت اور محنت سے حاصل ہونے والے مال میں سے حصہ مقرر کرو۔ یہ سب اللہ کے حق کی ادائیگی اور قرضوں کی ادائیگی (اگر اس پر ہوں) کفن ودفن یا تجہیز و تدفین کے اخراجات کے بعد اور میت کو عزت و اعزاز سے اٹھانے کے بعد ہوگا۔ ابتداء اور انجام کے مالک نے اسیطرح حکم دیا ہے۔ ۵۸۔ کہہ دے یہ وہ پوشیدہ علم ہے۔ جو ہرگز تبدیل نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ اس الطاء کیساتھ شروع ہوا ہے۔ جو کہ مخزون، ظاہر، ممتنع اور منیع کے نام پر دلالت کرتی ہے۔ ۵۹۔ جو ہم نے اولاد کے لئے مخصوص کیا ہے۔ یہ ان پر اللہ کا فضل ہے۔ تاکہ اپنے خدا رحمان ورحیم کا شکریہ بجا لائیں۔ ۶۰۔ یہ اللہ کی حدود ہیں۔ اپنے نفس کی خواہشوں سے ان سے تجاوز نہ کرو۔ اسکی پیروی کرو جس کا تمہیں مطلع البیان سے حکم دیا گیا ہے۔ ۶۱۔ مخلص لوگ اللہ کی حدود کو مذہب والوں کیلئے زندگی کا پانی سمجھتے ہیں اور زمینوں، آسمانوں والوں کے لئے حکمت و فلاح کا چراغ خیال کرتے ہیں۔ ۶۲۔ اللہ نے ہر شہر پر فرض کیا ہے۔ کہ وہاں کے لوگ بیت العدل قائم کریں۔ اور اس میں عدد البہاء کے مطابق لوگ جمع ہوں۔ اگر زیادہ ہو جائیں، تو حرج نہیں۔ انہیں خیال کرنا

چاہیئے، کہ گویا وہ خدائے بلند و برتر کی بارگاہ میں حاضر ہو رہے ہیں۔ اور ان دیکھے خدا کو دیکھ رہے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ مخلوق کے درمیان اور سب زمین کے لوگوں کے لئے خدا کے امین اور نمائندے ہوں اور بندوں کے امور میں اللہ کی خاطر مشورہ کریں۔ جیسا کہ وہ اپنے امور میں کرتے ہیں۔ اور پسندیدہ بات کو اختیار کریں۔ تمہارے خدا عزیز و غفار نے یہی حکم دیا ہے۔ ۶۳۔ خبردار! لوح میں ذکر شدہ نص کو مت چھوڑو۔ اے نظر والو! اللہ سے ڈرو۔ ۶۴۔ اے مخلوق کے سردارو! گھروں کو ممکن ترین اعلیٰ چیزوں سے آباد کرو۔ خدائے مالک الادیان کا نام لیکر شہروں میں اور ان کو مناسب چیزوں سے مزین کرو۔ لیکن تصویروں اور مجسموں سے نہیں۔ پھر ان میں خوشی سے اپنے رحمان خدا کو یاد کرو۔ آگاہ رہو کہ اسکی یاد سے سینے منور ہوتے ہیں۔ اور آنکھیں ٹھنڈی۔ ۶۵۔ جو تم میں سے طاقت رکھتا ہو ان کیلئے البیت کے حج کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اللہ نے بطور رحمت عورتوں کو حج معاف کر دیا ہے۔ وہی دینے والا وہاب ہے۔ ۶۶۔ اے اہلِ بہا تم میں سے ہر ایک پر واجب ہے۔ کہ کسی نہ کسی صنعت و حرفت میں مشغول رہے۔ ہم نے تمہارا ان میں مشغول ہونا خدائے برحق کیلئے عبادت قرار دیا ہے۔ اے لوگو! اللہ کی رحمت اور اسکی مہربانیوں میں غور کرو۔ پھر شام اور صبح اسکا شکر کرو۔ ۶۷۔ اپنے اوقات کو بیکاری اور سستی میں ضائع نہ کرو۔ ایسے کاموں میں مشغول رہو جن سے تمہیں اور تمہارے غیر کو نفع حاصل ہو اسیطرح اس لوح میں فیصلہ کیا گیا ہے جس کے کنارے سے حکمت و بیان کا سورج ظاہر ہوا ہے ۶۸۔ اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ وہ شخص ہے۔ جو کام ترک کر دیتا ہے اور مانگتا ہے۔ ذرائع کی رسی کو پکڑو۔ خدا مسبب الاسباب پر توکل کرتے ہوئے۔ ۶۹۔ کتاب میں ہاتھوں کو بوسہ دینا تم پر حرام کیا گیا ہے۔ تم اس سے روکے گئے ہو حکم دینے والے غالب خدا کی طرف سے۔ ۷۰۔ کسی کیلئے روا نہیں کہ کسی انسان کے سامنے اعترافِ گناہ کرے۔ تم اپنی طرف سے ازخود اللہ کے سامنے توبہ کرو۔ وہی دینے والا غالب اور تواب ہے۔ ۷۱۔ اے اللہ کے بندو اس امر کی ایسی خدمت کرو کہ تمہیں مطلع الآیات کے منکروں کی طرف سے کوئی غم نہ پہنچے۔ جب وعدہ آگیا اور موعود ظاہر ہوگیا۔ لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ ہر گروہ نے اپنے ظنون و اوہام کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ ۷۲۔

لوگوں میں سے بعض جلال کی عظمت حاصل کرنیکے لئے جوتیوں میں بیٹھتے ہیں۔ کہ دے کہ اے غافل
دھوکہ دینے والے تو کون ہے۔ ۷۳ ان میں سے بعض باطن یا باطن الباطن کے مدعی ہیں کہدے
کہ اے جھوٹے انسان اللہ کی قسم جو تیرے پاس ہے وہ چھلکے ہیں۔ جو ہم نے تمہارے لئے پھینک
دیئے ہیں۔ جسطرح کتوں کے لئے ہڈیاں پھینک دی جاتی ہیں ۷۴ بخدا اگر کوئی شخص ہمارے جہان کے
پاؤں دھوئے اور جنگلوں، وادیوں، پہاڑوں، چوٹیوں اور اونچی جگہوں میں بلکہ ہر چٹان، درخت
اور آباد جگہوں میں اللہ کی عبادت کرے۔ مگر اس سے میری خوشنودی کی خوشبو نہ مہکے۔ تو وہ ہرگز
قبول نہ کیا جائیگا۔ یہ وہ ہے جس کا آقائے جہان نے حکم دیا ہے۔ ۷۵ بہت سے بندے جزائر ہند میں
خلوت نشین ہوئے اور انہوں نے اپنے آپ کو حلال چیزوں سے روکا اور ریاضت و مشقت برداشت
کی لیکن خدائے منزل الآیات کے حضور ان کا نام تک ذکر نہ ہوا۔ ۷۶ اعمال کو امیدوں کا جال مت
بناؤ اور نہ اپنے آپ کو اس انجام سے محروم کرو جو ازل سے مقرب لوگوں کی امید ہے۔ ۷۷ کہہ دے
کہ اعمال کی روح میری خوشنودی ہے۔ اور ہر چیز میرے قبول کرنے سے وابستہ ہے۔ ۷۸ الواح
کو پڑھو تا تمہیں معلوم ہو کہ خدائے عزیز و وہاب کی کتابوں میں کیا مقصود ہے ۷۹ جسے میری محبت
حاصل ہو گئی۔ اس کا حق ہے کہ مخلوق میں چاندی کے تخت پر صدر نشین ہو۔ اور جو میری محبت سے
محروم رہے اگر وہ مٹی پر بھی بیٹھے گا تو مٹی بھی اس سے خدائے مالک الادیان کے سامنے پناہ مانگیگی
۸۰ پورے ہزار سال گذرنے سے پہلے جو شخص خدا سے حکم پانے کا مدعی ہو وہ کذاب اور مفتری ہے
ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اسے اگر وہ توبہ کرے رجوع کی توفیق بخشے۔ اللہ بڑا تواب ہے۔ ۸۱
اور اگر وہ اپنی بات پر اصرار کرے تو اس پر ایسے لوگ مسلط کئے جائیں گے جو رحم نہ کریں گے۔ وہ
سخت عذاب دینے والا ہے۔ ۸۲ جو شخص اس آیت کی تاویل کرے یا ظاہر کے علاوہ اسکی کوئی اور
تفسیر کرے وہ اللہ کی اس مہربانی اور رحمت سے محروم ہے۔ جو عالمین پر سبقت لے گئی ہے۔ اللہ
سے ڈرو اور اپنے وہموں کی پیروی نہ کرو۔ اسکی پیروی کرو جس کا تمہیں تمہارا خدا غالب حکمت والا
حکم دے رہا ہے۔ ۸۳ عنقریب اکثر ملکوں سے شور بلند ہو گا۔ اے میری قوم اجتناب اختیار کرو۔

اور ہر ایک فاجر اور کمینے کی اتباع مت کرو۔ ۸۴ یہ وہی بات ہے جسکی ہم نے تمہیں اسوقت خبر
دی تھی۔ جب ہم عراق میں تھے۔ پھر جب ادرنہ میں تھے۔ اور اب جب اس روشن منظر میں ہیں۔
۸۵ اے اہلِ زمین جب میرے جمال کا سورج غروب ہو جائے اور میری ہیکل کا آسمان ڈھانپ دیا
جائے، تو بے چین مت ہونا۔ میرے امر کی تائید اور میرے کلام کے سب لوگوں میں بلند کرنے پر کمربستہ
رہنا۔ ۸۶ ہم ہر حالت میں تمہارے ساتھ ہوں گے۔ اور حق کیساتھ تمہاری مدد کریں گے۔ بیشک
ہم قادر ہیں۔ ۸۷ جس نے مجھے شناخت کیا، وہ تو میری خدمت پر ایسے طور پر کھڑا ہو جائیگا،
کہ آسمانوں اور زمینوں کے لشکر بھی اسے بٹھا نہ سکیں گے۔ ۸۸ تحقیق لوگ سوئے ہوئے ہیں
اگر بیدار ہوتے تو علیم و حکیم خدا کیطرف دلوں کے ساتھ دوڑتے اور اپنی سب چیزوں کو پھینک
دیتے۔ خواہ وہ ساری دنیا کے خزانے ہوتے۔ تاکہ ان کا مولیٰ ان کو ایک کلمہ سے ہی یاد کرے۔
اس طرح تمہیں آگاہ کرتا ہے جسے اس لوح کا علم غائب ہے جو مخلوق پر ظاہر نہیں ہوئی۔ اور جس سے
سوائے اس کے اس نفس کے جو جہانوں پر مہیمن ہے اور کوئی آگاہ نہیں ۸۹ ان پر خواہشات کا
نشہ ایسا غالب ہے، کہ وہ مخلوق کے اس خدا کو نہیں دیکھ رہے جسکی پکار ہر طرف سے بلند ہو رہی ہے۔
کہ بجز میرے جو عزیز و حکیم ہوں اور کوئی خدا نہیں۔ ۹۰ کہہ دے اس پر مت خوش ہو جس کے
شام کو تم مالک ہوتے ہو، اور صبح دوسرے لوگ اسکے مالک بن جاتے ہیں۔ علیم و خبیر خدا اسطرح
تمکو خبر دیتا ہے۔ ۹۱ کہدے کہ کیا تمہارے خیال میں ان چیزوں کے لئے قرار یا وفاء ہے۔ جو
تمہارے پاس ہیں۔ نہیں مجھے اپنی رحمٰن جان کی قسم، کاش! تم انصاف کرنیوالے ہوتے تمہاری
زندگی کے دن اسیطرح گذر جاتے ہیں۔ جس طرح ہوائیں گذر جاتی ہیں۔ اور تمہاری عزت کا بچھونا
اسی طرح لپیٹ دیا جائیگا جس طرح پہلوں کا لپیٹ دیا گیا۔ ۹۲ اے لوگو! غور کرو تمہارے گذرے
ہوئے دن کہاں گئے۔ اور گذشتہ زمانے کہاں ہیں۔ مبارک وہ دن ہیں جو اللہ کی یاد میں گذر
گئے۔ اور اچھے وہ اوقات ہیں جو اسکے ذکر حکیم میں صرف ہوئے۔ ۹۳ میری عمر کی قسم عزت والوں
کی عزت باقی نہ رہے گی۔ اور نہ دولت مندوں کی جاہ و حشمت اور نہ بدکاروں کی شوکت قائم

رہے گی۔ سب اس کے ایک کلمہ سے فنا ہو جائیں گے ۔ وہی قدرت والا اور عزت والا ہے ۔ ۹۴ لوگوں کے اسباب ان کو نفع نہ دینگے ۔ اور جو نفع دینے والی چیز ہے ۔ اس سے لوگ غافل ہیں عنقریب بیدار ہوں گے لیکن اپنے عزیز حمید رب کے گذرے ہوئے دنوں کو نہ پائیں گے ۔ ۹۵ اگر جانتے ۔ اپنی سب ملکیت خرچ کر دیتے ۔ تا ان کے نام بارگاہ میں ذکر کئے جائیں تحقیق وہ مردہ ہیں ۔ ۹۶ بعض لوگوں کو علوم نے دھوکا دیا ۔ اور ان کے باعث وہ قیوم کے نام سے روکے گئے ۔ ایسے لوگ جب اپنے پیچھے جوتیوں کی آواز سنتے ہیں ۔ تو اپنے آپ کو نمرود سے بڑھکر خیال کرتے ہیں ۔ کہدے کہ اے مردود وہ کہاں ہے ۔ اللہ کی قسم وہ جہنم کی تہ میں ہے ۔ ۹۷ کہدے اے گروہِ علماء ! کیا تم میرے قلم اعلیٰ کی آہٹ نہیں سنتے ۔ اور کیا تم افقِ ابہیٰ سے چمکنے والے اس سورج کو نہیں دیکھتے ۔ کب تک اپنی خواہشات کے بتوں پر بیٹھے رہوگے ۔ اوہام کو چھوڑو ، اور اپنے قدیم آقا اللہ کیطرف رجوع کرو ۔ ۹۸ خیرات سے تعلق رکھنے والے اوقاف اللہ کیطرف آگئے ہیں کسی کو ان میں بجز مطلع الوحی کے اذن کے تصرف کرنیکا حق نہیں مطلع الوحی کے بعد حکم اسکی اولاد کیطرف لوٹ آئیگا ۔ اور ان کے بعد اگر ملک میں بیت العدل قائم ہو جائے ، تو اس کا اختیار رہوگا ۔ تا یہ ان اوقاف کو اس امر کی بلند جگہوں میں اور ان موقعوں پر جن کا انہیں قدرت والے خدا نے حکم دیا ہے ۔ خرچ کریں ۔ ۹۹ ورنہ یہ اوقاف اہلِ بہاء کی طرف آجائیں گے ۔ جو بہاء اللہ کے اذن سے ہی بولتے ہیں ۔ اور اس لوح میں جو خدائی حکم ہے اسکے سوا فیصلہ نہیں کرتے ۔ یہ مدد کرنیوالے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے درمیان ۔ یہ ان اوقاف کو ان مدّوں میں خرچ کریں گے جنہیں عزیز اور کریم خدا نے معیّن کر دیا ہے ۔ ۱۰۰ مصائب میں گھبراؤ نہیں اور نہ خوش ہو ۔ درمیانی طریق کو اختیار کرو ۔ وہ اس حالت کا یاد کرنا اور اس امر سے آگاہ ہونا ہے ۔ جو تم پر آخرت میں وارد ہوگی ۔ علیم و خبیر تمہیں اس طرح آگاہ کرتا ہے ۔ ۱۰۱ اپنے سروں کو مت منڈواؤ ۔ اللہ نے ان کو بالوں سے مزیّن کیا ہے ۔ اور اس میں ان لوگوں کے لئے نشانات ہیں جو قدرت کی مقتضیات کی طرف نظر رکھتے ہیں ۔ اللہ کیطرف سے ہے جو مخلوق کا مالک اور عزیز و حکیم ہے ۔ اور چاہیئے کہ بال کانوں کی حد سے تجاوز نہ کریں ۔ جہانوں کے آقا نے یہی حکم دیا ہے ۔ ۱۰۲ چور

پر جلاوطنی ۔ قید بطور سزا مقرر ہے ۔ تیسری بار اس کے ماتھے میں ایک نشان لگاؤ ۔ جس سے وہ شناخت کیا جائے ۔ تاکہ اسکو اللہ کے شہر قبول نہ کریں ۔ خبردار ! خدا کے قانون میں تمہارے دل میں رأفت پیدا نہیں ہونی چاہیئے ۔ اس پر عمل کرو ۔ جس کا تمہیں مشفق اور رحیم کیطرف سے حکم دیا گیا ۔ ۱۰۳ ہمنے تمہاری حکمت اور مضبوطی کے کوڑوں سے تربیت کی ہے ۔ تا تمہاری حفاظت کریں اور تمہارے مقامات بلند ہوں ۔ جس طرح باپ اپنے بیٹوں کی تربیت کرتا ہے ۔ میری عمر کی قسم اگر تم جانتے جو ہم نے اپنے مقدس اوامر سے تمہارے لئے ارادہ کیا ہے ۔ تو تم ضرور اس امر مقدس اور عزیز و منیع کیلئے اپنی روحوں کو قربان کر دیتے ۔ ۱۰۴ اگر کوئی سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنا چاہے تو اس پر کوئی حرج نہیں ۔ ۱۰۵ تمہارے ہاتھ تھالیوں اور پیالوں میں ڈوبنے نہ چاہئیں ۔ جو زیادہ لطیف بات ہو وہ اختیار کرو ۔ اس نے ارادہ کیا ہے ۔ کہ اپنی بادشاہت میں جو مضبوط ہے ۔ تمہیں جنت کے آداب پر دیکھے ۔ ۱۰۶ ہر حالت میں نظافت کو اختیار کرو ۔ تا آنکھیں اس چیز کو نہ دیکھیں جسکو تم اور اہلِ فردوس ناپسند کرتے ہو ۔ جو نظافت کا خیال نہ رکھیگا ۔ اسکے اعمال فی الفور حبط ہو جائیں گے ۔ اور اگر اس کے پاس عذر ہوگا ۔ تو اللہ اس سے درگذر کرے گا ۔ وہ عزیز اور کریم ہے ۔ ۱۰۷ عصمتِ کبریٰ میں مطلع الامر کا کوئی شریک نہیں ۔ وہ مخلوقات میں یفعل مایشاء کا مظہر ہے ۔ اللہ نے یہ مقام اپنے لئے خاص کر رکھا ہے ۔ اور کسی کے لئے اس شانِ عظیم و منیع سے کچھ مقدر نہیں ۔ ۱۰۸ یہ خدا کا امر ہے جو غیب کے پردے میں پوشیدہ تھا ۔ ہم نے اس ظہور میں اسے ظاہر کر دیا ہے ۔ اور اس ذریعہ سے ان لوگوں کی پردہ دری کر دی ہے ۔ جنہوں نے کتاب کے حکم کو شناخت نہیں کیا ۔ اور غافل رہے ۔ ۱۰۹ ہر باپ پر اپنے لڑکے اور لڑکی کی تربیت علم خط اور دوسرے امور سے جنکی حدبندی لوح میں موجود ہے ۔ کرنا فرض کیا گیا ہے ۔ جو اس حکم کو ترک کر دے ، تو بیت العدل کے امینوں کو چاہیئے کہ اس سے جبراً اسقدر مال حاصل کرلیں جو بچوں کی تربیت کے لئے لازم ہو ۔ بشرطیکہ وہ شخص غنی ہو ۔ ورنہ یہ ذمہ داری بیت العدل پر ہوگی ۔ ہم نے اسکو فقراء اور مساکین کا ٹھکانہ بنایا ہے ۔ ۱۱۰ جو شخص اپنے بیٹے یا کسی کے بیٹے کی تربیت کرے گا ۔ اس نے گویا میرے

بیٹے کی تربیت کی۔ اس پر میری طرف سے بہاء عنایت اور میری وہ رحمت ہوگی جو عالمین پر سبقت لیگئی ہے۔ ۱۱۱ اللہ نے ہر زانی مرد اور زانی عورت کیلئے بیت العدل میں دیت سپرد کرنیکا حکم دیا ہے۔ اور وہ سونے کے ۹ مثقال ہیں۔ اگر دوبارہ یہ فعل کرے تو دوچند سزا دو۔ آسمان کے مالک نے اس دنیا میں یہ حکم دیا ہے۔ اور آخرت میں ان دونوں کے لئے رسوا کن عذاب مقدر ہے۔ ۱۱۲ جو کسی گناہ میں مبتلا ہو اسے چاہیئے کہ توبہ کرکے اللہ کیطرف رجوع کرے۔ وہ جسکو چاہتا ہے معاف کرتا ہے! اور اپنے ارادہ کے متعلق پوچھا نہیں جاتا۔ وہ تواب عزیز حمید ہے۔ ۱۱۳ تمکو جلال کے پردے اس شیریں، لذیذ شراب سے نہ روکیں۔ اس صبح میں فالق الاصباح کے نام سے فلاح کے پیالے لو۔ اور اس کے عزیز و بدیع ذکر کیساتھ پی جاؤ۔ ۱۱۴ ہم نے تمہارے لئے راگ اور گانا سننا حلال کر دیا ہے۔ لیکن خبردار! یہ سننا تمکو ادب اور وقار کی شان سے خارج نہ کر دے۔ میرے اس اسم اعظم پر خوش ہو جس سے دل وجد میں ہیں۔ اور مقربوں کی عقلیں مجذوب۔ ہم نے اسکو روحوں کیلئے افق اعلیٰ پر چڑھنے کے لئے سیڑھی بنایا ہے۔ تم اسکو نفس اور خواہش کا بازو مت بناؤ۔ میں پناہ مانگتا ہوں کہ تم جاہلوں میں سے بن جاؤ۔ ۱۱۵ سب دیتوں کا ایک تہائی ہم نے بیت العدل کیطرف لوٹا دیا ہے۔ ہم اسکے منتظمین کو عدل خالص کی وصیت کرتے ہیں۔ تا وہ ان اموال کو جو ان کے پاس جمع ہوں، ان مدوں میں خرچ کریں جن کا ان کو علیم و حکیم کیطرف سے حکم دیا گیا ہے۔ ۱۱۶ اے عدل کے مردو! خدا کی بادشاہت میں اسکی بکریوں کے چرواہے بنو۔ اور انہیں بھیڑیوں سے بچاؤ۔ جو کپڑوں میں ظاہر ہوئے ہیں۔ اسیطرح جیسے تم اپنے بیٹوں کی حفاظت کرتے ہو۔ خیرخواہ امین تم کو اسی طرح نصیحت کرتا ہے۔ ۱۱۷ جب تم میں کسی معاملہ میں اختلاف پیدا ہو جائے۔ تو اسے اللہ کی طرف لوٹاؤ۔ جب تک کہ سورج اس افق سے چمکتا رہے اور جب وہ غروب ہو جائے۔ تو اسکی طرف سے نازل شدہ کی طرف رجوع کرو۔ تحقیق وہ سب عالموں کے لئے کافی ہے۔ ۱۱۸ کہہ دے کہ اے لوگو! جب میرے ظہور کی بادشاہت غائب ہو جائے۔ اور میرے بیان کے سمندر کی لہریں ٹھہر جائیں۔ تو تم پر اضطراب طاری نہ ہو۔ یقیناً میرے ظہور میں حکمت ہے۔ اور میری غیبت میں ایسی حکمت ہے جسکی اطلاع صرف خدائے واحد و خبیر کو ہے۔

۱۱۹ ہم تم کو اپنے روشن افق سے دیکھیں گے۔ اور ان کی جو میرے امر کی نصرت پر کھڑے ہوں گے، ملأ اعلیٰ کے لشکروں اور مقرب ملائکہ کے گروہ سے مدد کریں گے۔ ۱۲۰ اے زمین کے سردارو! خدا کی قسم پتھروں سے میٹھی اور لذیذ نہریں پھوٹ پڑی ہیں۔ کیونکہ ان پر تمہارے مختار خدا کے بیان کی حلاوت نے غلبہ کیا۔ اور تم غافل ہو۔ اسے ترک کر دو جو تمہارے پاس ہے۔ پھر انقطاع کے پروں سے ابداع سے بالا پرواز کرو۔ ایجاد کا وہ مالک جس نے اپنی قلم کی حرکت سے سب جہانوں کو بدل دیا ہے تم کو یہ حکم دیتا ہے۔ ۱۲۱ کیا تم نے شناخت کیا کہ تمہارا رب ابھی تمہیں کس افق سے پکار رہا ہے۔ پھر کیا تم نے جانا کہ تمہارا مالک الاسماء خدا کس قلم سے تم کو حکم دے رہا ہے؟ نہیں! مجھے میری عمر کی قسم، اگر تم شناخت کر لیتے تو دنیا کو چھوڑ کر دلوں کے ساتھ محبوب کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ اور تمکو کلام کی خوشی ایسے طور پر ہوتی جس سے سارا بڑا جہان حرکت میں آجاتا۔ چہ جائیکہ یہ عالم صغیر۔ اسیطرح بطور فضل میری عنایت کے آسمان سے میری مہربانی کی بارشیں موسلا دھار برسی ہیں۔ تا تم شکر گذاروں میں سے ہو۔ ۱۲۲ زخموں اور مار کے احکام ان کے اندازہ کے مطابق مختلف ہوتے ہیں۔ اللہ نے ہر مقدار کے لئے معین دیت کا حکم دیا ہے۔ وہی حکم دینے والا عزیز اور زبردست ہے۔ اگر ہم چاہینگے تو اسکو ٹھیک ٹھیک تفصیل سے پھر بیان کر دیں گے۔ یہ ہماری طرف سے وعدہ ہے۔ وہی ایفاء کرنیوالا اور جاننے والا ہے۔ ۱۲۳ تم پر فرض ہے۔ کہ مہینے میں ایک دفعہ ضرور ضیافت کرو۔ خواہ پانی سے ہو۔ تحقیق اللہ نے ارادہ کیا ہے۔ کہ دلوں میں الفت پیدا کرے۔ اگرچہ آسمانوں اور زمینوں کے اسباب کے ساتھ ہو۔ ۱۲۴ خبردار! نفس اور خواہش کے معاملات تم میں جدائی نہ ڈالیں۔ ہاتھ کی انگلیوں اور بدن کے جوارح کیطرح بنجاؤ۔ قلم وحی اگر تم یقین کرو تمکو اسیطرح وعظ کرتی ہے۔ ۱۲۵ اللہ کی رحمت اور اسکی مہربانیوں کو دیکھو۔ باوجودیکہ وہ سب جہانوں سے بے نیاز ہے۔ وہ تمہیں ایسی باتوں کا حکم دے رہا ہے جو تمہارے لئے مفید ہیں۔ جس طرح تمہاری نیکیوں سے ہم کو نفع نہیں پہنچتا اسیطرح تمہاری بدیاں ہمارے لئے ضرر رساں نہیں۔ ہر عالم بصیر اسکی گواہی دیگا۔ کہ ہم تمکو صرف اللہ کی خاطر بلا رہے ہیں۔ ۱۲۶ جب تم شکار کے لئے شکاری جانور چھوڑو تو اللہ کو یاد کرو۔ تب جو وہ

پکڑیں تمہارے لئے حلال ہوگا۔ خواہ تم اسکو مردہ پاؤ۔ وہ جاننے والا خبیر ہے۔ ۱۲۷ اس میں زیادتی مت
کرو۔ تمام باتوں میں عدل اور انصاف پر رہو۔ اگر تم جانتے ہو تو مطلع الظہور تم کو اسی طرح حکم دیتا
ہے۔ ۱۲۸ اللہ نے تم کو رشتہ داروں کی محبت کا حکم دیا ہے۔ اور اس نے ان کے لئے لوگوں کے
اموال میں کوئی حق مقدر نہیں فرمایا۔ وہ سب جہانوں سے غنی ہے۔ ۱۲۹ جو جان بوجھکر گھر جلادے
تو اس شخص کو زندہ جلا دو۔ اور جو عمداً قتل کردے تو اسکو بھی قتل کردو۔ اسکی سنتوں کو قدرت اور
اقتدار کے ہاتھوں سے پکڑو۔ پھر جاہلوں کے طریقوں کو چھوڑ دو۔ اور اگر تم ان دونوں کیلئے ہمیشہ
کی قید کا حکم دو تب بھی کتاب میں تم پر کوئی حرج نہیں۔ وہ اپنے ارادہ پر حاکم ہے۔ ۱۳۰ اللہ نے
تم پر نکاح فرض کیا ہے۔ خبردار! تم دو بیویوں سے تجاوز مت کرو۔ اور جو شخص ایک ہی بیوی پر قناعت
کرتا ہے اللہ کی بندیوں میں سے تو اسکی جان اور اس کی بیوی کی جان راحت پاتی ہے اور جو شخص
خدمت کیلئے کنواری لڑکی کو رکھ لیتا ہے تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ قلم الوحی سے اسی طرح امر لکھا
گیا ہے۔ ۱۳۱ اے لوگو! شادی کرو۔ تا تم سے وہ وجود ظاہر ہوں جو مجھے میرے بندوں کے درمیان
یاد کریں۔ یہ میرا امر تمہارے لئے ہے۔ اسکو اپنی جانوں کیلئے مددگار بناؤ۔ ۱۳۲ اے مخلوق کے سردارو!
اپنے نفوس کی پیروی نہ کرو۔ وہ ضرور بغاوت اور بے حیائی کا حکم دینے والے ہیں۔ سب چیزوں کے
مالک کی پیروی کرو۔ جو تمہیں نیکی اور تقویٰ کا حکم دیتا ہے۔ وہ سب مخلوق سے بے نیاز ہے۔ ۱۳۳
زمین میں اصلاح کے بعد ہرگز فساد نہ کرو۔ جو فساد کریگا وہ ہم میں سے نہیں۔ اور ہم اس سے بیزار
ہیں۔ وحی کے آسمان سے یہ امر ٹھیک طور پر مشہود ہو چکا ہے۔ ۱۳۴ البیان میں لڑکے اور لڑکی کی
رضامندی کی پابندی کی گئی ہے۔ ہم نے جب محبت، الفت اور مخلوق کے اتحاد کا ارادہ کیا۔
اسلئے ہم نے لڑکے اور لڑکی کی رضامندی کے بعد ماں باپ کی اجازت پر اسے موقوف قرار دیدیا تاکہ
لوگوں میں بغض و عداوت پیدا نہ ہو۔ اور اسمیں اور بھی مقاصد مدنظر ہیں۔ اسی طرح سے اس امر
کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ۱۳۵ رشتۂ دامادی بغیر مہر کے متحقق نہیں ہوگا۔ شہروں کے لئے مہر انیس
مثقال خالص سونا مقرر کیا گیا ہے۔ اور دیہات کیلئے انیس مثقال چاندی۔ جو زیادہ مہر کا ارادہ

کرے اس پر حرام ہے کہ پچانوے مثقال سے تجاوز کرے۔ یہ حکم عزت کیساتھ لکھا گیا ہے۔ ۱۳۶ جو
شخص پہلے درجہ پر قناعت کرے شریعت کے مطابق اس کیلئے بہتر ہے۔ وہ جسکو چاہتا ہے آسمانوں
اور زمین کے سامانوں کیساتھ غنی کردیتا ہے اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۱۳۷ اللہ نے اس بندے
پر جو اپنے وطن سے باہر جانے کا ارادہ کرے فرض کیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کیلئے مدت مقرر کرے جسمیں
وہ واپس آجائیگا۔ اگر وقت مقررہ پر آجائے اور وعدے کو پورا کردے تو اس نے اپنے خدا
کے حکم کی پیروی کی اور وہ امر کی قلم سے محسنوں میں سے لکھا گیا۔ اور اگر حقیقی عذر پیش کرے تو اسکا
فرض ہے۔ کہ اپنی بیوی کو اطلاع دے اور پھر اسکی طرف لوٹنے کی پوری کوشش کرے۔ اور اگر
دونوں موقعے گذر جائیں تو عورت کو اختیار ہے۔ کہ نو مہینے انتظار کرکے ان کے پورا ہو جانے پر
نیا خاوند انتخاب کرے۔ اور اگر وہ صبر کرے تو اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالی عورتوں اور صبر کرنے والے
مردوں کو پسند کرتا ہے۔ ۱۳۸ میرے احکام پر عمل پیرا ہو۔ اور ہر مشرک کی پیروی نہ کرو جو لوح
میں گنہگار ہو چکا ہے۔ ۱۳۹ اگر اس کے انتظار کے زمانہ میں خبر آجائے۔ تو اسے معروف طریق اختیار
کرنا چاہئے۔ اللہ نے مردوں اور عورتوں کے درمیان صلاح کا ارادہ کیا ہے۔ تم ہرگز وہ کام نہ کرو جس سے
تمہارے درمیان عناد پیدا ہو۔ اسی طرح فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور وعدہ ہو کر رہنے والا ہے۔ ۱۴۰ اگر عورت کو
خاوند کی موت یا قتل کی خبر ملے اور یہ عام شہرت یا دو گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو جائے۔ تو اسے گھر
میں ٹھہرنا چاہئے۔ جب مقرر مہینے گذر جائیں تو اسکو نئے انتخاب کا اختیار ہے۔ یہ اس ذات کا حکم ہے جو
حکم دینے پر طاقت رکھتا ہے۔ ۱۴۱ اگر ان دونوں کے درمیان رنجش یا ناراضگی پیدا ہو۔ مرد کو اجازت
نہیں کہ اسے فوراً طلاق دے۔ اسے چاہئے کہ پورا ایک برس انتظار کرے۔ شاید ان کے درمیان محبت
کی خوشبو پیدا ہو جائے۔ اگر سال پورا ہو جائے اور خوشبو نہ مہکے تو طلاق دینے میں حرج نہیں۔
اللہ ہر چیز پر حکمت والا ہے۔ ۱۴۲ اللہ نے تم کو روک دیا ہے اس سے جو تم تین طلاقوں کے بعد کیا کرتے
ہو، اپنی طرف سے بطور فضل کے تاکہ تم شکر کرو اس لوح میں جو قلم الامر سے لکھا گیا ہے۔ ۱۴۳ جس نے
اپنی بیوی کو طلاق دی جب تک وہ عورت دوسری جگہ شادی نہ کرلے اسکو ہر مہینہ کے خاتمہ پر حیثیت

اور باہمی رضامندی کیساتھ رجوع کرنیکا اختیار ہے۔ اور جب وہ شادی کرلے تو جدائی دوسرے وصل کے ساتھ متحقق ہوگئی اور معاملے کا فیصلہ ہوگیا۔ مگر امر مبین کے بعد مطلع الجمال کی طرف سے لوح الجلال میں اجلال کیساتھ حکم لکھا ہوا ہے۔ ۱۴۴ جو شخص سفر کرے۔ اور اسکے ساتھ اس کی بیوی بھی سفر میں ہو پھر ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے۔ مرد کو چاہیئے کہ عورت کو پورے سال کا خرچ دیکر اسی جگہ کی طرف لوٹا دے۔ جہاں سے وہ روانہ ہوئی تھی یا اسے کسی امین کے ہاتھ میں سپرد کردے! اور اسے راستے کی ضروریات دیدے۔ تاکہ وہ امین اس عورت کو اسکے وطن تک پہنچا دے یقیناً تیرا رب جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ ایسی طاقت کیساتھ جو سب جہانوں پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ۱۴۵ جس عورت کے جرم کے ثابت ہونے کے باعث اسے طلاق دی جائے۔ اسے انتظار کے دنوں کا خرچ نہ دیا جائیگا۔ امر کا آفتاب اسیطرح عدل کے افق سے نظر آیا۔ ۱۴۶ اللہ نے وصل اور اتفاق کو پسند کیا ہے! و جدائی اور طلاق کو ناپسند۔ اے قوم! محبت اور پیار کے ساتھ معاشرت کرو۔ میری عمر کی قسم سب فانی فنا ہو جائیں گے۔ جو باقی رہیگا وہ پاک عمل ہی رہیگا۔ اور جو میں کہتا ہوں اللہ اس پر گواہ ہے۔ ۱۴۷ اے میرے بندو اپنے تعلقات کی اصلاح کرو اور اس پر کان دھرو جسکی نصیحت قلم اعلیٰ کر رہا ہے۔ اور زبردست بدبخت کی پیروی مت کرو۔ ۱۴۸ تمکو دنیا فریب نہ دے جس طرح اس نے تم سے پہلے ایک قوم کو فریب دیا ہے۔
۱۴۹ اللہ کی حدود اور اسکے قوانین کی پیروی کرو۔ پھر اس راستے پر جو سچائی کے ساتھ پھیلایا گیا ہے چلو۔ جن لوگوں نے بغاوت اور گمراہی کو دور پھینک دیا۔ اور تقویٰ کو اختیار کرلیا۔ وہ بہترین خلق ہیں۔ اللہ کے نزدیک، ان کو ملأ اعلیٰ یاد کرتے ہیں۔ ایسا ہی اس مقام والے جو اللہ کے نام سے بلند کیا گیا ہے۔
۱۵۰ تم پر لونڈیوں اور غلاموں کا بیچنا حرام کیا گیا ہے کسی بندے کے لئے روا نہیں کہ کسی غلام کو خریدے۔ یہ اللہ کی لوح میں منع کیا گیا ہے۔ عدل کی قلم سے فضل کیساتھ اسی طرح حکم لکھا گیا ہے۔ ۱۵۱ کسی کو حق نہیں کہ دوسرے پر فخر کرے سب ہی غلام ہیں اور اس بات پر دلیل ہیں کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہی ہر چیز پر حکیم ہے۔ ۱۵۲ اپنے آپ کو اعمال کی خوبصورتی سے مزین کرو۔ جسے اسکی رضامندی میں عمل کیساتھ کامیابی حاصل ہوئی وہ اہل بہاء میں سے ہے۔ اور اس کا عرش کے پاس ذکر کیا گیا۔ ۱۵۳ مخلوق کے

مالک کی نیک اعمال اور پھر حکمت اور بیان کے ساتھ مدد کرو۔ رحمان کیطرف سے اکثر الواح میں تمکو اسی طرح حکم دیا گیا ہے تحقیق وہ اس پر جو میں کہہ رہا ہوں جاننے والا ہے۔ ۱۵۴ کوئی کسی پر اعتراض نہ کرے اور کوئی کسی کو قتل نہ کرے اس سے تم اس کتاب میں روکے گئے ہو جو عزت کے پردے میں پوشیدہ ہے۔ ۱۵۵ کیا تم اسکو قتل کرتے ہو جسکو اللہ نے اپنی روح سے زندہ کیا۔ یہ ایسا گناہ ہے جو بارگاہِ ایزدی میں بہت بڑا ہے۔ ۱۵۶ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور اسکو خراب مت کرو جسے اللہ نے بنایا ہے ظلم اور طغیان کے ہاتھوں سے۔ پھر تم اللہ کیطرف راستہ اختیار کرو۔ ۱۵۷ جب عرفان کے لشکر ظاہر ہوئے بیان کے جھنڈے لیکر تو سب ادیان کے قبائل شکست کھا گئے۔ بجز ان لوگوں کے جنہوں نے رضوان میں زندگی کا کوثر پینے کا ارادہ کیا۔ جو کہ سبحان خدا کے نفس سے موجود تھا۔ ۱۵۸ اللہ نے منی کے پانی پر بطور احسان کے مخلوق پر طہارت کا حکم لگا دیا ہے۔ خوشی خوشی اس کا شکر بجالاؤ اور اس کی پیروی نہ کرو جو مطلع القرب سے دور ہے۔ اس امر کی خدمت کے لئے ہر حالت میں کمربستہ رہو۔ وہ تمہاری تائید ایسی طاقت سے کریگا جو سب جہانوں پر احاطہ کرنیوالی ہے۔ ۱۵۹ نظافت کی رسی کو ایسے طور پر پکڑو۔ کہ تمہارے کپڑوں میں میل کے نشان نہ دکھائی دیں۔ یہ اس ذات نے حکم دیا ہے۔ جو ہر لطیف سے لطیف تر ہے۔ جس شخص کے پاس عذر ہو اس پر کوئی حرج نہیں تحقیق وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ ۱۶۰ ہر مکروہ چیز کو اس پانی کیساتھ پاک کرو جو تین راتیں گذرنے کے باعث بدل نہیں گیا۔ اس پانی کو کبھی مت استعمال کرو جو ہوا یا کسی اور چیز کے باعث متغیر ہو چکا ہو۔ تم مخلوق کے درمیان نظافت و لطافت کا عنصر بنو۔ تمہارے عزیز و حکیم خدا نے تمہارے لئے یہ ارادہ کیا ہے۔ ۱۶۱ اسیطرح اللہ نے سب چیزوں سے اور دوسرے مذاہب سے محض احسان کے طور پر پلیدی کے حکم کو دور کردیا ہے۔ وہ غفور اور کریم ہے۔ ۱۶۲ رضوان کے پہلے دن سے جبکہ ہم نے مخلوق پر اپنے اچھے ناموں اور بلند صفات کیساتھ تجلی کی تھی سب چیزیں پاکیزگی کے سمندر میں غوطہ لگا چکی ہیں۔ یہ میرا وہ فضل ہے جو سب عالمین پر محیط ہے۔ تاتم سب مذاہب کے ساتھ معاشرت کرو اور اپنے رب رحمان کے امر کی تبلیغ کرو۔ یہ تمام کا سرتاج ہے۔ اگر تم عرفان رکھتے ہو۔
۱۶۳ اس نے بہت زیادہ نظافت کا حکم دیا ہے۔ اور جو غبار آلود ہو اسکے دھونے کا بھی حکم دیا ہے۔

چہ جائیکہ جمی ہوئی میل وغیرہ ہو۔ اللہ سے ڈرو اور مطہر بنجاؤ۔ ۱۶۴ جسکی چادر میں میل دکھائی دیتی ہو۔ اسکی
دعا اللہ کیطرف نہیں چڑھتی اور ملأ اعلیٰ اس سے اجتناب کرتے ہیں۔ ۱۶۵ گلاب کا پانی اور پھر خالص
عطر استعمال کرو۔ یہ بات اللہ نے اس ابتداء سے جسکی کوئی ابتداء نہیں پسند کی ہے۔ تا تم سے وہ چیز
مہکے جسکا تمہارے خدا عزیز و حکیم نے ارادہ کیا ہے۔ ۱۶۶ البیان میں جو تمام کتابوں کے محو کرنے کا حکم
اتارا گیا تھا، اللہ نے اس سے عفو فرما دیا ہے۔ اور ہم نے تمکو اجازت دے دی ہے کہ وہ علوم پڑھو
جو تمہارے لئے فائدہ مند ہوں۔ نہ وہ جو کلام میں جھگڑے کا باعث ہوں۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے
اگر تم عارفوں میں سے ہو۔ ۱۶۷ اے گروہِ شاہان! سب کا مالک آگیا اور بادشاہت مہیمن اور
قیوم خدا کے لئے ہے۔ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور نورانی دلوں کے ساتھ اپنے خدا کے
چہرہ کیطرف توجہ کرو۔ جو سب ناموں کا مالک ہے۔ یہ وہ حکم ہے جس کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ جو
تمہارے پاس ہو۔ کاش تم جان لو۔ ۱۶۸ ہم تم کو دیکھتے ہیں کہ تم اس پر خوش ہو رہے ہو۔ جو تم نے اپنے
غیر کیلئے جمع کر رکھا ہے۔ اور اپنے آپ کو ان جہانوں سے محروم کر رہے ہو، جنکا صحیح اندازہ وحی محفوظ
کے سوا کسی نے نہیں کیا۔ ۱۶۹ اموال نے تم کو انجام سے غافل کر دیا ہے۔ یہ تمہارے لئے مناسب
نہیں۔ کاش! تم کو علم حاصل ہو۔ ۱۷۰ اپنے دلوں کو دنیا کی بدبو سے پاک کرو۔ اس حال میں کہ تم اپنے رب
کی بادشاہت کیطرف جو زمین و آسمان کا پیدا کرنیوالا ہے، سرعت کیساتھ جا رہے ہو۔ وہ جسکی
وجہ سے زلزلے ظاہر ہوئے اور تمام قومیں نوحہ کرنے لگیں۔ بجز ان لوگوں کے جنہوں نے مخلوق کو چھوڑ
دیا اور اس چیز کو پکڑ لیا جسکا انہیں لوح مکنون میں حکم دیا گیا تھا۔ ۱۷۱ یہ وہ دن ہے جب کلیم اللہ نے
ازلی خدا کے انوار کو حاصل کیا اور وصال کا شربت اس پیالے سے پیا جس کے باعث تمام سمندر متلاطم
ہیں۔ ۱۷۲ کہدے خدائے برحق کی قسم طور پہاڑ مطلع الظہور کے گرد طواف کر رہا ہے اور جبریل ملکوت
میں پکار رہا ہے۔ کہ اے دھوکے کے بیٹو ادھر آؤ ادھر آؤ۔ ۱۷۳ یہ وہ دن ہے جس میں خدا کی
ملاقات کے شوق میں اس کے ٹیلہ نے جلدی کی اور صیہون سے آواز بلند ہوئی۔ کہ خدا کا وعدہ آچکا
اور خدائے بزرگ اور عزیز و محبوب کی الواح میں جو لکھا تھا وہ ظاہر ہو گیا۔ ۱۷۴ اے بادشاہوں کے

گروہ! سب سے بڑا ناموس روشن ترین منظر میں نازل ہو چکا۔ اور ہر پوشیدہ بات خدائے مالکِ قدر
کی طرف سے ظاہر ہو چکی جس کے ساتھ قیامت قائم ہو گئی، اور چاند پھٹ گیا۔ اور ہر یقینی امر کا فیصلہ ہو گیا
۱۷۵ اے گروہِ شاہان! تم غلام ہو۔ مالک احسن پیرایہ میں ظاہر ہو چکا ہے۔ اور تم کو اپنے مہیمن و قیوم
نفس کیطرف بلاتا ہے۔ ۱۷۶ تمہیں دھوکہ مشرق الظہور سے نہ روکے۔ اور نہ ہی دنیا آسمان کے
پیدا کنندہ سے مانع ہو۔ اس ذات مقصود کی خدمت پر کھڑے ہو جاؤ جس نے تم کو اپنے کلام سے
پیدا کیا۔ اور ماضی اور مستقبل کے لئے مظاہرِ قدرت بنایا۔ ۱۷۷ خدا کی قسم ہم تمہارے ملکوں میں دخل دینا
نہیں چاہتے۔ بلکہ ہم دلوں میں تصرف کرنیکے لئے آئے ہیں تحقیق منظر بہاء کی شہادت اسماء کی بادشاہت
دے رہی ہے۔ کاش! تم سمجھو۔ ۱۷۸ جس نے اپنے آقا کی پیروی کی۔ اس نے ساری دنیا سے منہ پھیر لیا
پھر اس مقام محمود کا کیا حال ہوگا۔ ۱۷۹ گھروں کو چھوڑ دو۔ اور پھر بادشاہت کیطرف توجہ کرو۔
یہ تم کو دنیا اور آخرت میں نفع دیگا۔ جبروت کا مالک اس کا گواہ ہے۔ کاش! تمکو علم حاصل ہو۔
۱۸۰ مبارکباد اس بادشاہ کو جو میری بادشاہت میں میرے امر کی نصرت کے لئے کھڑا ہوا۔ اور
میرے غیر سے اس نے انقطاع اختیار کر لیا۔ وہ اس سرخ کشتی والوں میں سے ہوگا۔ جو اللہ نے اہلِ
بہاء کے لئے مقدر کی ہے۔ سبکو چاہئے کہ اس کی تعظیم کریں۔ اسکی تائید و نصرت کریں۔ تا وہ میرے
مہیمن نام کی چابیوں کے ساتھ سب شہروں کو فتح کریں۔ میرا نام ان تمام کا نگران ہے۔ جو
غیب اور شہود کے ممالک میں ہیں۔ ۱۸۱ وہ انسانی جسم میں آنکھ کی مانند اور مخلوق کی ماتھے میں
روشن پیشانی کی طرح اور جسم عالم کیلئے عزت کے سر کے مقام پر ہے۔ اے اہلِ بہاء تم اپنے اموال
اور نفوس کیساتھ اس کی مدد کرو۔ ۱۸۲ اے آسٹریا کے بادشاہ نورِ توحید کا مطلع جبکہ تو نے مسجد اقصیٰ
کا قصد کیا۔ عکا کے قید خانہ میں تھا۔ تو وہاں سے گذر گیا۔ اور تو نے اس کے متعلق دریافت نہ کیا۔
بعد اسکے کہ ہر گھر اس کے باعث باعزت ہوا۔ اور ہر اونچا دروازہ اسکے ساتھ کھولا گیا۔ ۱۸۳ میں نے
اپنی یاد کی خاطر اسکو سب جہان کیلئے آستانہ بنا لیا ہے۔ اور تو نے مذکور کو چھوڑ دیا۔ جبکہ تیرا اور
سب جہانوں کا رب ملکوت خداوندی کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ ۱۸۴ ہم تمام حالتوں میں تیرے

ساتھ تھے۔ ہم نے تجھکو شاخ کو پکڑنے والا اور جڑھ سے غافل پایا۔ تیرا رب میری بات کا گواہ ہے۔ ۱۸۵ ہمیں غم لاحق ہؤا۔ کیونکہ ہم نے تجھے دیکھا۔ کہ تو ہمارے نام کیلئے چکر لگا رہا ہے۔ اور ہمیں اپنے چہرہ کیسامنے شناخت نہیں کر رہا۔ آنکھ کھول تا اس معزز نظارہ کو دیکھے اور اس ذات کی معرفت تجھے حاصل ہو، جسے تو دن رات پکار رہا ہے۔ اور اس روشن افق سے چمکنے والے نور کو دیکھے۔ ۱۸۶ کہدے اے برلن کے بادشاہ! اس ہیکل سے اس آواز کو سن۔ کہ بجز میرے کوئی خدا نہیں۔ جو باقی، یگانہ اور قدیم ہوں۔ ۱۸۷ تجھے مطلع الظہور سے کوئی فریب نہ روکے۔ عرش اور زمین کی تہ کے مالک سے خواہشِ نفس منع نہ کرے۔ قلم اعلیٰ اس طرح سے تجھکو نصیحت کرتا ہے۔ وہ بڑے فضل والا اور باعزت ہے۔ ۱۸۸ اس کو یاد کر جو تجھ سے بڑی شان والا اور تجھ سے بلند مرتبہ والا تھا۔ کہاں گیا وہ اور جو اسکے پاس تھا۔ بیدار ہو اور سونے والوں میں سے نہ بن۔ ۱۸۹ اس نے اللہ کی لوح کو پسِ پشت پھینکدیا۔ جبکہ ہم نے اسکو ان مظالم کی اطلاع دی تھی۔ جو ہم پر ظالموں کے لشکروں کی طرف سے واقع ہوئے ہیں۔ اس باعث سے ذلت نے اسکو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ یہاں تک کہ خسرانِ عظیم کے ساتھ مٹی میں لوٹا۔ ۱۹۰ اے بادشاہ! اسکے بارے میں غور کر۔ اور اپنی مانند لوگوں کے متعلق بھی جنہوں نے ملکوں کو مسخر کیا اور انسانوں پر حکمرانی کی۔ اللہ نے ان کو محلات سے اتار کر قبروں میں ڈال دیا۔ عبرت حاصل کر اور نصیحت حاصل کرنیوالوں میں سے بن۔ ۱۹۱ ہم تم سے کچھ نہیں چاہتے۔ صرف خدا کی خاطر نصیحت کرتے ہیں۔ اور صبر کرتے ہیں۔ جیسا ہم نے صبر کیا اس پر جو تمہاری طرف سے۔ اے بادشاہوں کے گروہ! ہم پر وارد ہؤا۔ ۱۹۲ اے امریکہ کے بادشاہو! اور عوام الناس کے سردارو! اس پیغام کو سنو۔ جو بقا کی شاخ پر بیٹھی ہوئی کبوتری گا رہی ہے یعنی یہ کہ کوئی خدا نہیں، سوائے میرے جو باقی رہنے والا بخشنے والا اور کریم ہے۔ ۱۹۳ ملک کے جسم کو عدل اور تقویٰ کے زیور سے آراستہ کرو اور اسکے سر کو آسمان کے پیدا کرنے والے رب کی یاد کے تاج سے۔ مطلع الاسماء علیم و حکیم خدا کیطرف سے تم کو یہی حکم دے رہا ہے۔ ۱۹۴ موعود اس مقام محمود میں ظاہر ہؤا ہے جسکی وجہ سے وجود کے

خواہ وہ غیب ہو یا شہود۔ ہونٹوں پر تبسم ظاہر ہو رہا ہے۔ اللہ کے دن کو غنیمت جانو۔ اُس کی ملاقات تمہارے لئے ان سب چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع کرتا ہے۔ اگر تم عرفان رکھتے ہو۔ ۱۹۵ اے امراء کے گروہ! اس آواز کو سنو جو مطلع الکبریاء کیطرف سے بلند ہوئی ہے۔ یعنی یہ کہ کوئی خدا نہیں۔ مگر میں جو ناطق اور علیم ہوں۔ ۱۹۶ عدل کے ہاتھوں شکستہ خاطر کی دلداری کرو۔ اور مضبوط ظالم کو حکم دہندہ اور حکمت والے رب کے اوامر کے کوڑوں سے شکستہ بناؤ۔ ۱۹۷ اے روم کے گروہ! ہم تمہارے درمیان الّو کی آواز سنتے ہیں۔ کیا تم پر نفس کے غلبہ کا نشہ سوار ہے۔ یا تم غافل ہو۔ ۱۹۸ اے وہ نقطہ جو بحرین کے کنارے واقع ہے۔ تجھپر ظلم کی کرسی نے قرار پکڑا اور تجھ میں بغض کی آگ ایسے رنگ میں شعلہ زن ہوئی۔ کہ جس سے ملأ اعلیٰ بھی نوحہ کرنے لگے۔ اور وہ لوگ بھی جو بلند کرسی کے گرد طواف کرتے ہیں۔ ۱۹۹ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ تجھ میں جاہل عقلمند پر اور تاریکی نور پر فخر کرتی ہے۔ اور تو بڑے فریب میں ہے۔ ۲۰۰ کیا تجھے ظاہری زینت نے دھوکہ دے رکھا ہے۔ ذات باری کی قسم عنقریب وہ فنا ہو جائے گی۔ اور لڑکیاں۔ بیوائیں اور تیرے سب قبیلے نوحہ کریں گے۔ علیم و خبیر تجھے اسیطرح آگاہ کرتا ہے۔ ۲۰۱ اے دریائے رائن کے کنارو! ہم نے تم کو خون سے ڈھکا ہؤا دیکھا ہے۔ کیونکہ تجھپر جزاء کی تلواریں کھینچی گئیں۔ اور تیرے لئے ایک اور موقعہ بھی ہے۔ ہم برلن کا رونا سن رہے ہیں۔ اگرچہ آج وہ بڑی عزت میں ہے۔ ۲۰۲ اے طہران کی زمین! اس چیز سے غم نہ کر۔ اللہ نے تجھکو سب جہان کی خوشی کا مطلع بنایا ہے۔ ۲۰۳ اگر خدا چاہے گا تو تیرے تخت کو ایسے وجود سے بابرکت بنائے گا۔ جو عدل کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔ اور خدا کی ان بھیڑوں کو اکٹھا کریگا۔ جو بھیڑیوں کے ڈر سے پراگندہ ہوگئی ہیں وہ اہلِ بہاء سے مسرت و شادمانی سے ملیگا۔ وہ خدا کے نزدیک مخلوق کا جوہر ہوگا۔ اس پر ہر گھڑی خدا اور ملکوت الامر والوں کی طرف سے بہا ہو۔ ۲۰۴ خوش ہو کہ اللہ نے تجھکو نور کے لئے افق بنایا۔ کیونکہ تجھ میں مطلع الظہور پیدا ہؤا۔ اور تجھے وہ نام دیا گیا۔ جسکے ذریعہ سے آفتاب فضل چمک اٹھا۔ اور آسمان اور زمین روشن ہوگئے۔ ۲۰۵ عنقریب تیرے سارے کاموں میں انقلاب

آجائیگا۔ اور تجھ پر جمہور کی حکومت ہوگی۔ تیرا رب جاننے والا اور احاطہ کرنے والا ہے۔ ۲۰۶۔ اپنے رب کے فضل پر مطمئن رہ کیونکہ تجھ سے الطاف کی نظریں منقطع نہ ہوں گی۔ سب پہنچنے کے بعد تجھے اطمینان حاصل ہوگا۔ کتاب بدیع میں اسی طرح فیصلہ کیا گیا ہے۔ ۲۰۷۔ اے خراسان کی زمین! ہمیں تیرے اندر خدائے بزرگ اور بے نیاز کی یاد میں کچھ مردوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ مبارک وہ دن ہوگا جس میں ملکوتِ انشاء میں اسماء کے جھنڈے میرے ابہی نام پر نصب کئے جائیں گے۔ اُسدن مخلص لوگ اللہ کی نصرت پر خوش ہوں گے اور مشرک نوحہ کریں گے۔ ۲۰۸۔ کسی کا حق نہیں، کہ فرمانرواؤں پر اعتراض کرے جو انکے پاس ہے۔ وہ ان کے لئے چھوڑ دو۔ اور دلوں کی طرف توجہ کرو۔ ۲۰۹۔ اے بڑے سمندر تمام قوموں پر وہ بارش برسا جس کا تجھے ازل کے مالک کیطرف سے حکم دیا گیا ہے۔ اور انسانی جسموں کو احکام کے لباس سے مزین فرما جن سے دل خوش ہوں اور آنکھیں ٹھنڈی۔ ۲۱۰۔ جو شخص ۱۰۰ مثقال کا مالک ہو، اس میں سے انیس[19] مثقال آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے خدا کے لئے ہیں۔ اے قوم اپنے آپ کو اس بڑے فضل سے مت روکو۔ ۲۱۱۔ ہم نے تمکو باوجود تم سے اور ان تمام سے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں بے نیاز ہونے کے یہ حکم دیا۔ تحقیق اس میں بڑی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں جن کا علم سوائے اللہ جاننے والے اور خبر رکھنے والے کے کسی کو نہیں۔ ۲۱۲۔ کہہ دے۔ اس کیساتھ اللہ کا ارادہ تمہارے مالوں کو پاک کرنے کا ہے۔ نیز تمہیں ان مقامات پر قرب بخشنا مدنظر ہے جنکا ادراک ان لوگوں کو ہی ہو سکتا ہے جنکو اللہ چاہے۔ وہ بڑے فضل والا عزیز اور کریم ہے۔ ۲۱۳۔ اے میری قوم! اللہ کے حقوق میں خیانت مت کرو۔ اور اسکے اذن کے بغیر ان میں تصرف نہ کرو۔ دوسری الواح اور اس محفوظ لوح میں اسیطرح حکم دیا گیا ہے۔ ۲۱۴۔ جس نے اللہ کی خیانت کی عدل کے ساتھ اسکو خیانت کی سزا دیجائے گی۔ اور جس نے حکم کے مطابق عمل کیا اس پر بخشش کرنیوالے فیاض اور ازلی خدا کی سخاوت کے آسمان سے برکت نازل ہوگی۔ ۲۱۵۔ اس کا ارادہ تمہارے متعلق وہ ہے جسکو تم آج نہیں جانتے۔ عنقریب لوگ پہچانیں گے جبکہ روحیں پرواز کر جائیں گی۔ اور مسرتوں کے بستر لپیٹ دیئے جائیں گے۔ محفوظ لوح اس طرح سے اپنی طرف سے تمکو نصیحت کرتا ہے۔ ۲۱۶۔ بارگاہ میں مومنوں کیطرف سے متفرق درخواستیں آئیں ان میں انہوں نے رب العالمین سے جو دیکھی ہوئی اور ان دیکھی

چیزوں کا خدا ہے بعض باتیں پوچھیں۔ اس لئے ہم نے اس لوح کو نازل کیا۔ اور اسکو حکم کے لباس سے مزین کیا۔ تاکہ لوگ اپنے رب کے احکام پر عمل کریں۔ ۲۱۷۔ اسی طرح قبل ازیں متواتر رسالوں میں ہم سے سوال کیا گیا۔ اور ہم نے بطور حکمت اپنے قلم کو روکے رکھا۔ یہاں تک کہ متعدد لوگوں کے خطوط ان دنوں میں پہنچے۔ اسلئے ہم نے ان کو وہ باتیں جوابًا بتائیں جن سے دلوں کو حیات بخشی جائے گی۔ ۲۱۸۔ اے علماء کے گروہ! اللہ کی کتاب کو اپنے قواعد اور علوم سے مت جانچو۔ وہ تو مخلوق کے درمیان درست پیمانہ ہے اس کیساتھ ان چیزوں کا وزن کیا جائیگا جو قوموں کے پاس ہیں۔ اور اسکا وزن خود اسی کے ساتھ ہوگا۔ کاش تم جانو۔ ۲۱۹۔ تم پر میری مہربانی کی آنکھ روتی ہے کیونکہ تم نے اس کو نہیں پہچانا جس سے تم شام کے وقت اور طلوع آفتاب کے وقت رات کے حصوں میں اور صبح دعائیں مانگا کرتے ہو۔ ۲۲۰۔ اے لوگو! روشن چہروں اور نورانی دلوں کے ساتھ اس مبارک سرخ زمین کیطرف توجہ کرو۔ جہاں پر سدرۃ المنتہیٰ یہ آواز دے رہی ہے۔ کہ کوئی خدا نہیں، بجز میرے جو مہیمن و قیوم ہے۔ ۲۲۱۔ اے علماء کی جماعت! کیا کوئی تم میں سے مکاشفہ اور عرفان کے میدان میں میرے ساتھ چل سکتا ہے؟ یا حکمت اور تبیان کے میدان میں جولانی کر سکتا ہے؟ مجھے رحمان خدا کی قسم کہ ہرگز نہیں۔ سب زمین پر فنا ہونیوالے ہیں۔ اور یہ تمہارے عزیز محبوب خدا کا چہرہ ہے۔ ۲۲۲۔ اے لوگو! ہم نے علوم کو معلوم کی معرفت کے لئے مقرر کیا تھا اور تم انہی علوم کے باعث اس کے مشرق سے محجوب ہو رہے ہو جسکے ذریعہ سے ہر پوشیدہ امر ظاہر ہوا ہے۔ ۲۲۳۔ اگر تم اس افق کو معلوم کر لو۔ جس سے آفتابِ کلام چمکا ہے تو تم سب مخلوق اور ان کے علوم اور کتابوں کو پھینک کر مقام محمود کیطرف آجاؤ۔ ۲۲۴۔ کہدے کہ یہ وہ آسمان ہے جس میں ام الکتاب کا خزانہ ہے۔ کاش تمکو عقل ہو۔ ۲۲۵۔ یہ وہی ہے جس کے ساتھ صخرہ نے آواز دی۔ اور سدرہ نے بلند طور پر آواز اٹھائی۔ مبارک زمین میں کہ بادشاہت اللہ کے لئے ہے۔ جو مالک اور عزیز اور ودود ہے۔ ۲۲۶۔ ہم مدرسوں میں داخل نہیں ہوئے اور نہ ہم نے مباحث کا مطالعہ کیا ہے۔ سنو جسکی تمکو یہ امّی دعوت دیتا ہے۔ خدائے ابدی کیطرف۔ یہ تمہارے لئے زمین کے سب خزانوں سے بہتر ہے کاش تمکو سمجھ ہو۔ ۲۲۷۔ وہ شخص جو سماء وحی سے نازل شدہ کی تاویل کرتا ہے۔ اور اس کو ظاہر سے

نکالتا ہے۔ اس نے خدا کے کلمہ میں تحریف کی۔ اور کتاب مبین میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو گیا
۲۲۸ تم پر ناخنوں کا کٹوانا اور ہر ہفتے اتنے پانی میں جو تمہارے جسم کو ڈھانپ لے۔ داخل ہونا فرض
کیا گیا ہے۔ اور بدنوں کو نظیف رکھنا ان چیزوں کے ساتھ جنکو تم پہلے استعمال کر چکے ہو۔ آگاہ رہو
کہ غفلت تم کو عزیز اور عظیم خدا کے حکم سے نہ روکے۔ ۲۲۹ تازہ پانی میں داخل ہو مستعمل پانی میں داخل
ہونا جائز نہیں۔ ۲۳۰ ایرانیوں کے حماموں کے قریب مت جاؤ۔ جو ان کا قصد کرے گا اسے ان
میں داخل ہونے سے پہلے ہی ان کی بو محسوس ہو جائے گی۔ اے لوگو! ان سے الگ رہو۔ اور ذلیل
لوگوں میں سے مت بنو ۲۳۱ وہ پیپ اور زخموں کے پانی کی مانند ہیں۔ اگر تمہیں معرفت حاصل ہو
۲۳۲ اسیطرح ان کے بدبودار تالابوں کو بھی ترک کر دو۔ اور پاک بنجاؤ ۲۳۳ ہم نے ارادہ کیا ہے
کہ تمہیں زمین پر جنت کے مظاہر دیکھیں۔ تا تم سے ایسی خوشبو مہکے جس سے مقربین کے دل خوش
ہوں ۲۳۴ جو اوپر سے پانی ڈالے۔ اور اس طرح بدن کو دھوئے۔ تو یہ اسکے لئے بہتر ہے۔ اور
پانی میں داخل ہونے سے کفایت کریگا۔ اللہ نے ارادہ کیا ہے۔ کہ تم پر اپنے فضل سے سب امور
سہل کر دے۔ تا تم شکر گزار بنو ۲۳۵ تم پر تمہارے آباء کی بیویاں حرام کی گئی ہیں ہمیں شرم
آتی ہے۔ کہ لڑکوں کے بارے میں حکم ذکر کریں۔ اے مخلوق کے سردارو الرحمان کا تقویٰ اختیار کرو۔
اور ان اعمال کا ارتکاب نہ کرو جن سے تم کو لوح میں روکا گیا ہے۔ اور شہوات کے جنگل میں سرگرداں مت
پھرو۔ ۲۳۶ کسی کے لئے جائز نہیں کہ لوگوں کے سامنے راستوں اور بازاروں میں زبان ہلائے۔
بلکہ چاہیئے کہ جو شخص ذکر کا ارادہ کرے۔ وہ اس مقام میں کرے۔ جو اللہ کے ذکر کے لئے بنایا گیا ہے۔
یا اپنے گھر میں ذکر کرے۔ یہ خلوص اور تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ افق بیان کے حکم کا سورج اس
طرح چمکا ہے۔ عمل کرنیوالوں کو مبارک ہو۔ ۲۳۷ ہر انسان پر کتاب وصیت کا لکھنا فرض کیا گیا ہے۔
اسے چاہیئے کہ اسکے سرنامہ کو اسم اعظم سے مزین کرے۔ اور اس میں خدا کے مظہر ظہور میں اسکی وحدانیت
کا اعتراف کرے۔ اور پھر جس نیکی کا اس نے ارادہ کیا ہو، اس کا ذکر کرے۔ تا امر و خلق کے جہانوں
میں اس کے لئے گواہی ہو۔ اور وہ حفاظت کرنے والے امین خدا کے پاس اس کے لئے خزانہ ہو

۲۳۸ سب عیدیں دو بڑی عیدوں پر ختم ہو گئی ہیں۔ پہلی عید وہ دن ہیں۔ جب خدائے رحمان اپنے
اچھے ناموں اور اعلیٰ صفات کیساتھ مخلوق پر جلوہ گر ہوا۔ اور دوسری عید وہ دن ہے جسمیں ہم نے اسے بھیجا
جو لوگوں کو اس نام کی بشارت دینے والا تھا جس کیساتھ مردے کھڑے ہو گئے اور آسمانوں اور زمینوں
میں حشر برپا ہو گیا۔ ۲۳۹ دوسری دو عیدیں دو دنوں میں ہیں۔ اسطرح سے حکم دینے والے اعلم رکھنے والے
خدا کیطرف سے حکم دیا گیا ہے۔ ۲۴۰ مبارک وہ جسے مہینہ بہاء کا پہلا دن نصیب ہو جسے اللہ نے اس
اسم اعظم کے لئے مقرر کیا ہے۔ ۲۴۱ مبارک جو اسدن میں اپنے اوپر اسکی نعمت کو ظاہر کرتا ہے اسنے
اپنے اس فعل کیساتھ جو خدا کے اس فضل پر دلالت کرنے والا ہے۔ جو سب جہانوں کا احاطہ کئے ہوئے
ہے۔ خدا کے شکر کا اظہار کیا ہے ۲۴۲ کہہ دے کہ وہ مہینوں کا صدر اور آغاز ہے۔ اور اسی میں ممکنات
پر زندگی کی روح چلتی ہے۔ مبارک وہ جو روح وریحان کیساتھ اسے پائے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ
کامیاب ہونیوالوں میں سے ہے۔ ۲۴۳ کہہ دے۔ بڑی عید سب عیدوں کی بادشاہ ہے۔ اے لوگو!
اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو۔ جو تم پر ہوئی۔ جب تم سوئے ہوئے تھے۔ اس نے تم کو وحی کی نسیم سے بیدار
کیا۔ اور اپنا واضح اور سیدھا راستہ بتلایا۔ ۲۴۴ جب تم بیمار ہو۔ تو ماہر طبیبوں کے پاس جاؤ۔ ہم
نے اسباب کو منع نہیں کیا۔ بلکہ اس قلم سے جسے خدا نے اپنے روشن امر کا مطلع بنایا ہے۔ اسباب کو
ثابت کیا ہے ۲۴۵ اللہ نے ہر انسان پر فرض کیا تھا۔ کہ وہ بارگاہ میں اپنی اعلیٰ سے اعلیٰ چیز لائے۔
ہم نے بطور فضل کے اس سے درگذر کیا ہے بتحقیق وہی دینے والا اور کریم ہے۔ ۲۴۶ اس شخص کے لئے
مبارک ہے جو مشرق الاذکار کی طرف سحری کے وقت ذکر کرتا ہوا، استغفار کرتا ہوا توجہ کرتا ہے۔
اور جب داخل ہوتا ہے۔ تو عزیز و حمید بادشاہ کی آیات کے سننے کے لئے خاموش بیٹھ جاتا ہے۔ ۲۴۷
کہہ دے مشرق الاذکار وہ ہر ایک گھر ہے۔ جو شہروں اور دیہات میں میرے ذکر کے لئے بنایا گیا ہے
اگر تم کو معرفت ہو تو عرش کے پاس یہی نام رکھا گیا ہے۔ ۲۴۸ جو لوگ نہایت خوش الحانی سے آیات
رحمان کی تلاوت کرتے ہیں۔ انہیں ان سے وہ حظ حاصل ہوتا ہے کہ آسمان و زمین کی بادشاہت
بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور ان میں انہیں میری ان دنیاؤں کی خوشبو ملتی ہے جسکو آج کوئی

شناخت نہیں کرتا۔ مگر جسے اس منظر کریم سے بینائی دی گئی۔ ۲۴۹ کہدے کہ وہ صاف دلوں کو روحانی دنیا کی طرف کھینچتی ہیں۔ ایسی دنیا جسکو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ ان کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ سننے والوں کیلئے خوشخبری ہو۔ ۲۵۰ اے لوگو! میرے ان برگزیدوں کی مدد کرو۔ جو میری مخلوق کے درمیان میرے ذکر کیلئے اور میری بادشاہت میں میرے کلام کے بلند کرنیکے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ میری مہربانی کے آسمان کے ستارے اور میری سب مخلوق کی ہدایت کے چراغ ہیں ۲۵۱ جو شخص میرے الواح میں نازل شدہ کے بغیر کلام کرتا ہے۔ اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ تم ہر دعویدار گنہگار کی پیروی مت کرو۔ ۲۵۲ الواح کو اس فالق الاصباح کی مہر کیساتھ مزین کیا گیا ہے۔ جو کہ آسمانوں اور زمین کے درمیان نطق کر رہا ہے مضبوط کرلے اور میرے محکم امر کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو۔ ۲۵۳ جو مختلف زبانیں سیکھنا چاہے۔ اسنے اسکی اجازت دیدی ہے۔ تاکہ وہ امر الٰہی کو مشرق و مغرب میں پہنچائے اور حکومتوں اور ملتوں کے درمیان اس کا ذکر ایسے رنگ میں کرے جس سے دل کھچے جائیں اور ہر بوسیدہ ہڈی زندہ ہو جائے۔ ۲۵۴ عقلمند کیلئے جائز نہیں کہ ایسی چیز پیئے جو عقل کو زائل کردے۔ اسے چاہیئے کہ ایسے کام کرے جو انسان کے لائق ہوں۔ وہ کام نہ کرے جنکا ارتکاب غافل اور شکوک میں مبتلا انسان کرتا ہے۔ ۲۵۵ اپنے سروں کو امانت اور وفاداری کے تاج سے مزین کرو۔ اور اپنے دلوں کو چادر تقویٰ سے اور اپنی زبانوں کو خالص سچائی سے۔ اور اپنے وجودوں کو آداب کے لباس سے۔ یہ سب اگر تم بصیرت رکھنے والے ہو انسان کی خصلتوں میں سے ہے۔ ۲۵۶ اے اہل بہاء خدائے برحق کیلئے عبودیت کی رسی کو پکڑو۔ اس طرح تمہارے مقامات ظاہر ہو جائیں گے۔ اور تمہارے نام قائم رہیں گے۔ اور تمہارے درجات اور ذکر لوح حفیظ میں بلند ہوں گے۔ تم کو زمین کے سب لوگ اس عزیز و رفیع مقام سے نہ روکیں۔ ۲۵۷ ہم نے تم کو اکثر الواح میں اسکی وصیت کی ہے۔ اور اس لوح میں بھی جسکے افق سے تمہارے حکیم اور صاحب اقتدار خدا کے احکام کا سورج ظاہر ہوا ہے۔ ۲۵۸ جب وصال کا سمندر تہ میں چلا جائے۔ اور ابتداء کی کتاب انجام کو پہنچ جائے۔ تو اسکی طرف توجہ کرو جو کہ اصل قدیم کی شاخ ہے۔ اور جس کا اللہ نے ارادہ کیا ہے۔

۲۵۹ لوگوں کی کم عقلی پر غور کرو۔ وہ ان چیزوں کی تلاش کرتے ہیں۔ جو انہیں ضرر پہنچاتی ہیں اور ان چیزوں کو چھوڑ رہے ہیں جو ان کے لئے مفید ہیں تحقیق وہ سرگرداں ہیں۔ ۲۶۰ ہم بعض لوگوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ آزادی چاہتے ہیں۔ اور اس پر فخر کرتے ہیں۔ یہ لوگ کھلی جہالت میں ہیں تحقیق آزادی کا انجام ایسا فتنہ ہوتا ہے جسکی آگ نہیں بجھتی۔ شمار کرنیوالا اور جاننے والا خدا تم کو اس طرح خبر دیتا ہے۔ ۲۶۱ یاد رکھو کہ آزادی کے مظاہر اور مطالع جانور ہیں۔ اور انسان کو چاہیئے کہ ایسے قوانین کے ماتحت ہو جو اسے نفس کی جہالت اور مکر کرنیوالوں کے ضرر سے محفوظ رکھے۔ ۲۶۲ آزادی انسان کو ادب اور وقار کے طریقوں سے نکال کر رذیل بنا دیتی ہے۔ ۲۶۳ مخلوق بکریوں کیطرح چرواہے کی محتاج ہے۔ تا وہ ان کی حفاظت کرے تحقیق یہ یقینی حق ہے۔ ہم اسکی بعض مقامات میں تصدیق کرتے ہیں اور بعض میں نہیں۔ ہم عالم ہیں۔ ۲۶۴ کہدے آزادی میرے احکام کی پیروی میں ہے۔ کاش! تمہیں معرفت حاصل ہو۔ ۲۶۵ اگر لوگ اسکی پیروی کریں جو ہم نے آسمان وحی سے اتارا ہے۔ تو وہ اپنے آپ کو کامل آزادی میں پائیں۔ مبارک جو اللہ کی مراد کو سمجھتا ہے اس کلام سے جو اس نے اپنی اس مشیئت کے آسمان سے اتارا ہے۔ جو سب جہانوں کی نگران ہے۔ ۲۶۶ کہدے۔ کہ جو آزادی تمہارے لئے فائدہ مند ہے، خدائے برحق کی عبادت میں ہے۔ جسے اس عبادت کی لذت حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت کے بدلہ میں بھی اسے نہیں چھوڑتا۔ ۲۶۷ البیان میں تم پر پوچھنا حرام کیا گیا تھا۔ اسنے اس سے درگذر کیا ہے۔ تا تم جو تمہارے نفس کیلئے ضروری ہو پوچھ سکو۔ نہ کہ وہ باتیں پوچھو جنکے متعلق تم سے پہلے لوگ گفتگو کر چکے ہیں۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور متقی بنجاؤ۔ ۲۶۸ اللہ کے امر اور اسکی بادشاہت کے بارے میں نفع دینے والی باتیں پوچھو آسمانوں اور زمینوں والوں پر فضل کا دروازہ کھولا گیا ہے۔ ۲۶۹ مہینوں کی گنتی اللہ کی کتاب میں انیس[۱۹] مہینے ہے۔ جن میں سے پہلا اس نام کیساتھ جو سب جہانوں پر مہیمن ہے مزین کیا گیا ہے۔ ۲۷۰ اللہ نے حکم دیا ہے۔ کہ مُردوں کو بلور اور مضبوط پتھروں یا مضبوط اور لطیف لکڑیوں میں ان کی انگلیوں میں نقش و نگار والی انگوٹھیاں ڈال کر دفن کیا جائے۔ اللہ مقتدر اور علیم ہے۔ ۲۷۱ مَردوں کیلئے لکھا

جائے۔ وللہ ما فی السموات والارض وما بینہما وکان اللہ بکل شیٔ علیماً۔ ۲۷۲ عورتوں کیلئے لکھا جاوے۔ وللہ ملک السموات والارض وما بینہما وکان اللہ علی کل شیٔ قدیراً۔ ۲۷۳ یہ پہلے سے نازل ہو چکا ہے۔ اور نقطۂ بیان پکار رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔ اے مخلوق کے محبوب! اس مقام پر وہ بیان کر جس سے ساری دنیاؤں میں تیرے الطاف کی نفحات مہک اٹھیں۔ ۲۷۴ ہم نے سب کو خبر دیدی ہے۔ کہ بیان کے سارے کلمات کو تیرے ایک کلمہ کے برابر سمجھیں۔ تو جو چاہتا ہے اس پر قادر ہے۔ اپنے بندوں کو اپنی رحمت کے سمندر کے فیوضات سے مت روک۔ تو بڑے فضل والا ہے۔ ۲۷۵ ہم نے اسکے ارادے کو قبول کیا۔ وہی محبوب اور جواب دینے والا ہے۔ ۲۷۶ اگر ان پر وہ نقش کیا جائے جو اسوقت اللہ کیطرف سے اترا ہے تو مردوں اور عورتوں کیلئے بہتر ہے۔ ہم حکومت کرنیوالے ہیں۔ ۲۷۷ اللہ کیطرف سے شروع ہوا تھا اور اسی کی طرف سب جہان سے منقطع ہو کر رجوع کر رہا ہوں۔ اور اسکے رحمان اور رحیم نام سے تمسک کر رہا ہوں۔ ۲۷۸ اس طرح سے اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے اپنے فضل سے مخصوص کر لیتا ہے۔ وہ مقتدر اور قدیر ہے۔ ۲۷۹ اور یہ کہ تم اسکو کفن دو ریشم یا سوت کے پانچ کپڑوں میں۔ جسے طاقت نہ ہو، وہ ان دونوں میں سے ایک پر کفایت کرلے۔ جاننے والے خبیر خدا کیطرف سے اسی طرح حکم دیا گیا۔ ۲۸۰ تم پر حرام کیا گیا ہے۔ کہ میت کو شہر سے ایک گھنٹے کی مسافت سے زیادہ لیجاؤ۔ اسکو قریب مکان میں خوشی خوشی دفن کر دو۔ ۲۸۱ سفروں کی حدبندی کے متعلق جو البیان میں حکم دیا گیا تھا۔ وہ اللہ نے دور کر دیا ہے۔ اللہ مختار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور جو ارادہ کرے اسکا حکم دیتا ہے۔ ۲۸۲ اے مخلوق کے سردارو! مالک الاسماء کی آواز سنو۔ وہ تمہیں اپنے سجن اعظم سے پکار رہا ہے۔ کہ کوئی خدا نہیں بجز میرے جو اقتدار والا، کبریائی والا، بلند جاننے والا اور حکمت والا ہے تحقیق کوئی خدا نہیں مگر وہی جو سب جہانوں پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اگر وہ چاہے اپنے ایک کلمہ سے سب جہان کو گرفت میں لے سکتا ہے تم اس امر میں توقف نہ کرو جسکے لئے ملأ اعلیٰ اور الاسماء کے شہروں کے باشندوں نے فرمانبرداری کی ہے۔ اللہ سے ڈرو اور حجاب والوں میں سے مت ہو۔ ۲۸۳ سب پردوں کو میری

محبت کی آگ سے جلا دو۔ اور تمام روکوں کو اس نام کیساتھ جسکے ساتھ ہم نے سب جہانوں کو مسخر کیا ہے۔ ۲۸۴ ... گھروں کو دونو مقاموں پر اور ایسا ہی دوسرے مقامات کو جن میں تمہارے رب رحمان کا عرش ٹھہر چکا ہے اونچا کرو۔ اس طرح عارفوں کا مولیٰ تمکو حکم دیتا ہے۔ ۲۸۵ تمہیں زمین کے معاملات ان احکام سے نہ روکیں جو طاقتور اور امین خدا کی طرف سے تمہیں دیئے گئے ہیں تم مخلوق کے درمیان ایسے طور پر مظاہر استقامت بنو۔ کہ تمہیں اللہ کے منکروں کے شبہات جبکہ وہ بڑی بادشاہت کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔ نہ روک سکیں۔ ۲۸۶ تم کو پہلی کتاب میں نازل شدہ کلام اس کتاب سے نہ روکے جو کہ سچائی کے ساتھ بول رہا ہے۔ کہ کوئی خدا نہیں، سوائے میرے جو عزیز و حمید ہوں۔ ۲۸۷ انصاف کی آنکھ سے اس شخص پر نگاہ کرو۔ جو ارادہ اور اقتدار کے آسمان سے آیا ہے۔ اور ظالموں میں سے مت بنو۔ ۲۸۸ پھر یاد کرو، جو کہ میرے بشارت دہندہ کے قلم سے اس ظہور کے بارے میں جاری ہوا۔ اور جو سرکش لوگوں نے اسکے دنوں میں کیا۔ آگاہ رہو کہ وہ خسارہ پانے والے ہیں اس نے کہا۔ کہ اگر تم پاؤ جسکو ہم ظاہر کرینگے تو تم اللہ کے فضل کے بارے میں پوچھے جاؤ گے۔ وہ تمہارے تختوں پر بیٹھکر تم پر احسان کریگا۔ یہ بڑی زبردست اور مضبوط عزت ہے۔ اگر وہ تمہارے پاس پانی کا پیالہ پی لے، یہ بڑا ہے اس سے کہ ہر انسان کو آبحیات نصیب ہو جائے۔ بلکہ اس سے بھی کہ اے میرے بندو تم سب چیزوں کو حاصل کر لو یہ اسکی طرف سے میری ذات کے ذکر کیلئے اتارا گیا ہے۔ کاش! تمہیں علم ہو۔ ۲۸۹ جو شخص ان آیات پر غور کریگا اور ان کے پوشیدہ موتیوں پر اطلاع پائیگا۔ بخدا وہ قید خانے کیطرف سے رحمان کی خوشبو سونگھیگا۔ اور دل کیساتھ شوق کی حالت میں دوڑیگا۔ اسے آسمانوں اور زمینوں کے لشکر نہ روک سکینگے۔ ۲۹۰ کہدے۔ یہ ظہور وہ ہے جسکے گرد حجت اور برہان طواف کر رہے ہیں۔ رحمان نے اس کو اسی طرح اتارا ہے۔ اگر تم منصف ہو۔ ۲۹۱ کہدے۔ یہ سب کتابوں کی روح ہے۔ جو قلم اعلیٰ سے پھونکی گئی ہے۔ اور سب مخلوق بے ہوش ہو گئی ہے، بجز ان کے جنہیں میری رحمت کے نفحات نے اور میرے الطاف کی پھواروں نے جو سب جہانوں پر نگران ہیں اسکو پہنچ جائیں۔ ۲۹۲ اے اہل بیان خدا سے ڈرو۔ پھر سوچو اس کو جو اس نے دوسری جگہ پر نازل کیا ہے۔ اس نے کہا ہے۔ کہ قبلہ تو من یظہرہ اللہ ہے جب وہ

پلٹ جائیگا۔ تو قبلہ بھی بدل جائیگا۔ یہاں تک کہ قرار پکڑ لے قدرت کے مالک کیطرف سے اسی طرح نازل ہوا جب اسنے اس منظر اکبر کے ذکر کا ارادہ کیا۔ اے لوگو! غور کرو اور پریشان مت ہو۔ ۲۹۳ اے غافلوں کی جماعت! اگر تم اپنی خواہشات کے باعث اس کا انکار کرتے ہو تو کس قبلے کیطرف منہ کروگے اس آیت پر غور کرو۔ پھر خدا کے نام پر انصاف کرو۔ شاید تمہیں اس سمندر کے رازوں سے موتی مل جائیں جو میرے عزیز اور زبردست نام کیساتھ موجزن ہے۔ ۲۹۴ کسی کے لئے جائز نہیں۔ کہ آج سوائے اسکے جو اس ظہور میں ظاہر ہوا ہے کسی دوسری تعلیم کے ساتھ تمسک کرے۔ یہ خدا کا ازلی، ابدی حکم ہے۔ اور اسی کیساتھ پہلوں کی کتابیں مزین ہوتی ہیں۔ ۲۹۵ یہ خدا کا پہلے سے اور بعد میں بھی ذکر ہے۔ کائنات کی کتاب کا دیباچہ اسی کیساتھ نقش و نگار کیا گیا ہے۔ اگر تمکو شعور ہے۔ ۲۹۶ یہ خدا کا ازلی، ابدی امر ہے تم ذلیل لوگوں میں سے مت ہو۔ ۲۹۷ آج تم کو کوئی اور تعلیم ہرگز فائدہ نہیں دے سکتی۔ اور کسی کیلئے بجز اللہ علیم و حکیم کے کوئی جائے پناہ نہیں۔ ۲۹۸ جس نے مجھے شناخت کیا اس نے المقصود کو شناخت کیا جس نے میری طرف توجہ کی اس نے معبود کی طرف توجہ کی۔ اسی طرح کتاب میں تفصیل کی گئی ہے۔ اور اللہ رب العالمین کیطرف سے معاملہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ ۲۹۹ جو میری آیات میں سے ایک آیت پڑھ لیتا ہے یہ اسکے لئے اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ کہ اولین و آخرین کی ساری کتابوں کو پڑھے۔ یہ خدا کا بیان ہے اگر تم سننے والے ہو۔ ۳۰۰ کہدے یہ یقینی علم ہے۔ اگر تم اہلِ عرفان میں سے ہو۔ ۳۰۱ پھر اس پر غور کرو جو دوسری جگہ اتارا گیا ہے۔ شاید تم اس کو ترک کردو جو تمہارے پاس ہے۔ اللہ رب العالمین کی طرف توجہ کرتے ہوئے اس نے کہا ہے ہم عورت کا ختنا حلال نہیں۔ اگر وہ بیان کے مذہب پر نہ ہوں۔ اور اگر کوئی داخل ہوجائے تو دوسرے پر حرام ہوگا جو اس نے اسکے پاس سے اپنی ملک میں لیا ہے۔ سوائے اس کے کہ لوٹ آئے یہ بعد اسکے کہ من یظہرہ اللہ الحق کا امر بلند کیا جائے۔ یہ جو عدل کے ساتھ ظاہر ہوچکا اور اس سے پہلے تمہیں چاہئے کہ قرب اختیار کرو تاکہ تم اس طرح سے امرِ الٰہی کو بلند کرو۔ فاختہ شاخوں میں بیٹھی اپنے خدائے رحمان کے ذکر میں اس طرح گاتی ہے۔ سننے والوں کو مبارک ہو۔ ۳۰۲ اے اہلِ بیان میں تمہیں تمہارے رحمان کی قسم دیتا ہوں۔ کہ تم حق کیساتھ نازل شدہ میں انصاف کی نظر سے غور کرو۔ اور ان لوگوں میں سے

مت ہو جو اسکے برہان کو دیکھتے ہیں اور ان کا انکار کردیتے ہیں۔ خبردار! وہ ہلاک شدہ ہیں۔ ۳۰۳ نقطۂ بیان نے اس آیت میں اپنے امر سے پہلے میرے امر کے بلند ہونیکا بالصراحت ذکر کیا ہے۔ ہر انصاف پسند عالم اسکی گواہی دیگا۔ جیسا کہ تم آج دیکھ رہے ہو۔ کہ وہ ایسی شان سے بلند ہوچکا ہے کہ کوئی اس کا انکار نہیں کرسکتا۔ سوائے ان لوگوں کے جنکی آنکھیں اس دنیا میں بند کردی گئیں۔ اور آخرت میں ان کیلئے رسواکن عذاب ہوگا۔ ۳۰۴ کہدے۔ بخدا میں اس کا محبوب ہوں۔ اب وہ اسکو سن رہا ہے۔ جو آسمانی وحی سے نازل ہوتا ہے۔ اور اس پر نوحہ کرتا ہے۔ جو تم نے اس کے زمانہ میں کیا تھا۔ اللہ سے ڈرو۔ حد سے بڑھنے والوں میں سے مت ہو۔ ۳۰۵ کہدے۔ اے میری قوم! اگر تم اس پر ایمان نہ لاؤگے تو اسپر اعتراض مت کرو۔ اللہ کی قسم کافی ہے وہ دکھ جو اسپر ظالموں کے لشکروں سے اکٹھا ہوچکا ہے۔ ۳۰۶ اس نے بعض احکام نازل کئے ہیں تاکہ قلم اعلیٰ اس ظہور میں نہ حرکت کرے۔ مگر اسکے بلند مقامات اور اسکے روشن ترین منظر کے ذکر پر اور جب ہمنے فضل کا ارادہ کیا ان احکام کو تفصیل سے بیان کردیا۔ اور جو ہم نے چاہا اسکے متعلق تمہارے لئے تخفیف کردی ہے۔ وہ بڑے فضل والا اور کریم ہے۔ ۳۰۷ اس نے تمکو پہلے سے ہی اسکی خبر دیدی ہے۔ جو یہ ذکرِ حکیم بول رہا ہے۔ اس نے کہا اور اسکا قول درست ہے۔ کہ وہ ہر حالت میں یہی پکار دے گا۔ کہ کوئی خدا نہیں بجز مجھ اکیلے اور علیم و خبیر کے۔ ۳۰۸ یہ وہ مقام ہے۔ جو اللہ نے اس زبردست اور بے مثال ظہور کیلئے مخصوص کر رکھا ہے۔ ۳۰۹ یہ اللہ کا فضل ہے۔ اگر تم عارفوں میں سے ہو۔ ۳۱۰ یہ اسکا مبرم امر ہے اور اسمِ اعظم اور بلند کلمہ اور اچھے ناموں کا مطلع ہے کاش! تم اہلِ علم میں سے ہو۔ ۳۱۱ بلکہ اسکے ساتھ تمام مطالع اور مشارق ظاہر ہوتے ہیں۔ اے لوگو! اسمیں غور کرو جو حق کیساتھ اتارا گیا۔ اور تدبر کرو اور حد سے بڑھنے والوں میں سے مت ہو۔ ۳۱۲ سب مذاہب کے ساتھ روح و ریحان کیساتھ زندگی بسر کرو۔ تاوہ تم سے رحمان کی خوشبو پائیں۔ خبردار! مخلوق کے درمیان تمہیں جاہل لوگوں کیطرح جوش نہ آئے۔ سب اللہ سے شروع ہوئے ہیں اور اس کی طرف لوٹیں گے۔ وہ خلق کا مبدء اور سب لوگوں کا مرجع ہے۔ ۳۱۳ تم کسی گھر میں اسکے مالک کی غیر حاضری میں مت داخل ہو۔ مگر اسکی اجازت کے بعد۔ ہر حالت میں دستور کے مطابق عمل کرو۔ اور غافلوں میں سے

مت بنو۔ ۳۱۴ تم پر اناجوں اور دوسری چیزوں کی زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ یہ وہ حکم ہے جو اس مضبوط کتاب
میں آیات اتارنے والے نے دیا ہے۔ ہم عنقریب تمہارے لئے زکوٰۃ کے نصاب کی تفصیل بیان کرینگے
جب اسکا ارادہ اور منشاء ہوگا۔ وہ اپنے علم سے جو چاہتا ہے تفصیل بیان کرتا ہے۔ وہ بڑے علم والا اور
حکمت والا ہے۔ ۳۱۵ سوال کرنا جائز نہیں اور جس کسی سے مانگا جائے اسکو دینا حرام ہے۔ سب پر فرض
ہے کہ خود کمائیں۔ جو عاجز ہو تو بیت العدل کے کارپردازوں اور صاحب ثروت لوگوں پر فرض
ہے کہ اسکی مناسب امداد کریں۔ تم اللہ کی حدود اور اسکے احکام پر عمل کرو۔ اور ان کی اسیطرح
حفاظت کرو جس طرح اپنی آنکھوں کی کرتے ہو۔ اور خسارہ پانیوالوں میں سے مت بنو۔ ۳۱۶ تمہیں
کتاب میں جھگڑنے، تنازع کرنے اور مارنے وغیرہ ایسے امور سے جن سے دل غمگین ہوجاتے ہیں منع کیا
گیا ہے۔ جو کسی کو غم پہنچائے اسپر فرض ہے کہ انیس ۱۹ مثقال سونا خرچ کرے۔ یہ سب جہانوں کے آقا
کا حکم ہے۔ ۳۱۷ خدا نے اس ظہور میں تم سے اس حکم کو معاف کردیا ہے۔ اور تمہیں نیکی اور تقویٰ کی
وصیت کرتا ہے۔ اس روشن لوح میں اسکی طرف سے یہی حکم ہے۔ ۳۱۸ کسی کیلئے وہ مت پسند کرو
جو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ اللہ سے ڈرو۔ اور متکبر مت بنو۔ ۳۱۹ تم سب پانی سے پیدا کئے
گئے ہو۔ اور مٹی کیطرف لوٹوگے۔ اپنے انجام پر غور کرو۔ اور ظالموں میں سے مت بنو۔ ۳۲۰ اسکو سنو!
جو تم پر سدرہ آیات اللہ کی تلاوت کررہی ہے۔ وہ ہدایت کا اس خدا کیطرف سے پیمانہ ہیں۔ جو
اس دنیا اور آخرت کا رب ہے۔ اور وہ انہی آیات کے ساتھ نفوس مطلع الوحی کیطرف پرواز کرتے ہیں! اور توجہ
کرنیوالوں کے دل روشن ہوتے ہیں۔ ۳۲۱ یہ اللہ کے احکام تمپر فرض کئے گئے ہیں۔ خدا کے ان
اوامر کا تمہیں لوح میں حکم دیا گیا ہے۔ خوشی خوشی ان پر عمل کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تمہیں عرفان
حاصل ہو۔ ۳۲۲ اللہ کی آیات کو ہر صبح و شام پڑھو۔ جس نے تلاوت نہ کی۔ اس نے اللہ کے عہد اور
میثاق کو پورا نہ کیا۔ جو آج ان آیات سے منہ پھیرتا ہے وہ ان میں سے ہے، جنہوں نے ازل الآزال
میں اللہ سے منہ پھیرا تھا۔ اے میرے بندو! تم سب اللہ سے ڈرو۔ ۳۲۳ دن اور رات میں کثرت
قرأت اور کثرت اعمال تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے۔ اگر کوئی ایک آیت بھی روح وریحان کیساتھ

پڑھ لیتا ہے۔ تو یہ اسکے لئے اس سے بہتر ہے۔ کہ خدائے مہیمن وقیوم کے سب صحیفوں کو سستی سے
پڑھے۔ ۳۲۴ اللہ کی آیات کو ایسے انداز سے پڑھو کہ تم کو غفلت اور غم لاحق نہ ہو۔ اور نہ روحوں پر اتنی
مشقت ڈالو جو انہیں سست اور بوجھل کردے۔ بلکہ جو ان میں تخفیف پیدا کرے۔ تاکہ ارواح
آیات کے پروں کے ساتھ مطلع البینات کیطرف پرواز کریں۔ یہ اللہ کے زیادہ قریب ہے۔ اگر تم عقل
رکھو۔ ۳۲۵ اپنی اولادوں کو وہ سکھاؤ جو عظمت واقتدار کے آسمان سے نازل ہوا ہے۔
چاہئے کہ وہ رحمان کی الواح کو مشرق الاذکار کے بالاخانوں میں خوش الحانی سے پڑھیں۔ ۳۲۶
جسکو میرے رحمان نام کی محبت کے جذبے نے اپنی طرف کھینچ لیا، وہ اسکی آیات کو ایسی شان سے
پڑھتا ہے جس سے سونیوالوں کے دل خود بخود کھچے جاتے ہیں۔ ۳۲۷ اس شخص کو مبارک ہو جو زندگی
کی شراب اپنے رب رحمان کے بیان سے اس نام کیساتھ پیتا ہے جسکے ساتھ ہر اونچا پہاڑ اڑا
دیا گیا۔ ۳۲۸ تم پر فرض کیا گیا ہے کہ ہر انیس ۱۹ سال کے ختم ہونے پر گھر کے اسباب کو تبدیل کرو۔ علیم
وخبیر خدا کیطرف سے یہی حکم دیا گیا ہے۔ اس نے تمہارے لطیف بنانے نیز ان چیزوں کے جو تمہارے پاس ہیں۔
کے ارادہ سے یہ حکم دیا ہے۔ اللہ سے ڈرو اور غافلوں میں سے مت ہو۔ ۳۲۹ جس شخص کو اس کی طاقت
نہ ہو۔ اللہ نے اس سے درگذر فرمایا۔ وہ بخشنے والا اکریم ہے۔ ۳۳۰ گرمیوں میں ہر روز اور سردیوں میں ہر تیسرے
دن اپنے پاؤں کو ایک مرتبہ دھوئے۔ جو تم پر سختی کرے اس کا جواب نرمی سے دو۔ اور جو تم کو ڈانٹے اسے مت
ڈانٹو۔ اسے چھوڑ دو اور اللہ پر جو انتقام لینے والا، عدل کرنیوالا اور قدرت والا ہے، توکل کرو۔ ۳۳۱
تمہیں منبروں پر چڑھنے سے روکا گیا ہے۔ جو چاہے کہ تم پر اپنے رب کی آیات پڑھے۔ وہ اس کرسی پر بیٹھے
جو تخت پر بچھائی گئی ہو۔ اور اپنے رب اور سب جہانوں کے رب کو یاد کرے۔ ۳۳۲ اللہ تعالیٰ نے پسند
کیا ہے۔ کہ تم تختوں اور کرسیوں پر بیٹھو۔ یہ بسبب ان چیزوں کے عزیز ہونیکے جو تمہارے پاس ہیں۔ اللہ اور
اسکے مشرق منیر کے مطلع الامر کی محبت کے باعث۔ ۳۳۳ تم پر قمار بازی اور افیون حرام کیگئی ہے۔ اے
مخلوقات! اس سے اجتناب کرو اور حد سے گذرنے والوں میں سے مت بنو۔ ۳۳۴ ان چیزوں کو ہرگز
استعمال نہ کرو جنکے باعث تمہارے جسم سست ہوجائیں۔ اور تمہارے بدنوں کو نقصان پہنچے جنسے

تمہارے لئے وہی ارادہ کیا ہے۔ جو تم کو نفع پہنچائے۔ سب چیزیں یہ گواہی دے رہی ہیں۔ کاش تم سنتے۔
۳۳۵ جب تمہیں کھانوں اور دعوتوں کیطرف بلایا جائے تو خوشی اور انبساط کیساتھ قبول کرو جسنے وعدہ کو
پورا کردیا وہ سزا سے بچ گیا۔ یہ وہ دن ہے جس میں ہر امر تفصیل سے ذکر کیا گیا۔ ۳۳۶ پریذیڈنٹ کیلئے
بطور رمز جھنڈے کے نیچے کرنے کا بھید ظاہر ہوگیا۔ مبارک اس کیلئے جسے خدا تعالیٰ ان چھ باتوں کے اقرار
کی توفیق بخشے جو اس ہزار میں مرتفع ہوئی ہیں تحقیق وہ مخلصوں میں سے ہے۔ ۳۳۷ کتنے عبادت گذاروں نے
اعراض کیا اور کتنے ترک کرنے والے متوجہ ہوگئے اور کہنے لگے۔ یا مقصود العالمین تیرے لئے حمد ہو۔ ۳۳۸
امر خدا کے ہاتھ میں ہے جسکو اور جتنا چاہتا ہے دیتا ہے اور جس سے جو چاہتا ہے روک لیتا ہے۔ دلوں
کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ اور انہیں بھی جنکے ساتھ اشارہ کرنیوالوں کی آنکھیں حرکت کرتی ہیں۔
۳۳۹ کتنے ہی غافل خلوص کیساتھ آئے۔ ہم نے ان کو قبولیت کے تخت پر بٹھایا اور کتنے ہی عقلمندوں کو
ہم نے اپنے عدل کے مطابق آگ کیطرف لوٹا دیا تحقیق ہم حکم دینے والے ہیں۔ ۳۴۰ وہ یَفْعَلُ مَا
یَشَاءُ کا مظہر ہے۔ اور یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ کے تخت پر بیٹھنے والا ہے۔ ۳۴۱ مبارک اے جو اس قلم کے
نشانات سے معانی کی خوشبو پلائے۔ جو کہ جب حرکت کرتی ہے تو اسکے غیر میں روح سی مہک اٹھتی ہے
اور جب ٹھہر جاتی ہے تو اطمینان کی حالت دنیا میں ظاہر ہوجاتی ہے۔ اس فضل عظیم کا مظہر رحمان بلند ہو
۳۴۲ کہہ دے۔ یہ سبب اسکے کہ اس نے ظلم کو برداشت کیا۔ اسکے علاوہ سب جگہ عدل ظاہر ہوگیا۔
اور اسکے ذلت قبول کرنیکے باعث اللہ کی عزت سب جہانوں میں ظاہر ہوگئی۔ ۳۴۳ جنگ کے ہتھیار
اٹھا کر چلنا تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے۔ سوائے ضرورت کے۔ اور تمہارے لئے ریشم پہننا حلال کیا گیا
ہے۔ ۳۴۴ لباس اور ڈاڑھیوں کے متعلق اللہ نے اپنے فضل سے حد بندی کے حکم کو دور کردیا ہے۔ وہ
جاننے والا اور حکم دینے والا ہے۔ وہ کرو جسے صحیح عقلیں ناپسند نہ کریں اور اپنے آپ کو بازیچۂ اطفال
مت بناؤ۔ مبارک جو آداب و اخلاق کے لباس سے مزین ہے۔ وہ ان میں سے ہے جنہوں نے اپنے
واضح عمل کیساتھ اپنے رب کی تائید کی ہے۔ ۳۴۵ اللہ کے شہروں اور ملکوں کو آباد کرو۔ پھر مقربوں کے
نغمے کیساتھ اسے ان میں یاد کرو۔ دل زبان سے آباد کئے جاتے ہیں۔ جس طرح گھر اور شہر ہاتھوں اور دیگر

اسباب سے۔ ہم نے ہر چیز کیلئے اپنی طرف سے سبب مقرر کیا ہے۔ اس کو پکڑو اور حکیم و خبیر خدا پر توکل کرو۔ ۳۴۶
مبارک اس کیلئے جو اس کا اور اسکی آیات کا اقرار کرے۔ اور اعتراف کرے کہ وہ اپنے کاموں کے متعلق پوچھا
نہیں جاتا۔ یہ وہ کلمہ ہے جسے اللہ نے سب عقائد کی زینت اور بنیاد قرار دیا ہے۔ اور اسی کیساتھ عمل
کرنیوالوں کا عمل قبول کیا جاتا ہے۔ ۳۴۷ اس کلمہ کو اپنے سامنے رکھو۔ تاکہ اعراض کرنیوالوں کے اشارے
تمہیں بہکا نہ دیں۔ ۳۴۸ اگر وہ اس چیز کو حلال قرار دے جو ازل سے حرام کی گئی ہے۔ یا برعکس یعنی اس
چیز کو جو ازل سے حلال ہے حرام قرار دے۔ تو کسی کا حق نہیں کہ اس پر اعتراض کرے۔ جو ایک جھپک
سے بھی کم توقف کریگا وہ زیادتی کرنیوالوں میں سے ہوگا۔ ۳۴۹ جسے یہ روشن اصل اور اعلیٰ مقام حاصل نہ
ہوا۔ اسے شبہات کی ہوائیں حرکت دینگی۔ اور مشرکین کے اقوال اسے منحرف کردیں گے۔ ۳۵۰ جسے یہ
اصل حاصل ہوگیا اسے استقامتِ کبریٰ حاصل ہوگئی۔ یہ مقام ابہیٰ کیا ہی اچھا ہے۔ اسکے ذکر سے
ہر مضبوط لوح مزین کی گئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ وہ سکھاتا ہے جو شک اور حسرت سے تمہیں خلاصی بخشے اور
دنیا اور آخرت میں تمہیں نجات دے۔ وہ غفور و کریم ہے۔ ۳۵۱ وہی ہے جس نے رسولوں کو بھیجا۔
اور کتابوں کو نازل کیا۔ کوئی خدا نہیں سوائے میرے جو عزیز و حکیم ہوں۔ ۳۵۲ اے الکاف الرائی زین!
ہم تجھے ایسی حالت میں دیکھتے ہیں جو اللہ کو پسند نہیں۔ اور ہمیں تجھ میں وہ باتیں دکھائی دیتی ہیں جنکی
اطلاع سوائے خدائے علیم و خبیر کے کسی کو نہیں۔ اور ہمیں وہ بھی معلوم ہوجاتا ہے جو تجھ میں رازوں کا بھی
راز ہے۔ ہمارے پاس لوح مبین میں ہر چیز کا علم ہے۔ ۳۵۳ اس پر غمگین مت ہو عنقریب اللہ تجھ میں
ایسی طاقت والے لوگ ظاہر کریگا جو مجھے ایسی استقامت سے یاد کریں گے، کہ علماء کے اشارات اور شکوک
انداز لوگوں کے شبہات انہیں نہ روکیں گے۔ یہ لوگ اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور اسکی
مدد اپنی جانوں سے کریں گے تحقیق وہ راسخ لوگوں میں سے ہیں۔ ۳۵۴ اے گروہِ علماء! جب آیات
نازل ہوئیں اور بینات ظاہر ہوئیں۔ ہم نے تمکو پردوں کے پیچھے دیکھا۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ ۳۵۵
تم نے میرے نام پر فخر کیا لیکن میری ذات سے غافل رہے جبکہ رحمان حجت و برہان کیساتھ آگیا۔ ہمنے
پردوں کو پھاڑ دیا ہے۔ آئندہ لوگوں کو کسی اور پردے کیساتھ مت روکو۔ مخلوق کے مالک کے نام پر اوہام

کی زنجیروں کو توڑ دو۔ اور قریب کرنیوالوں میں سے مت بنو۔ ۳۵۶ جب تم اللہ کیطرف توجہ کرو اور اس امر میں داخل ہو جاؤ، اس میں کوئی فساد نہ کرو۔ اور اللہ کی کتاب کو اپنی خواہشات کے ساتھ قیاس مت کرو یہ خدا کی ازلی ابدی نعمت ہے۔ اللہ کے گواہ اور اسکے برگزیدہ اسکی شہادت دیتے ہیں۔ ہم سب اسکے گواہ ہیں۔ ۳۵۷ اس شیخ کو یاد کرو جس کا نام محمد حسن تھا۔ اور اپنے وقت کا سب سے بڑا عالم تھا جب حق ظاہر ہوا۔ اس نے اور اسکے امثال نے اعراض کیا۔ اور اللہ کیطرف ان لوگوں نے توجہ کی جو گندم اور جو صاف کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے خیال کے مطابق دن رات خدا کے احکام لکھتا تھا جب مختار آگیا ان میں سے ایک حرف نے بھی اسے نفع نہ دیا۔ اگر وہ نفع دیتا تو وہ اس چہرے سے اعراض نہ کرتا جسکے ساتھ مقربوں کے چہرے روشن ہوئے ہیں۔ ۳۵۸ اگر تم اللہ پر اسکے ظہور کے وقت ایمان لے آتے۔ تو دوسرے لوگ بھی اس سے اعراض نہ کرتے۔ اور ہم پر وہ مصیبتیں نہ آتیں جو آج تم دیکھ رہے ہو۔ اللہ سے ڈرو اور غافل مت بنو۔ ۳۵۹ خبردار نام تم کو ان کے مالک سے نہ روکیں یا کوئی ذکر اس ذکر حکیم سے منع نہ کرے ۳۶۰ اے علماء کے گروہ اللہ کی پناہ مانگو۔ اور اپنے آپ کو میرے اور میری مخلوق کے درمیان حجاب مت بناؤ۔ تم کو اللہ اس طرح سے وعظ کرتا ہے۔ اور عدل کا حکم دیتا ہے۔ تاکہ تمہارے اعمال حبط نہ ہو جائیں اور تم غافل ہو۔ ۳۶۱ جس شخص نے اس امر سے منہ پھیرا کیا وہ طاقت رکھتا ہے کہ ابداع کے مابے میں کوئی حق ثابت کر سکے۔ نہیں۔ ایجادات کے مالک کی قسم! لیکن لوگ کھلے پردے میں ہیں۔ ۳۶۲ کہہ دے کہ اسکے ذریعے سے دلیل کا آفتاب چمکا۔ اور برہان کا سورج مخلوق میں روشن ہوا۔ اللہ سے ڈرو اے آنکھوں والو! اور انکار نہ کرو۔ ۳۶۳ تم کو نبی کا ذکر اس نبأ اعظم سے نہ روکے۔ یا ولایت کا ذکر اللہ کی اس ولایت سے جو سب جہانوں پر مہیمن ہے نہ باز رکھے۔ ۳۶۴ ہر نام اسکے قول سے پیدا ہوا ہے۔ اور ہر امر اسی کے مضبوط اور عزیز اور بے مثال امر سے معلق کیا گیا ہے۔ ۳۶۵ کہہ دے یہ اللہ کا دن ہے۔ اس میں نہیں ذکر کیا جائیگا، مگر اسکی ذات کا جو کہ تمام جہانوں پر نگران ہے۔ ۳۶۶ یہ وہ امر ہے جس سے تمہارے تمام اوہام اور بت مضطرب ہو گئے ہیں۔ ۳۶۷ ہم تم میں سے بعض کو دیکھتے ہیں کہ وہ کتاب کو لیتا اور اس کیساتھ اللہ کے خلاف استدلال کرتا ہے جس طرح ہر ملت نے اپنی

کتاب کے ساتھ خدائے مہیمن و قیوم کے خلاف استدلال کیا۔ کہدے اللہ کی قسم آج تم کو سب جہان کی کتابیں اور نہ ان صحیفوں کے بیانات کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں سوائے اس کتاب کے جو کہ ابداع کے قطب میں بول رہی ہے۔ کہ کوئی خدا نہیں مگر میں جو علیم و حکیم ہوں۔ ۳۶۸ اے گروہ علماء! تم اطراف میں اختلاف کا موجب مت بنو جس طرح تم ابتدائے امر میں منہ پھیرنے کا باعث بنے۔ لوگوں کو اس کلمہ پر جمع کرو جسکے باعث پتھر بھی پکار اٹھے کہ بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے جو مطلع الآیات ہے۔ اللہ اپنے فضل سے ایسا وعظ کر رہا ہے تحقیق وہ بخشنے والا اور کریم ہے۔ ۳۶۹ کریم نامی شخص کو یاد کرو جب ہمنے اسکو اللہ کیطرف دعوت دی، اور اس نے خواہش کی پیروی کرتے ہوئے تکبر سے کام لیا۔ بعد اسکے کہ ہم نے اسکی طرف ایسی باتیں بھیجی تھیں کہ ممکنات میں دلیل کی آنکھ ان سے ٹھنڈی ہو گئی۔ اور آسمانوں اور زمینوں والوں پر اللہ کی حجت پوری ہو گئی۔ ۳۷۰ ہم نے اسے غنی اور بلند خدا کے فضل سے توجہ کرنیکا حکم دیا تھا۔ اسنے پیٹھ پھیر لی۔ یہاں تک کہ عذاب کے فرشتوں نے اللہ کے عدل کے مطابق اس پر گرفت کی۔ ہم گواہ ہیں۔ ۳۷۱ سب پردوں کو ایسے رنگ میں چاک کر دو۔ کہ ان کے چاک کرنیکی آواز آسمان والوں کو سنائی دے۔ یہ خدا کا ازلی ابدی حکم ہے۔ مبارک جو حکم کے مطابق عمل کرے۔ چھوڑنے والوں کیلئے ہلاکت ہو گی۔ ۳۷۲ ہم نے بادشاہت میں اللہ کے ظہور اور اسکی سلطنت کا ہی ارادہ کیا ہے۔ اللہ مجھ پر کافی گواہ ہے۔ ۳۷۳ ہم نے بادشاہت میں سوائے اللہ کے امر کی بلندی اور اسکی تعریف کے کوئی ارادہ نہیں کیا۔ اللہ مجھ پر کافی کارساز ہے۔ ۳۷۴ ہمنے جبروت میں کوئی ارادہ نہیں کیا۔ سوائے اللہ اور اسکی طرف سے نازل شدہ کے ذکر کے۔ اللہ کافی مددگار ہے۔ ۳۷۵ تم کو مبارک ہو اے بہائی علماء! اللہ کی قسم تم بحر اعظم کی موجیں ہو۔ اور آسمان فضل کے ستارے ہو اور آسمانوں اور زمینوں کے درمیان نصرت کے پرچم ہو۔ تم مخلوق کے درمیان استقامت کے مظاہر ہو۔ اور لوگوں کے اندر بیان کے مشارق ہو۔ مبارک اسکے لئے جو تمہاری طرف توجہ کرے۔ اور ہلاکت اعراض کرنیوالوں کیلئے۔ ۳۷۶ چاہیئے کہ آج جس شخص نے خدائے رحمان کی مہربانی کے ہاتھوں زندگی کی شراب پی ہے۔ وہ امکان کے جسم میں شریان کیطرح حرکت میں آ جائے۔

۳۷۷ اے اہلِ انشاء جب فاختہ تعریف کی شاخ سے اڑ جائیگی اور مخفی اور دور مقصد کا ارادہ کر گئی
تو جو کتاب کا حصہ تمہیں سمجھ نہ آئے۔ اسے اس شاخ کیطرف لوٹانا جو اصل قویم سے نکلی ہوئی ہے۔
۳۷۸ اے قلم اعلیٰ اپنے رب آسمان کے پیدا کرنیوالے کے اذن سے حرکت کر۔ پھر یاد کر جبکہ مطلع التوحید
نے تجرید کے مکتب کا ارادہ کیا۔ شاید آزاد لوگ تیرے خدا عزیز و غلام کے ارادوں میں سے پردوں کے
پیچھے کی چیز کو سوئی کے ناکے کے برابر جھانک کر دیکھیں۔ ۳۷۹ کہہ دے کہ ہم معانی اور تبیان کے
مکتب میں اسوقت داخل ہوئے جب سب مخلوق غفلت میں تھی۔ ہم نے مشاہدہ کیا اس کا جو
رحمان نے نازل کیا۔ اور جو اسنے خدائے مہیمن و قیوم کی آیات میں سے مجھے ہدیہ دیا۔ وہ ہم نے قبول
کیا۔ ہم نے سنا جسکی اس نے لوح میں گواہی دی۔ ہم گواہی دینے والے ہیں۔ ہم نے اسکو اپنی طرف
سے امر کیساتھ جواب دیا۔ ہم حکم دینے والے ہیں۔ ۳۸۰ اے اہلِ بیان، ہم اللہ کے مکتب میں اس
وقت داخل ہوئے جب تم سو رہے تھے۔ اور تمہاری نیند کیوقت ہم نے لوح کو دیکھا۔ بخدا اسکے
نزول سے پہلے ہمنے اسکو پڑھ لیا۔ ۳۸۱ ہم نے کتاب کا علم اسوقت حاصل کیا جبکہ تم اصلاب میں تھے
میرا یہ ذکر تمہارے اندازے کے مطابق ہے۔ نہ اللہ کے اندازے کے مطابق۔ گواہی دیتا ہے اسکی
جو اللہ کے علم میں ہے۔ کاش تم جانو۔ اور گواہی دیتی ہے اسکی اللہ کی زبان، کاش تم سمجھو۔ بخدا
اگر پردہ ہٹ جائے۔ تم بے ہوش ہو جاؤ۔ ۳۸۲ خبردار! اللہ کے بارہ میں اور اسکے امر کے
بارہ میں جھگڑا مت کرو۔ وہ ایسی شان سے ظاہر ہوا ہے کہ ما کان و ما یکون پر احاطہ کر لیا
ہے۔ ۳۸۳ اس مقام پر اگر ہم اہلِ ملکوت کی زبان سے بات کریں تو کہیں گے کہ اللہ نے اس
مکتب کو آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے پیدا کیا تھا۔ اور ہم اس میں اسوقت داخل ہوئے
جبکہ ابھی حرف کاف اپنے رکن نون کیساتھ نہیں ملا تھا۔ ۳۸۴ یہ میری بادشاہت میں میرے
بندوں کی زبان ہے۔ اس میں غور کرو جسکو میرے جبروت والوں کی زبان بول رہی ہے۔ کیونکہ
ہمنے ان کو اپنی طرف سے علم سکھایا ہے۔ اور وہ جو کہ اللہ کے علم میں مخفی تھا اور اسیطرح جو بات
اس مقام محمود پر عظمت و اقتدار کی زبان کہہ رہی ہے۔ ۳۸۵ یہ ایسا امر نہیں جسے تم اپنے اوہام

کے ساتھ کھیل بنا سکو۔ نہ یہ وہ مقام ہے جسمیں ہر بزدل، موہوم داخل ہو سکتا ہے۔ ۳۸۶
بخدا یہ مکاشفہ اور انقطاع کا میدان ہے۔ اور مشاہدہ اور ارتفاع کی جگہ ہے۔ اسمیں خدا کے
سواروں کے سوا چکر نہیں لگا سکتے۔ وہ جنہوں نے مخلوق کو ترک کر دیا، وہ اللہ کے مددگار ہیں
زمین میں اور عمل کرنیوالوں میں اقتدار کے مشارق ہیں۔ ۳۸۷ تم کو البیان کے بیانات اپنے رب
رحمان سے نہ روکیں۔ اللہ کی قسم! وہ تو میری یادگار کیلئے اتاری گئی ہے۔ کاش تم کو حرفت حاصل
ہو۔ ۳۸۸ مخلص لوگ البیان میں سوائے میری محبت کی خوشبو اور میرے نام کے جو ہر
شاہد و مشہود پر نگران ہے کچھ نہ پائینگے۔ ۳۸۹ کہدے۔ اے لوگو! اسکی طرف توجہ کرو جو میرے
قلم اعلیٰ سے اتارا گیا ہے۔ اگر تم اس سے اللہ کی خوشبو پاؤ تو اس پر اعتراض نہ کرو۔ اور اپنے آپ
کو اللہ کے فضل اور اسکی مہربانیوں سے مت روکو۔ اس طرح سے اللہ تمکو نصیحت کرتا ہے وہ نصیحت
کرنیوالا اور جاننے والا ہے۔ ۳۹۰ البیان کا جو حصہ تم نہ سمجھ سکو تو اللہ سے جو تمہارا اور تمہارے آباء و
اجداد کا رب ہے۔ دریافت کرو۔ ۳۹۱ وہ اگر چاہے تو تمہارے لئے اس میں نازل شدہ کو اور جو علم
و حکمت کے موتیوں سے اسکے کلمات کے سمندر میں مخفی کیا گیا ہے بیان کر دے۔ وہ تمام ناموں پر نگران
ہے۔ کوئی خدا نہیں مگر وہی مہیمن و قیوم ہے۔ ۳۹۲ اس نظم اعظم سے ترتیب میں اضطراب پیدا ہو گیا
اور اس جدید نظام سے جس کی مانند ابداع کی آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا ترتیب میں اختلاف واقع ہو
گیا۔ میرے بیان کے سمندر میں غوطہ لگاؤ۔ شاید حکمت اور اسرار کے موتیوں پر تم اطلاع پا سکو۔ ۳۹۳
اس امر کے بارے میں جسکے ذریعہ خدا کی سلطنت اور اقتدار ظاہر ہوا ہے ہرگز توقف نہ کرو۔ سفید
چہروں کیساتھ اس کیطرف جلدی کرو۔ یہ خدا کا ازلی ابدی دین ہے جو چاہے قبول کرے جو نہ چاہے
تو اللہ تعالیٰ سب لوگوں سے غنی ہے۔ ۳۹۴ کہدے۔ آسمانوں اور زمین میں یہ ہدایت کا ترازو
ہے اور برہان اعظم۔ کاش تم جانو۔ کہہ دے سب زمانوں میں اسکے ساتھ حجت پوری ہو گئی کاش
تم یقین کرو۔ ۳۹۵ کہدے۔ اس کیساتھ ہر فقیر غنی ہو گیا اور ہر عالم نے سیکھ لیا اور جسنے اللہ
کیطرف صعود کا ارادہ کیا وہ بلند ہو گیا۔ تم اس بارے میں اختلاف نہ کرو۔ اپنے عزیز اور ودود

جدال کے امر کے متعلق راسخ پہاڑوں کیطرح بن جاؤ۔ ۳۹۶ کہدے۔ اے اعراض کے مطلع اعراض کو چھوڑ دے اور مخلوق کے درمیان سچ بیان کر۔ اسکی قسم! میرے رخساروں پر میرے آنسو جاری ہو گئے۔ کیونکہ میں نے تجھے اپنی خواہش کیطرف متوجہ دیکھا۔ اور جس نے تجھے پیدا کیا اور ٹھیک ٹھاک کیا اس سے اعراض کرنیوالا پایا۔ تو اپنے رب کے فضل کو یاد کر جبکہ ہم نے خود بے دن رات تیری تربیت کی۔ اسد سے ڈر اور توبہ کرنیوالوں میں سے ہو جا۔ ۳۹۷ فرض کر کہ لوگوں پر تیرا معاملہ مشتبہ ہو گیا لیکن کیا تجھ پر بھی مشتبہ ہو سکتا ہے۔ اسد سے ڈر۔ پھر یاد کر جب عرش کے پاس کھڑا تھا اور خدائے مہیمن و مقتدر کی آیات جو ہم نے تجھ پر القاء کیں تو نے لکھی تھیں۔ ۳۹۸ حمیت اور جوش تجھے احدیت کیطرف سے نہ روکے۔ اس کیطرف توجہ کر اور اپنے اعمال سے مت ڈر۔ وہ جسکو چاہتا ہے اپنے فضل سے بخش دیتا ہے۔ اسکے سوا کوئی خدا نہیں وہ غفور اور کریم ہے۔ ۳۹۹ ہم صرف اسد کی خاطر تجھے نصیحت کرتے ہیں۔ اگر تو نے اسطرف توجہ کی تو تیری جان کیلئے ہے اور اگر تو نے اعراض کیا۔ یقیناً تیرا رب تجھسے اور ان لوگوں سے جنہوں نے کھلے وہم کے ماتحت تیری پیروی کی ہے بے نیاز ہے۔ ۴۰۰ اسد نے اسے گرفت کر لی ہے جسنے تجھے گمراہ کیا تھا۔ تو خشوع اور خضوع اور تذلل کی حالت میں اسکی طرف رجوع کر وہ تیرے گناہوں کو ڈھانپ دیگا۔ تیرا رب توبہ قبول کرنیوالا عزیز اور رحیم ہے۔ ۴۰۱ یہ اسد کی نصیحت ہے۔ کاش! تو سننے والوں میں سے ہو۔ یہ اسد کا فضل ہے کاش تو توجہ کرنیوالوں میں سے ہو۔ یہ اسد کا ذکر ہے۔ کاش تو شعور رکھنے والوں میں سے ہو۔ یہ اسد کا خزانہ ہے۔ کاش تو معرفت رکھنے والوں میں سے ہو۔ ۴۰۲ یہ کتاب ہے جو کہ دنیا کیلئے ازل کا چراغ بن گئی ہے۔ اور اسکا مضبوط راستہ سب دنیا کے درمیان ہو گئی ہے۔ ۴۰۳ کہہ دے۔ یہ اسد کے علم کا مطلع ہے۔ کاش تم کو علم ہو۔ اور احکام الٰہی کا مشرق ہے۔ کاش تمکو معرفت ہو۔ ۴۰۴ جانور پر اتنا بوجھ مت رکھو جسکے اٹھانے سے وہ عاجز ہو۔ ہم نے کتاب میں اس سے سخت منع کیا ہے تم آسمانوں اور زمینوں کے درمیان عدل و انصاف کے مظہر ہو جاؤ۔ ۴۰۵ جو کسی کو غلطی سے قتل کرے

اس کیلئے اسکے رشتہ داروں کو دیت دینا ہے جو سونے کا سو مثقال ہے جسکا تمہیں لوح میں حکم دیا گیا ہے۔ اس پر عمل کرو۔ اور تجاوز کرنیوالوں میں سے مت بنو۔ ۴۰۶ اے شہروں کی مجالس والو! زبانوں میں سے ایک زبان انتخاب کر لو۔ تا سب زمین والے اسی کیساتھ کلام کریں۔ اور اسیطرح رسم الخط بھی۔ اسد تعالیٰ بیان کرتا ہے جو تم کو نفع دے اور تمہیں دوسروں سے غنی کرے وہ بڑے فضل والا علم والا اور خبیر ہے۔ ۴۰۷ کاش! تمہیں معلوم ہو، کہ یہ اتحاد کا ذریعہ ہے۔ اور اتفاق اور تمدن کی سب سے بڑی علت۔ کاش تم سمجھ سکو۔ ۴۰۸ ہم نے دو باتوں کو جہان کی بلوغت کا نشان مقرر کیا۔ پہلی جو سب سے بڑی بنیاد ہے اسے ہم نے دوسری الواح میں اتارا ہے۔ دوسری بات اس بے مثال لوح میں اتاری گئی ہے۔ ۴۰۹ تم پر افیون کا پینا حرام کیا گیا ہے۔ ہم نے کتاب میں اس سے سخت منع کیا ہے۔ جو افیون پیئے گا وہ مجھ سے نہیں۔ اسد سے ڈرو اے عقلمندو! -

---

نوٹ :- اسجگہ بہائی شریعت کا ترجمہ ختم ہوا ؛

فصل ششم

اسلامی شریعت اور بہائی شریعت میں موازنہ

کیا قرآن مجید سے "اقدس" کا موازنہ ہو سکتا ہے؟

تیرہ صدیاں گذریں کہ خدائے ذوالجلال نے قرآن مجید کو اکمل شریعت، افصح کتاب، اور ساری نسلِ انسانی کیلئے بہترین دستور العمل کے طور پر نازل فرمایا۔ ساتھ ہی اپنے اس زندہ جاوید کلام کے متعلق اس قادر مطلق نے اعلان کر دیا کہ :۔

"قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۝"[1]

اگر سب انسان، خورد و کلاں، مشرقی و مغربی مل کر بھی اس کی نظیر بنانا چاہیں تو ہرگز نہ بنا سکیں گے۔"

اس تحدی اور چیلنج کی وجہ اگلی آیت میں یوں بیان فرمائی :۔

"وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا۝"

کہ ہم نے اس قرآن میں سب انسانوں کی تمام ضروریات کیلئے اعلیٰ تعلیمات بوضاحت ذکر کر دی ہیں۔ اب اس شریعت سے اعراض یا انکار محض کفرانِ نعمت ہے جس میں بہت سے لوگ مبتلا ہیں۔"

قرآن مجید کا یہ چیلنج اسکی بے نظیر فصاحت و بلاغت، اسکے عدیم المثال معارف و حقائق، اسکی لاثانی روحانی، اخلاقی، تمدنی اور سیاسی تعلیمات، اسکے فوق العادت اثرات و ثمرات، غرض ہر پہلو سے ہر زمانہ میں لاجواب رہا ہے۔ اور رہتی دنیا تک لاجواب رہیگا۔ وہ ایک زندہ قانون اور ہمہ گیر شریعت ہے۔

---

[1] الاسراء آیت ۸۸

قرآن مجید کے چیلنج کو باطل ثابت کرنے کے لئے ہر زمانہ میں ناکام کوششیں ہوتی رہی ہیں مسیلمہ کذاب سے لیکر بہاء اللہ تک لوگ اپنے اپنے وقت میں خدا کے چاند پر تھوکنے کا ارادہ کرتے رہے ہیں۔ اور آفتاب قرآنی کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانے کی سعی کرنا ان کا طریق رہا ہے۔ مگر خدا کا یہ آفتاب ہمیشہ روشن رہا۔ اور روشن رہیگا۔ اور اس کے دشمن ناکام و نامراد مرتے رہے۔ اور مرتے رہیں گے۔ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۝

بہاء اللہ کی خود ساختہ شریعت جسے اس نے اور اسکے اتباع نے بیجا طور پر "اقدس" کا نام دے رکھا ہے۔ ہم نے پوری کی پوری فصلِ چہارم میں درج کر دی ہے۔ بہاء اللہ نے اسے عربی زبان میں مرتب کیا ہے۔ اور عیسائی مصنف خدوری الیاس کے قول کے مطابق "اراد ان يجعل كتابه سجعاً منافساً للقرآن الشريف۔" اس نے نیت کی تھی، کہ قرآن مجید کے مقابلہ پر اس کتاب کو لکھے۔ اس "اقدس" کی عربی عبارت نہایت پھسپھسی ہے۔ اور متعدد مقامات پر بالکل غلط ہے۔ اگرچہ بہاء اللہ نے قرآن مجید کی نقل کرنیکی کوشش کی ہے۔ مگر وہ نقل اتارنے میں بھی سراسر ناکام رہا ہے۔ جہاں بھی اس نے الفاظ میں تبدیلی کی ہے۔ وہاں ہی اس کی ژولیدگی عریاں ہو گئی ہے۔ بطور نمونہ چند عبارتیں درج ذیل ہیں :۔

"انه[1] كان على كل شئ حكيماً (ع۱۲) قل[2] يا قوم ان لن تومنوا به لا تعترضوا عليه (ع۳۵) كذلك[3] سمى لدى العرش ان انتم من العارفين (ع۲۳۷) ان[4] في خلك لحكم و مصالح (ع۲۱۱) انه[5] كان على ما اقول عليماً (ع۱۵۳)

اس قسم کی سقیم تراکیب "اقدس" میں بکثرت ہیں۔ مسیلمہ کذاب نے جو عربی قرآن مجید کے مقابل لکھی تھی۔ بہاء اللہ کی عربی سے تو وہ بھی بدرجہا اچھی تھی۔ فصحاء عرب کی عربی سے تو اسکو کچھ نسبت ہی نہیں۔

زبان کے علاوہ حقائق و معارف اور اخلاقی و روحانی تعلیمات وغیرہ کے لحاظ سے بھی اس

مجموعہ کو قرآن پاک کے سامنے رکھنا انسانی عقل و فہم کی ہتک ہے۔ پس قرآن مجید اور "اقدس" میں فی الواقع کوئی موازنہ نہیں۔ "اقدس" کو خدا کے زندہ کلام سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ مگر چونکہ بہائیوں کا زعم ہے کہ ان کی شریعت اسلامی شریعت سے بہتر ہے۔ اس لئے محض اتمام حجت کیلئے ذیل میں مختصر طور پر موازنہ کیا جاتا ہے

بہاء اللہ کے بیٹوں کے ضمیر کی آواز!

ہم نے کہا ہے کہ "اقدس" کو قرآن مجید سے کوئی نسبت نہیں۔ ہماری یہ رائے مبالغہ یا خوش اعتقادی پر مبنی نہیں۔ بلکہ ٹھوس تحقیقات کا نتیجہ ہے۔ ہمارا دعوٰے ہے کہ بہاء اللہ کے بیٹے بھی اس حقیقت سے آگاہ تھے۔ اور وہ اپنے عمل سے اس کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ مرزا محمد علی وغیرہ کے متعلق بہائی تاریخ میں لکھا ہے:۔

"درمیان سائر ملل چنیں شہرت دادند کہ پدر ما داعیۂ بالاستقلال اظہار نفرمودہ و تشریع شریعتے ننمودہ۔ بلکہ یکے از اولیاء و اقطاب بودہ و متابعت شرع اسلام نمودہ۔ اما برادر عباس افندی فتنی تازہ پیش گرفتہ و شرعی جدید تاسیس نمودہ[۱]۔"

ترجمہ:۔ فرزندانِ بہاء اللہ (محمد علی غصن اعظم وغیرہ) نے سب اہل مذاہب کے اندر مشہور کر دیا ہے۔ کہ ہمارے باپ نے مستقل مدعی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی اس نے نئی شریعت بنائی ہے۔ بلکہ وہ تو اولیاء و اقطاب میں سے تھا۔ اور ہمیشہ اسلامی شریعت کی پیروی کرتا رہا ہے۔ ہاں ہمارے بھائی عباس افندی نے نیا ڈھونگ رچا دیا ہے۔ اور شریعتِ جدیدہ کی بنیاد رکھدی ہے۔"

اس سے ثابت ہے۔ کہ عباس افندی کے علاوہ باقی سب بیٹے بہاء اللہ کو شریعت اسلامی کا تابع ظاہر کرتے تھے۔ اور یہ بھی اعلان کیا کرتے تھے۔ کہ اس نے کوئی نئی شریعت نہیں بنائی جس کا مطلب واضح ہے کہ ان کے نزدیک بھی "اقدس" اس قابل نہ تھی۔ کہ اسے قرآن مجید کے مقابل رکھا جاسکے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ جب میں اخویم السید محی الدین الحصنی اور السید رشدی

[۱] الکواکب فارسی جلد ۲ صہ ۱۳۱۔

افندی کی معیت میں بہجہ میں مرزا محمد علی صاحب سے ملا تھا۔ تو انہوں نے کہا تھا۔ کہ میں تو اسلام کے مطابق پانچ ہی نمازیں پڑھا کرتا ہوں۔

باقی رہے عبد البہاء عباس افندی۔ سو انہوں نے ۱۳۳۸ھ ہجری میں یہ حکم دیکر کہ "اقدس" کی اشاعت جائز نہیں[۱] بتا دیا کہ ان کا دل بھی مانتا ہے کہ یہ مجموعہ اس قابل نہیں ہے کہ اسے قرآن پاک کے مقابل رکھا جاسکے۔ سب بہائی اپنے عمل سے آج بھی یہی ثابت کر رہے ہیں۔ سچ ہے بل الانسان علی نفسه بصيرة ولو القی معاذیره۔ بیشک عبد البہا افندی نے منہ سے کہہ دیا ہے۔:۔

"ان کتابه الاقدس المرجع الوحید[۲]"

"کہ بہاء اللہ کی کتاب اقدس ہی مرجع وحید ہے"

مگر اس کا بھی دل جانتا ہے کہ یہ متاع بازار علم و عمل میں رکھنے کے قابل نہیں۔ اس لئے اپنے اتباع کو حکم دیتا ہے۔ کہ "اقدس" کو شایع مت کرو۔ اس کا شایع کرنا جائز ہی نہیں۔

بہائی شریعت کے تین حصے ہیں

بہائی شریعت تین[۳] حصوں پر منقسم ہے۔ اوّل[۱] وہ امور جن کا تعلق ابتدائی تہذیب سے ہے۔ اور جن پہ دنیا کا ہر سمجھدار انسان پیشتر از یں ہی عمل کر رہا ہے۔ مثلاً یہ کہ ناخن اتارنے چاہئیں یا کرسی و چارپائی پر بیٹھنے سے آرام حاصل ہوتا ہے۔ نہانا چاہیئے۔ کپڑے صاف ہونے چاہئیں وغیرہ۔ اس قسم کے امور کی تفصیلات میں جانیکی چنداں ضرورت نہیں۔ ہاں اتنا ذکر کرنا ضروری ہے۔ کہ اس پہلو سے بھی بہائی شریعت سراسر ناقص ہے۔ اور جو جدت بھی اس لحاظ سے اختیار کی گئی ہے نہایت مکروہ اور بھونڈی ہے۔ دوّم[۲]۔ وہ باتیں جو بہاء اللہ نے لفظاً اور معنیً قرآن مجید سے نقل کی ہیں۔ ان میں بہاء اللہ نے اپنی عقل سے جو ترمیم یا تبدیلی کی ہے۔ اس نے ان باتوں کی شکل مسخ کر دی ہے۔ ان میں سے ایک اہم بات یہ ہے۔ کہ بہاء اللہ نے صفاتِ باری تعالیٰ کو

[۱] جواب نامہ جمعیت لاہای صہ ۳۷۔ [۲] مکاتیب جلد ۲ صہ ۱۲۸ مطبوعہ ۱۳۳۰ھ ہجری

بے موقعہ اور بے طرح استعمال کیا ہے مضمون کلام اور مذکورہ صفت الٰہی میں بسا اوقات کوئی تناسب موجود نہیں۔ جس کا اندازہ ہر صاحب ذوق انسان خود کر سکتا ہے۔ عبارتیں صاف بتلا رہی ہیں کہ محض اختلاف کی خاطر ان میں تبدیلی کی گئی ہے۔ سوم[۳] تیسرا حصہ وہ ہے جو خالص طور پر بہائی شریعت کا امتیازی حصہ ہے۔ اس میں صرف چند احکام شامل ہیں جناب مولوی فضل الدین صاحب وکیل قادیان نے اپنی کتاب "بہائی مذہب کی حقیقت" مطبوعہ ۱۹۲۵ء میں اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

ہر سہ حصص میں پھر ایک رنگ بہائیت کا موجود ہے۔ اسلئے میرے نزدیک بہائی شریعت کے موازنہ کا بہترین طریق یہ ہے کہ ذیل میں بہائی شریعت کی ان خصوصیات کو ذکر کر دیا جائے جو ان تینوں اقسام سے متعلق ہیں۔ ان پر سرسری نظر سے ہی اس خود ساختہ شریعت کا حسن و قبح پرکھا جا سکتا ہے۔

بہائی شریعت کی پہلی خصوصیت

بہائی شریعت کے مطابق امور سیاسیہ سے مذہب کا کوئی تعلق نہیں لہٰذا سیاست یا تدبیر ملکی کے متعلق شریعت کوئی قانون بیان نہیں کرتی۔ بہاء اللہ کہتے ہیں۔ "تاللہ لا نرید ان نتصرف فی ممالککم بل جئنا لتصرف القلوب"۔ (ع ۱۷۱) عبد البہاء اس کی تشریح میں بیان کرتے ہیں:۔

"دین ابداً در امورِ سیاسی علاقہ و مدخلے ندارد۔ زیرا دین تعلق بارواح و وجدان دارد"[۱]

کہ دین کا سیاسی امور میں قطعاً دخل نہیں۔ دین کا صرف روح اور وجدان سے واسطہ ہے۔

بہائی شریعت کی دوسری[۲] خصوصیت

بہائی شریعت میں سب چیزوں کو پاک قرار دیا گیا ہے[۲] ملاحظہ ہو اقدس (ف ۱۹۱، ۲۹۲) اس قانون کی رو سے خنزیر وغیرہ سب چیزیں پاک ہو گئیں اسی لئے بہائی شریعت میں سؤر کی حرمت کی تصریح نہیں ہے۔ علی محمد باب نے تمباکو نوشی کو حرام قرار دیا تھا۔ مگر بہاء اللہ نے خود تمباکو نوشی کی ہے[۳] غرض بہاء اللہ کے مذکرۃ الصدور

[۱] خطابات جلد ۱ ص ۱۳۶۔ [۲] الرسالۃ التسع عشریۃ ص ۱۰۹۔ [۳] مکاتیب عبد البہاء جلد ۱ ص ۳۴۲

اصل کی بناء پر بہائی شریعت کا حلت و حرمت ماکولات میں بھی کوئی دخل نہیں ہے۔ چنانچہ عبد البہاء کے بیان سے اس کی تصریح ہو گئی ہے لکھا ہے:۔

"دوستان خوب عرض کردند در خصوص غذا یاحبا امریکہ دستور العمل عنایت شود فرمودند ما مداخلہ در طعام جسمانی آنہا نمی کنیم مداخلۂ ما در طعام روحانی است"[۱]

ترجمہ۔ مغربی دوستوں نے عرض کیا کہ امریکہ کے بہائیوں کو غذا کے بارے میں دستور العمل عنایت فرمایا جائے عبد البہاء نے کہا کہ جسمانی کھانے میں ہمارا کوئی دخل نہیں جو چاہو کھاؤ۔ ہم صرف روحانی غذا میں دخل کرتے ہیں"۔

بہائی شریعت کی تیسری[۳] خصوصیت

بہائی شریعت میں منی کے پانی کو پاک قرار دیا گیا ہے۔ (اقدس ع ۱۳۹) گویا اب نہ میاں بیوی پر غسل فرض ہے اور نہ اس سے وضوء ٹوٹے گا اور نہ کپڑوں کو منی کے قطرات سے پاک کرنا ضروری ہے۔

بہائی شریعت کی چوتھی[۴] خصوصیت

زیب و زینت کے متعلق بہائی شریعت میں مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ریشم پہن سکتے ہیں (ع ۲۳) لباس کے بارے میں ان پر کوئی پابندی نہیں (ع ۲۳۲) داڑھی رکھنے۔ ترشوانے یا کٹوانے کے متعلق سب قیود سے آزاد کیا گیا ہے۔ (ع ۲۳۲) البتہ سر منڈوانے کی کسی حالت میں بھی اجازت نہیں۔ کیونکہ سر کے بال زینت ہیں۔ (ع ۱۱۰) سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی اجازت ہے۔ (ع ۱۴۳) لیکن یہ اجازت نہیں ہے کہ گھر کی زینت کیلئے مکان میں فوٹو رکھے جائیں۔ (ع ۹۳)۔

ریشم و سونے کے استعمال کی مردوں کو تلقین، اور فوٹوؤں کے محض بطور زینت رکھنے سے اجتناب کا حکم کس حکمت کی بناء پر ہے؟ سر کے لمبے بالوں کو موجب زینت قرار دینا اور داڑھی کے متعلق کچھ تصریح نہ کرنا کیوں ہے؟

بہائی شریعت کی پانچویں خصوصیت

نظافت اور صفائی کے لحاظ سے ایک طرف تو یہ حکم دیا کہ

[۱] بدائع الآثار سفر نامہ عبد البہاء جلد ۱ ص ۲۳

عطرِ خالص اور عرق گلاب چھڑکا کرو۔ اور دوسری طرف یہ کہا ہے۔ کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ سارے بدن کا غسل کیا کرو۔ (ع۲۲۸) اور موسم سرما میں تین دنوں میں صرف ایکدفعہ اور موسم گرما میں ہر روز صرف ایک مرتبہ پاؤں دھونیکا حکم ہے۔ (ع۲۳۰)

کجا اسلام کا روزانہ ہر نماز کیلئے وضو کا حکم اور کجا بہائی شریعت کا یہ غیر معقول قاعدہ؟

بہائی شریعت کی چھٹی خصوصیت بہائی شریعت میں صرف باپ کی بیویوں سے نکاح کرنا حرام ہے باقی کسی سے نکاح کی حرمت کا ذکر موجود نہیں ہے۔ "اقدس" میں لکھا ہے

قد حرم علیکم ازواج آبائکم انا نستحی ان نذکر حکم الغلمان (ع۲۳۵)

کہ تم پر اپنے باپوں کی بیویاں حرام کی گئی ہیں۔ ہمیں شرم آتی ہے کہ لڑکوں کے بارے میں حکم کا ذکر کریں۔" بہائی شریعت محرمات وغیرہ کے ذکر کے اعتبار سے انسانی دماغ کی بے بسی کی منہ بولتی تصویر ہے۔ کیا اس طریق سے بہاء اللہ نے ایران کے بعض ان فرقوں کی تعلیم کا احیاء تو نہیں کیا۔ جو لڑکی اور بہن تک سے تعلقاتِ زوجیت کے قائل تھے، حکم الغلمان کے عدم ذکر کا بھی عجیب عذر بیان کیا ہے۔

بہائی شریعت کی ساتویں خصوصیت بہاء اللہ نے حکم دیا ہے۔ ایاکم ان تجاوزوا عن الاثنتین (ع۱۳۰) کہ دو بیویوں سے زیادہ نکاح مت کرو* (خود بہاء اللہ کی تین بیویاں تھیں) لیکن عبد البہاء نے مغربی ممالک میں جا کر بہائیت کی تعلیم یہ بیان کی ہے۔ کہ صرف ایک بیوی کی اجازت ہے۔ اسی بناء پر عصر جدید میں لکھا ہے:۔

"ان البھائیۃ تنھی عن تعدد الزوجات"[۱]

کہ بہائیت تعدد ازواج کو منع قرار دیتی ہے۔"

بہائی مؤرخ لکھتا ہے:۔

"باید دانست کہ تعدد زوجات در امر بہائی مطلوب نیست۔ واگرچہ تا دو ازدواج

[۱] عصر جدید عربی ص۱۷۴

* آگے میں بہاء اللہ نے دو بیویوں [illegible] اجازت دی ہے۔

برائے ہر مردے در کتاب اقدس تجویز شدہ ولے مقید بعدالت است۔ و حضرت عبد البہاء کہ مبین کتاب است فرمودہ کہ چوں عدالت مرد نسبت بدو زوجہ امر محال است۔ لہٰذا اولیٰ قناعت بواحدہ است"[۱]

ترجمہ۔ جاننا چاہیئے۔ کہ بہائی ازم میں تعدد زوجات مطلوب نہیں۔ اگرچہ کتاب اقدس میں ہر مرد کیلئے دو بیویوں تک کی اجازت ہے۔ مگر وہ عدل کیساتھ مقید ہے۔ اور عبد البہاء نے جو کتاب کی تفسیر کرنے والے ہیں، کہا ہے کہ چونکہ مرد کا دو بیویوں میں عدل کر سکنا امر محال ہے اسلئے ایک پر ہی قناعت کرنا درست ہے۔"

اس بیان میں مرزا عبد الحسین نے یہ صریح غلط بیانی کی ہے۔ کہ اقدس میں دو بیویوں کی اجازت عدل کی شرط سے مشروط ہے۔ اقدس کی عبارت آپکے سامنے ہے۔ اسمیں کہیں یہ شرط موجود نہیں۔

عبد البہاء افندی نے یہ کہکر، کہ "عدالتِ مرد نسبت بدو زوجہ امر محال است"۔ ثابت کر دیا کہ اگر بہاء اللہ نے عدل کی قید لگائی ہے تو بقول عبد البہاء اس نے بے معنی بات کی ہے۔ کیونکہ عدل کا تو امکان ہی نہیں تھا۔ اور نہ ہے۔

اندریں حالات ہمارا یہ کہنا بالکل درست ہے۔ کہ بہائی شریعت موم کی ناک ہے۔ جسے عبد البہاء اور اسکے ساتھی زمانہ کی روش کیمطابق بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ یہ بات بہائی ازم کی ہی خصوصیت ہے۔ کہ بہاء اللہ کے قوانین کو توڑنے کیلئے اسکا بیٹا کھڑا ہوا ہے۔ اور اس نے بر ملا اسکے بنائے ہوئے قاعدوں کو رد کیا ہے۔

بہائی شریعت کی آٹھویں خصوصیت بہائی شریعت میں عفت و عصمت کے بچاؤ کیلئے کوئی معقول قواعد موجود نہیں۔ بلکہ برعکس ایسی باتیں پائی جاتی ہیں۔ جن سے ظاہر ہے۔ کہ بہاء اللہ نے انسانیت اور شرافت کے اس سب سے قیمتی موتی کے ساتھ تلاعب اختیار

[۱] الکواکب فارسی جلد ۲ صہ ۹

گیا ہے۔ بابیت[1] اور بہائیت عورتوں کے غیر محرم مردوں سے پردہ کی قائل نہیں۔ قرۃ العین نے خراسان میں جس بے پردگی کا آغاز کیا تھا وہ بابی اور بہائی عورتوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ جسطرح قرآن حکیم نے مومنوں اور مومنات کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ غیر محرموں کے دیکھنے سے آنکھیں نیچی رکھیں۔ ایسا کوئی حکم بہائی شریعت میں پایا نہیں جاتا۔ باب[3] نے حکم دیا تھا کہ صرف نوجوان لڑکے اور لڑکی کی رضامندی سے نکاح ہو جانا چاہیئے۔ بہاء اللہ نے اس میں اتنی ترمیم کی ہے۔ کہ جب پہلے لڑکا اور لڑکی آزادانہ طور پر رضامند ہو جائیں تو پھر بعد ازاں نکاح ماں باپ کی اجازت پر موقوف ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس ترمیم سے بلحاظ آزادی تو بات وہی رہی صرف ماں یا باپ کی پوزیشن کو تارک بنا دیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر لڑکے اور لڑکی کی رضامندی کے بعد وہ اجازت نہ دینا چاہیں تو اور مصیبت پڑے گی۔ علاوہ ازیں بہاء اللہ نے ہیجگہ ایک اور حکم دیا ہے۔ نکاح کے بیان پڑھتے ہیں۔

"ومن اتخذ بکراً لخدمته لاباس علیه" (ع[..])

کہ جو کوئی کنواری لڑکی کو اپنی خدمت کیلئے رکھے اس پر کوئی گناہ نہیں۔

اس حکم کے اپنے موقعہ کے لحاظ سے تو معنے بالکل واضح ہیں۔ ان کے رو سے بہائیت کی چادر عصمت تار تار ہو چکی ہے۔ لیکن اگر اس کی یہ تاویل بھی تسلیم کر لی جائے۔ کہ یہ صرف خاص طور پر کنواری لڑکیوں کے نوکر رکھنے پر حاوی ہے۔ تب بھی بہائی شریعت کا معیار عفت عیاں ہے۔ کشف الحیل رسالہ میں اس قاعدہ کے نتائج کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

اسجگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بہاء اللہ نے زنا ایسے سنگین جرم کی سزا صرف یہ تجویز کی ہے کہ زانی نو[9] مثقال سونا بیت العدل کو دینے کے طور پر ادا کرے۔ لطیفہ یہ ہے کہ آج تک بہائیوں کا وہ بیت العدل ہی قائم نہیں ہوا۔ جہاں زنا کے بدلہ روپیہ جمع کرانا لازم قرار دیا گیا ہے۔ گویا عملی طور پر آج تک ایکدن بھی بہائی شریعت نے زنا کی سزا نہیں دی۔ خواہ

---

[1] عصر جدید بہائی ص۱۵۱

وہ روپوں کی صورت میں ہی ہو۔

کسقدر حیرت کا مقام ہے کہ بہاء اللہ نے قتل خطاء کیلئے تو پورے ایک سو[..] مثقال سونا دیت مقرر کی ہے (ع۲۰۵) مگر زناء کیلئے صرف نو مثقال۔ پھر اس سے بھی بڑھکر یہ بات ہے۔ کہ باب نے لکھا ہے۔ کہ:۔

"من یحزن احداً فله ان ینفق تسعة عشر مثقالاً من الذهب" (اقدس ع۲۲)

جو شخص کسی دوسرے کو کسی قسم کا رنج پہنچائے۔ تو اس پر فرض ہے کہ انیس[19] مثقال سونا خرچ کرے"

افسوس! بہاء اللہ کے نزدیک زنا ایسی بے حیائی کی اتنی سزا بھی نہیں۔ جتنی باب کے نزدیک کسی کو معمولی رنج پہنچانیکی ہے۔

خود بہاء اللہ نے کسی کا گھر جلانے والے کی یہ سزا تجویز کی ہے۔ کہ اس شخص کو جلا دیا جائے (ع۱۲۹) حالانکہ پرانے دیہاتی گھر ایکسو روپیہ کے لگ بھگ بنجاتے ہیں۔ تو گویا بہاء اللہ کے نزدیک اس گھر کو جلانے والا تو اس بات کا مستحق ہے کہ اسے جلا دیا جائے لیکن زناکار کو صرف یہی سزا ہے۔ کہ نو مثقال ذہب بیت العدل کو ادا کرے۔

پس بہائی شریعت کی آٹھویں خصوصیت یہ ہے۔ کہ اس میں عفت و عصمت کی حفاظت کا نہ صرف انتظام نہیں، بلکہ اسکی بربادی کے قواعد موجود ہیں۔ کیا یہ کتاب اسلام کی مطہر شریعت کے سامنے پیش کی جا سکتی ہے؟

بہائی شریعت کی نویں خصوصیت

بہاء اللہ نے باب کی تقلید میں یہ قانون بتایا کہ سال کے انیس[19] مہینے ہونگے۔ اور ہر مہینے کے انیس[19] دن۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ[12] مہینے قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ (سورۃ توبہ آیت ۳۶)

بہاء اللہ نے اسکی مخالفت کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"ان عدة الشهور تسعة عشر شهراً فی کتاب الله" (اقدس ص۲۹)

الفاظ میں نقل کے باوجود بارہ مہینوں کے بجائے انیس۱۹ مہینے محض عداوت اسلام کے باعث تجویز کئے گئے ہیں۔ ورنہ اسکی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ انیس۱۹ کی تقسیم غیر طبعی ہے نہ شمسی حساب کے مطابق ہے نہ قمری حساب کے چنانچہ انیس۱۹ دن کا مہینہ بنا کر جو پانچ دن بچ گئے انہیں بہاء اللہ نے سال اور مہینوں کے حساب سے ہی خارج کر دیا ہے۔ لکھا ہے:۔

ماتحددت بحدود السنة والشهور" (اقدس ص۲۹)

کہ یہ دن سال اور مہینوں میں شمار نہ ہوں گے"

پس بہائی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ غیر طبعی امور پر مشتمل ہے۔

بہائی شریعت کی دسویں خصوصیت بہاء اللہ نے اپنی شریعت میں ان غلطیوں کی اصلاح کی کوشش کی ہے جو اس کے زعم میں باب سے سرزد ہو گئی تھیں۔ حالانکہ دوسری جگہ خود اپنے آپ کو ہی منزل البیان یعنی بیان کو نازل کرنے والا قرار دیتا ہے[1]۔ ان غلطیوں میں سے چار بطور مثال ذکر کیجاتی ہیں۔ (۱) باب نے بیان میں یہ حکم دیا تھا۔ کہ البیان کے علاوہ باقی سب کتب کو مٹا دیا جائے۔ بہائیوں کے نزدیک باب کا یہ حکم دنیا میں اختلاف و خصومت کی پہلی بنیاد ہے[2] چنانچہ بہاء اللہ نے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔ اور لکھا۔ قد عفا الله عنكم ما نزل فی البیان من محو الکتب (اقدس ص۱۰۳) کہ خدا نے بیان کے محو الکتب والے حکم سے درگزر فرما دیا ہے۔ (۲) باب نے لکھا تھا۔ کہ اگر کوئی کسی کو رنج پہنچائے۔ تو اسے چاہیے کہ انیس۱۹ مثقال سونا خرچ کرے۔ بہاء اللہ نے لکھا ہے:۔

"انه قد عفا ذلك عنكم فی هذا الظهور" (ص۳۰)

کہ میرے وقت میں خدا نے اپنے اس حکم کو معاف کر دیا ہے۔ (۳) بہاء اللہ لکھتے ہیں:۔

"حرم علیکم السؤال فی البیان عفا الله عن ذلك (ص۳۰)

[1] مجموعہ اقدس ص۹۰۔ [2] المناظرات ص۲۱۷

کہ بیان میں کوئی بات دریافت کرنا حرام قرار دیا گیا ہے مگر اب اللہ نے اس حکم کو بدل دیا ہے۔"

(۴) اس سلسلہ میں ایک اور دلچسپ مثال بہاء اللہ کے یہ الفاظ ہیں:۔

"قد كتب الله علی كل نفس ان يحضر لدی العرش بما عنده مما لا عدل له انا عفونا عن ذلك فضلاً من لدنا" (ص۳۳)

کہ اللہ نے تو یہ فرض کیا ہے۔ کہ ہر جان بارگاہ میں اپنی بہترین چیز لیکر حاضر ہو۔ مگر ہم نے بطور فضل اس سے عفو کر دیا ہے" گویا خدا فرض کرتا ہے۔ اور بہاء اللہ عفو کرتا ہے۔

یہ نمونے بہائی شریعت کی ایک خصوصیت ہیں۔ جن میں بہاء اللہ نے بزعم خود اپنی چند سال قبل نازل کردہ شریعت کے احکام کو غلط قرار دیکر بدلا ہے۔ اہل علم اس قسم کی مثالوں سے خدائی قانون کے مقابل انسانی دماغ کی بے بضاعتی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

بہائی شریعت کی گیارھویں خصوصیت بہاء اللہ نے جو تعزیرات ایجاد کی ہیں۔ ان میں سے زنا کی سزا تو ۹ مثقال سونے کا ذکر ہو چکا ہے۔ کسی گھر کو جلانے والے کی دو سزائیں آپ نے تجویز کی ہیں یعنی یا تو اسے زندہ جلا دیا جائے یا حبس دوام کی سزا دیجائے۔ (ص۲۹) چوری کی سزا بہاء اللہ نے ان الفاظ میں ذکر کی ہے:۔

"قد كتب علی السارق النفی والحبس وفی الثالث فاجعلوا فی جبينه علامة يعرف بها" (ص۱۳)

کہ اسے پہلی چوری پر جلاوطن کیا جائے۔ دوسری مرتبہ چوری کرنے پر جیل بھیجا جائے۔ تیسرے موقعہ پر اسکے ماتھے پر داغ دیا جائے جس سے وہ ہمیشہ شناخت ہو جائے۔ قتل اور ضرب کے متعلق تو اور بھی دلچسپ تحریر کا ذکر کیا گیا ہے۔ لکھا ہے۔ کہ زخموں اور مار کی مقدار کے مطابق ان کے مختلف احکام ہیں۔ خدائے حاکم و عزیز و منیع نے ہر درجہ کیلئے علیحدہ دیت مقرر کی ہے۔ لو نشاء نفصلها بالحق۔ اگر ہم چاہیں گے تو ان کی تفصیل بیان کر دیں گے۔" (ص۴۳) بہاء اللہ کا یہ وعدہ دربارہ بیان تفصیل شرمندہ ایفا نہیں ہوا۔

اور اس نے کبھی یہ تفصیل بیان نہیں کی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ بہائی تعزیرات ناتمام ہیں۔ ان کی تکمیل کے وعدے ابھی پورے نہیں ہوئے۔

بہائی شریعت کی بارھویں[۱۲] خصوصیت

بہاء اللہ نے احکام کے بیشتر حصے کو بیت العدل سے وابستہ رکھا ہے۔ اس نے کہا ہے۔ کہ لاوارثوں وغیرہ کے اموال بیت العدل میں آئیں۔ (ع ۵۴ و ع ۵۲) بیت العدل کو بہاء اللہ نے غرباء و مساکین کی تربیت کا ذمہ وار قرار دیا ہے۔ (ع ۱۰۹) دیتوں کا ⅓ بیت العدل کا حق بتلایا ہے۔ (ع ۱۱۵) زنا کی دیت بیت العدل میں ادا کرنا فرض قرار دیا ہے۔ (ع ۱۱۱)

واقعہ یہ ہے کہ آج تک بہائیوں کا بیت العدل قائم نہیں ہوا۔ عبد البہاء افندی لکھتے ہیں:۔

"حال چوں تشکیل بیت عدل عمومی میسر نہ قرار شد کہ محافلِ روحانی امریکا را در مدت ہر پنج سال تجدید انتخاب نمایند۔"[۱]

کہ چونکہ ابھی تک بیت العدل کا قیام میسر نہیں۔ اسلئے امریکہ کی انجمنیں ہر پانچ سال میں نیا انتخاب کر لیا کریں۔"

جو لوگ نفوذِ شریعت کو دلیلِ صداقت کہا کرتے ہیں۔ وہ اس پر غور کریں۔ کہ بہاء اللہ کی اساسی ایجاد بھی معرضِ وجود میں نہیں آئی۔ حالانکہ یہ کوئی مشکل امر نہ تھا۔

بہائی شریعت کی تیرھویں[۱۳] خصوصیت

مذاہبِ عالم توحید کے قائم کرنے کیلئے آتے رہے ہیں۔ مگر بہائیت انسان پرستی اور قبر پرستی کی بنیاد پر شروع ہوئی ہے بہاء اللہ مدعیٔ الوہیت تھے۔ جیسا کہ اپنے مقام پر دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ بہاء اللہ نے بہائیوں کے قبلہ کے متعلق یہ حکم دیا ہے۔ کہ جب تک میں زندہ ہوں میری طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔ جہاں میں جاؤں اُدھر ہی قبلہ ہوگا۔ اور جب میں مرجاؤں تو میری

[۱] مکاتیب عبد البہاء جلد ۲ صفحہ ۳۰۵

قرار گاہ یعنی قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔ (ع ۱۴، ۱۵ و ع ۲۹۲)

اس قانون سے ظاہر ہے۔ کہ بہاء اللہ نماز نہیں پڑھا کرتا تھا کیونکہ وہ تو خود قبلہ ہے خواہ زندہ ہو۔ خواہ فوت شدہ۔ اگر وہ نماز پڑھے گا تو کس طرف منہ کر کے پڑھے گا؟

بہائی بہاء اللہ کی زندگی میں اسکی طرف، اور اب اسکی قبر کیطرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ لکھا ہے:۔

"قبلۂ ما اہلِ بہا روضۂ مبارکہ است در مدینہ عکا۔"[۱]

کہ ہم بہائیوں کا قبلہ عکا میں بہاء اللہ کی قبر ہے۔"

بہائی لوگ بہاء اللہ کی قبر کو (جو بہجہ میں عکا سے فاصلہ پر ہے) سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے خود بہائیوں کو اسجگہ سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ مرزا حیدر علی بہائی لکھتے ہیں:۔

"زائرین زیارت و طواف و تقبیل و سجدۂ عتبۂ مقدسہ اش نمودہ و نمایندہ اند۔"[۲]

پس بہائی شریعت قبر پرستی اور مردم پرستی کی تلقین کرتی ہے۔ اور بہائیت انسان کو ترقی کی بجائے پرانے شرک کے گڑھے میں دھکیلتی ہے۔

بہائی شریعت کی چودھویں[۱۴] خصوصیت

بہاء اللہ نے عبادات میں سے نماز کے متعلق جو تبدیلی کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ بھی بہائی تحریک کے مقصد پر روشنی ڈالتا ہے۔ بہاء اللہ نے زوال صبح اور شام کے وقت نو[۹] رکعتوں کا پڑھنا فرض کیا ہے۔ (ع ۱۳) پھر کہا ہے۔ قد فصلنا الصلاۃ فی ورقۃ اخری (ع ۹) کہ ہم نے نماز کی تفصیل دوسرے کاغذ میں کی ہے۔ ابھی تک نماز کی تعیین یعنی اسکے نو[۹] رکعت ہونے یا نہ ہونے میں بھی بہائیوں میں اختلاف ہے۔ بہاء اللہ نے محض اسلام کی مخالفت کے لئے صلوٰۃ کسوف خسوف کو منع کیا ہے (ع ۲۷) اور نماز جنازہ میں چھ[۶] تکبیریں مقرر کی ہیں۔ (ع ۳۰)

اسی سلسلہ میں بہاء اللہ نے لکھا ہے:۔

[۱] دروس الدیانۃ صفحہ ۲۳ ۔ [۲] بہجۃ الصدور صفحہ ۲۵۸

"کتب علیکم الصلوۃ فرادیٰ قد رفع حکم الجماعۃ الا فی صلوٰۃ المیت" (ع ۳۹)

کہ نماز ہمیشہ الگ الگ پڑھو باجماعت نماز منسوخ کردی گئی ہے بجز نماز جنازہ کے۔

بہاء اللہ کا یہ حکم اس ذہنیت کا آئینہ دار ہے۔ جو اسکی کتاب کی محرک ہوئی ہے۔ کیا نماز باجماعت مضر ہے؟ اسکو منسوخ کرنیکی کیا وجہ ہے؟ اگر کہو کہ خلوت کی نماز زیادہ سوز والی ہوتی ہے۔ تو کیا اسلام نے تہجد، سنن اور نوافل کے علیحدہ علیحدہ ادا کرنے کا طریق بتا کر اس ضرورت کو پورا نہ کردیا تھا۔ بجز عداوتِ اسلام بہاء اللہ کے نماز باجماعت کو منسوخ کرنیکی کوئی وجہ نہ تھی۔ دشمنی انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ بہائی کہتے ہیں۔ کہ بہاء اللہ الفت و مساوات پیدا کرنے آیا تھا۔ مگر وہ مساوات کے سب سے بڑے مظہر یعنی نماز باجماعت کو منسوخ قرار دے رہا ہے۔ اس موقعہ پر عیسائی مصنف الیاس خدوری کے الفاظ کیا برمحل ہیں۔ لکھتے ہیں:-

"برفعه حکم صلاۃ الجماعۃ فرق الوحدۃ الانسانیۃ والروحیۃ من بین الناس" (مقدمہ اقدس صـ ح)

کہ بہاء اللہ نے نماز باجماعت کو منسوخ کرکے انسانی وحدت اور روحانی اتحاد کو تفریق سے بدل دیا ہے۔"

نماز باجماعت کی منسوخی کا حکم بہاء اللہ نے دانستہ دیا ہے یا نادانستہ۔ بہرحال اس سے اس کی ذہنیت عریاں ہوجاتی ہے۔

بہائی شریعت کی پندرھویں خصوصیت

روزوں کے متعلق بہاء اللہ نے یہ جدت اختیار کی ہے کہ قمری حساب کی بجائے جس سے رمضان ہر موسم میں آجاتا ہے، شمسی حساب کے مطابق صرف انیس (۱۹) دن کے روزے مقرر کئے ہیں۔ جو ہمیشہ ایک ہی موسم میں آئیں گے۔ پھر دوسرا پہلو یہ اختیار کیا کہ مسافر اور مریض سے روزے ایسے معاف کردیئے کہ انہیں تندرست اور مقیم ہوجانے پر بھی رکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ (ع ۴۲) اور پھر روزہ کی نوعیت میں یہ جدت بیان کی۔ کہ صرف کھانے اور پینے سے طلوعِ آفتاب سے لیکر غروبِ آفتاب تک رکے رہو (ع ۴۵)

گویا سحر کیوقت اٹھنے کی ضرورت نہیں۔ نیز میاں، بیوی کے تعلقات سے پرہیز بہائی روزہ کی شرط نہیں۔ شاید یہ اسلئے ہو کہ بہائی شریعت کی خصوصیات میں سے ہے۔ کہ اسمیں نطفہ کے پانی کو پاک اور مطہر قرار دیا گیا ہے۔ اسلئے مرد و عورت کے تعلقات بہائی شریعت میں ناقضِ صوم نہیں ہیں۔

بہائی شریعت کی سولھویں خصوصیت

حج ایک اسلامی عبادت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (آل عمران) کہ بیت اللہ الحرام کا حج کرنا ان لوگوں پر فرض ہے جنہیں وہاں پہنچنے کی استطاعت ہو۔ بہاء اللہ نے جب قرآن مجید کی نقل اتارنی چاہی تو اس نے حج کے متعلق لکھا:-

"قد حکم اللہ لمن استطاع منکم حج البیت دون النساء عفا اللہ عنہن" (ع ۱۰)

کہ اسے جو طاقت رکھتا ہے تم مردوں میں سے عورتوں کے بغیر، اللہ نے حکم دیا ہے حج البیت کا۔ اللہ نے عورتوں کو معاف فرمایا ہے۔"

معلوم نہیں جب استطاعت کی شرط موجود تھی۔ تو عورتوں کا استثناء کیوں کیا گیا۔ اور انہیں مطلقاً حج سے کیوں محروم رکھا گیا؟

اس حکم میں بہاء اللہ نے قرآن مجید کے الفاظ کی نقل کی ہے۔ مگر اس کے فقرہ میں "حج البیت" سے اس گھر کا حج مراد نہیں جسکے حج کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے۔ بہائیوں کے ہاں دو گھروں کا حج کیا جاتا ہے۔ لکھا ہے:-

"ومحلِ طواف و حج اہلِ بہا یکے بیت نقطۂ اولیٰ در شیراز است وثانی ایں بیت جمال ابہیٰ است کہ در بغداد است و بالجملہ طواف ایں دو بیت منصوص کتاب است[۱]"

یعنی بہائیوں کے حج اور طواف کیلئے دو گھر مقرر ہیں۔ ایک باب کا گھر جو شیراز میں ہے اور دوسرا بہاء اللہ کا گھر جو بغداد میں ہے۔ گویا جس گھر کے حج کا حکم بہاء اللہ نے دیا ہے

[۱] الکواکب الدریہ فارسی جلد ۱ صـ ۳۵۸

دعا جو میں اس کی [illegible] گا وہ تمام عورتیں [illegible] کے [illegible] جنکی [illegible] تھی۔

اس سے تو بہتر ہے کہ بہائی شریعت کے لکھنے والے کا مقصد یہ تھا کہ اپنے گھروں اور اپنی قبروں کی پرستش کرائے کیونکہ ایسے ہی خیالات وہ رکھتا تھا [illegible]

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید کے قیام کیلئے یہ حال تھا کہ مرض الموت میں بھی خدا سے یہی دعا کرتے رہے۔

اللھم لا تجعل قبری وثناً یعبد۔

کہ اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنا دینا جسکی لوگ عبادت کریں۔

بہائی شریعت کی سترھویں خصوصیت زکوٰۃ کے بارے میں بھی بہاء اللہ نے حسب عادت [illegible] اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ بہاء اللہ نے حکم دیا ہے کہ جو [illegible] استعمال ہونے کی [illegible] موجود [illegible] آسمان و زمین کے [illegible] خدا کو [illegible] جگہ [illegible] سے مراد [illegible] بہاء اللہ [illegible] اس حکم کا شرعی [illegible] کوئی تعلق نہیں۔ یہاں ایک [illegible] جو تحریر بہاء اللہ نے لکھا ہے۔

قد کتب علیکم تزکیۃ الاقوات وما دونھا بالزکاۃ ھذا ما
حکم بہ منزل الآیات فی ھذا الرق المنیع سوف نفصل لکم
نصابھا اذا شاء اللہ و اراد (ع [illegible])

ترجمہ۔ تم پر [illegible] زکوٰۃ فرض [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

اسے بیت العدل کا حق بتایا ہے۔ (دیکھو اقدس ۹۴) گویا اس نے ان اموال کو ایک خاندانی جائداد کے طور پر بنایا ہے۔

زکاۃ ایک قومی مال ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ افراد اپنے طور پر بھی نیک جذبات کے ماتحت غرباء کی امداد کیا کرتے ہیں۔ اسلام نے مانگنے کو تو ناپسند کیا ہے لیکن اگر کوئی محتاج مانگ لے تو اس وجہ سے اسکو دینا حرام قرار نہیں دیا۔ بلکہ فرمایا ہے۔ وَفِیٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (الذاریات) کہ مسلمانوں کے مالوں میں سائل اور نہ مانگنے والے سب کا حق ہے۔

مگر بہاء اللہ نے جہاں اوقاف پر اپنا اور اپنے خاندان کا تصرف جمایا ہے۔ وہاں محتاج کو دینا اسلئے حرام کر دیا ہے کہ اس نے مانگا کیوں تھا۔ لکھا ہے۔ ومن سئل حرم علیہ العطاء (ع ۱۴۵) کہ جس سے کوئی مزدور تمند مانگے اسپر دینا حرام ہے۔

محتاجوں کی محرومی کا حکم دینے والا بہاء اللہ اپنے مریدوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ مُردوں کو بلور اور قیمتی لکڑیوں میں نیز ریشمی کپڑوں میں دفن کرو۔ (ع ۱۲۸ و ۱۲۹)

ان احکام پر یکجائی نظر ڈالنے سے بہائی شریعت کی خصوصی روح کا پتہ لگ جاتا ہے۔

بہائی شریعت کی اٹھارھویں خصوصیت بہاء اللہ نے شراب کی حرمت کا ذکر نہیں کیا۔ سؤر کی حرمت کی تصریح نہیں کی لیکن دو جگہ لکھا ہے۔ کہ افیون کا پینا حرام ہے۔ (ع ۱۳۳ و ۲۹) نہایت اہم امور کے متعلق خاموشی اختیار کر کے ادنیٰ سی بات مثلاً یہ کہ منبر پر چڑھ کر آیات نہ پڑھا کرو۔ بلکہ چارپائی وغیرہ پر کرسی رکھ کر پڑھا کرو۔ (ع ۱۳۱) کا ذکر کرنا بہائی شریعت کی خصوصیت ہے۔ ہاتھی کو نگل جانا اور مچھر کو چھانتا اسی کا نام ہے۔

بہائی شریعت کی انیسویں خصوصیت بہاء اللہ نے حکم دیا ہے۔ کہ ہر بہائی کا فرض ہے۔ کہ اپنے مکان کو خوب آراستہ و پیراستہ کرے۔ (ع ۱۳۴) اور پھر دوسرا حکم یہ ہے کہ انیس سال پورے ہو جانے پر وہ گھر کا سب سامان تبدیل کرے۔ (ع ۱۳۵) کیا بہائی اس پر عمل کرتے ہیں یا کریں گے؟ بہاء اللہ نے اسجگہ یہ نہیں بتایا کہ پرانے سامان کو کیا کیا جائے

ہاں انہوں نے یہ محسوس کیا تھا کہ غالباً بہائی بھی اسکو معقول حکم قرار نہ دینگے۔ اسلئے جھٹ کہہ دیا کہ بہت اچھا اگر کوئی اپنا سامان تبدیل نہ کر سکے۔ تو اس نے اسے معاف کر دیا ہے۔ (ص ۲۹) حکم دیکر دوسرے ہی سانس میں اس پر خطِ تنسیخ کھینچنا بہاء اللہ کا ہی طریق عمل ہے۔

بہائی شریعت کی بیسویں خصوصیت

شادی کیلئے بہاء اللہ نے مہر کی حدبندی کرتے ہوئے تحریر کیا ہے۔ کہ شہر والوں کیلئے انیس مثقال خالص سونا۔ اور دیہات والوں کے لئے انیس مثقال چاندی مقرر ہے۔ اگر کوئی زیادہ کرنا چاہے تو پچانوے مثقال سے زیادہ نہیں رکھ سکتا۔ (ص ۳۹) شہر اور دیہات کی یہ تقسیم نہ معقول ہے اور نہ ہی اتحاد و اتفاق کے لئے مفید ہے۔ بلکہ سخت مضر ہے۔ (۱) اول تو دیہات میں بہت سے امراء اور صاحب املاک ہوتے ہیں۔ اور شہروں میں بہت سے غریب ہوتے ہیں محض شہر اور گاؤں کا معیار بالکل غیر موزوں ہے۔ (۲) یہ طریق دیہاتیوں اور شہریوں میں تفریق کو اور بھی مضبوط کر دیگا۔ اب گویا دیہاتیوں اور شہریوں میں آپس میں رشتے کرنے اور زیادہ مشکل کر دیئے گئے۔ مہر کی حدبندی کا یہ طریقہ ہرگز معقول نہیں۔ انیس مثقال سونے سے کم کی اجازت نہ دینا بہت سے شہریوں پر ظلم ہے۔

بہائی شریعت کی اکیسویں خصوصیت

بہاء اللہ نے سمجھا کہ اگر میں نے میراث کے متعلق قواعد مرتب نہ کئے تو میری ایجاد کردہ شریعت نا تمام رہے گی۔ اسلئے اس نے "اقدس" کے ص ۲۹ و ۳۰ میں ورثاء کے نام لیکر حساب جمل کے مطابق ان کے حصوں کا ذکر کیا ہے۔ اس موقعہ پر حساب جمل کے طریق کو اختیار کرنے کی حکمت بھی جناب بہاء اللہ ہی جانتے تھے۔ بہائی شریعت میں علی الترتیب سات قسم کے ورثاء تجویز کئے گئے ہیں۔ (۱) اولاد۔ (۲) ازواج۔ (۳) آباء۔ (۴) امہات۔ (۵) اخوان۔ (۶) اخوات۔ (۷) معلمین۔ ان میں سے ہر قسم کیلئے عدد الملقت یعنی ۵۴۰ میں سے ۶۰-۶۰ دیئے جائیں گے۔ بہاء اللہ کہتے ہیں کہ چونکہ ہم نے اولاد کا باپوں کی پشتوں میں ہی شور سن لیا ہے۔ اسلئے ہم نے انکا حصہ

اور بھی دو چند کر دیا ہے۔ (ص ۳۰) گویا اولاد کے لئے پہلے ۵۴۰ میں سے ۹۰ مقرر تھے اب ۱۸۰ دیئے جائیں گے یعنی چھ اقسام کو ساٹھ ساٹھ کے حساب سے ۳۶۰ ملیں گے اور ۵۴۰ میں سے باقی ۱۸۰ سارے کے سارے اولاد کو دیئے جائیں گے۔

حیرت ہے کہ اس حسابی تقسیم کو پورا کرنے کے لئے جناب بہاء اللہ نے صرف قریبی رشتہ داروں کو گنا ہے۔ بیویاں، ساسوں اور بہنوں کے شوہر گویا بالکل نہیں رشتہ دار۔ بہاء اللہ نے ورثاء میں معلمین کا نام رکھ کر بھی اپنی حیرت انگیز طبیعت کا ثبوت دیا ہے۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ کونسے معلم وارث ہوں گے۔ اور کونسے نہیں۔ کیونکہ موجودہ طریقہ تعلیم میں تو سینکڑوں استاد ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بھی نہیں بتایا کہ کس زمانہ تک کے معلم ہوں گے۔ کیونکہ انسان درحقیقت ساری عمر ہی سیکھتا رہتا ہے۔ پھر یہ بھی ذکر نہیں کیا کہ معلم سے مراد بہائی کتابیں پڑھانے والے ہیں یا ہر علم کا معلم مراد ہے۔ اور صنعت و حرفت سکھلانے والے بھی ان میں شامل ہیں یا نہیں۔ غرض یہ حکم بھی نہایت مبہم ہے۔

جناب ابوالفضل بہائی نے تقسیم میراث بہائی کی گتھی کو ان الفاظ میں سلجھانے کی کوشش کی ہے لکھتے ہیں:۔

"تقسیم ارث را اقل عددیکہ جامع کسور تسعہ بوجہ صحیح است یعنی عدد (۲۵۲۰) مقرر گردیدہ و طبقات سبعہ را کہ عبارتند از ذریات و ازواج و آباء و امہات و اخوان و اخوات و معلمین الاقرب فالاقرب بترتیب و تفصیل بہر طبقہ از طبقات مذکورہ را ایصال (۶۰۰) علی التساوی منتقل داشتہ است۔"[۱]

بہائی شریعت کی بائیسویں خصوصیت

آپ ابھی پڑھ چکے ہیں کہ بہاء اللہ نے سات قسم کے ورثاء تجویز کئے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ ان ورثاء کو حصہ نقد روپیہ یا زرعی زمینوں وغیرہ سے ملیگا۔ اگر متوفی کا ترکہ صرف اسکی پچاس ساٹھ ہزار روپیہ کی کوٹھی ہو اور بیٹے

[۱] بہائیوں الائق ص ۲۳۳

ہی ہوں، تو ماں، باپ، بیوی، بھائیوں، بہنوں اور معلموں کو کچھ نہ ملیگا۔ بلکہ متوفی کی لڑکیوں کو بھی محروم کردیا جائیگا۔ ایسی صورت میں بہائی شریعت کا یہ حکم ہے۔ کہ رہائیشی مکانات اور کپڑے صرف لڑکوں کو ملیں گے۔ متوفی کی لڑکیوں کو بھی کچھ نہ ملے گا۔ (ع ۵۵) اس حکم کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ عورت کبھی بھی خواہ اسے بیٹی کی حیثیت سے دیکھا جائے یا بیوی کی حیثیت سے دیکھا جائے یا ماں کی حیثیت سے دیکھا جائے اپنے باپ یا خاوند یا بیٹے کے مکانات کی وارث نہیں بن سکتی۔ رہائیشی مکانات خواہ کتنے ہوں۔ عورت بہر حالی محروم الارث ہوگی۔

کیا یہ ایک ہی مسئلہ اس بات کا کافی ثبوت نہیں۔ کہ خداوندی قانون کے مقابلہ پر قانون تجویز کرتے وقت بہاء اللہ نے کس قدر ٹھوکریں کھائی ہیں؟

بہائی شریعت کی تیئیسویں[۲۳] خصوصیت بہاء اللہ نے ورثاء کے نام اور ان کے حصوں کی جو تقسیم کی ہے بہائی مذہب کے مطابق وہ اسی صورت میں نافذ ہوگی۔ جبکہ متوفی نے خود وصیت کے ذریعہ اسکو منسوخ نہ کردیا ہو۔ ورنہ ہر بہائی کو یہ اختیار حاصل ہے۔ کہ وصیت کرکے ان حصوں کو باطل کردے۔ اور جس طرح چاہے اپنی جائداد کی تقسیم کے متعلق ہدایت دے جاوے۔ جناب عبد البہاء افندی لکھتے ہیں :۔

"اما مسئلہ میراث این تقسیم در صورتے ست کہ شخص متوفی وصیتے نماید۔ آں وقت این تقسیم جاری گردد[۱]"

یہ بھی ایک ایسی خصوصیت ہے۔ جو صرف بہائی ازم میں پائی جاتی ہے۔ کہ مرنے والا اپنی وصیت کے ذریعہ اپنے اصحاب الفرائض کو ان کے مقررہ حقوق سے محروم کرسکتا ہے۔ جب یہ صورت تھی تو حصے مقرر کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ صرف یہ حکم دیدیا جاتا۔ کہ ہر شخص اپنی مرضی کے مطابق ورثہ کی تقسیم کا حکم دے جاوے۔

---

[۱] مکاتیب جلد ۳ ص ۳۷۲

بہائی شریعت کی چوبیسویں[۲۴] خصوصیت بہاء اللہ نے ایک حکم دیا ہے۔ "قد حرم علیکم بیع الاماء و الغلمان لیس لعبد ان یشتری عبداً" (ع ۱۵) کہ لونڈیوں اور غلاموں کا بیچنا حرام ہے۔ کسی غلام کا حق نہیں کہ غلام کو خریدے۔"

اسلام نے غلامی کے انسداد کے لئے جو اصول و قواعد مقرر کئے ہیں ان کے سامنے بہاء اللہ کا یہ حکم کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اسلام نے صرف جنگ کی صورت میں مذہب کو مٹانے اور مسلمانوں کی حریت کو تباہ کرنیوالوں کو قیدی بنانے کا حکم دیا ہے۔ (سورہ توبہ آیت ۶۷) اور ان قیدیوں کی اقسام کے لحاظ سے فرمایا ہے :۔ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً (سورہ محمد آیت ۴) کہ پھر ان میں سے بعض کو بطور احسان چھوڑ دو اور بعض سے ضرور فدیہ وصول کرو۔ مؤخر الذکر قسم کے قیدی ہی تا ادائیگی زر فدیہ غلام ہوتے ہیں۔ ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا اسلام کے احکام میں سے ہے۔

بہاء اللہ نے یہ کہکر کہ غلاموں کا بیچنا حرام ہے۔ ان غلاموں کی غلامی کو پختہ کردیا۔ جو اسوقت غلام ہیں۔ کیونکہ اب ان کو خرید کر آزاد نہیں کرایا جاسکتا۔ ایسا ہی اسنے صرف یہ کہا ہے۔ کہ کسی غلام کو خریدنا جائز نہیں۔ یہ نہیں کہا کہ بہر صورت غلام بنانا منع ہے۔ بہت سے لوگ دوسروں کو زبردستی پکڑ کر غلام بنالیا کرتے تھے۔ اس کے خلاف بہاء اللہ نے کوئی حکم نہیں دیا۔

بہائی سمجھتے ہوں گے۔ کہ بہاء اللہ نے دنیا کی رو کو دیکھکر غلامی کے انسداد کا معقول انتظام کردیا ہے۔ مگر یہ درست نہیں۔ کیونکہ یہ حکم کوئی ٹھوس قانون نہیں۔ اس سے زیادہ سے زیادہ غلاموں کی فروخت منع ثابت ہوگی۔ نیز بہاء اللہ نے دوسری طرف سود خوری کو جائز قرار دیکر لاکھوں غرباء کیلئے غلاموں سے بدتر زندگی بسر کرنیکا قاعدہ بھی مقرر کردیا ہے۔ بہاء اللہ لکھتے ہیں :۔

"فضلاً علی العباد ربا را مثل معاملات دیگر کہ مابین ناس متد اول است اقرار فرمودیم" (اشراقات ص ۳۳)

"یعنی سود خوروں پر مہربانی کر کے ہم نے سود کو بھی حلال کر دیا ہے۔"

سود کے جواز کی صورت میں غلامی کے انسداد کا دعویٰ فریبِ نفس سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ سود دینے والے مقروض غلاموں سے بدتر ہوتے ہیں۔ پھر سود خوری جنگوں کے پیدا کرنے اور لمبا کرنے کا باعث ہے۔ پس سود نہ صرف افراد کی غلامی کا موجب ہے۔ بلکہ قوموں کی غلامی اور تباہی کا موجب ہے۔ اسے جائز کر کے غلاموں کے بیچنے کو حرام کہنا کیا اثر پیدا کر سکتا ہے۔

بہائی شریعت کی پچیسویں[۲۵] خصوصیت

بہاء اللہ کی خودساختہ شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ عملی نہیں۔ اسی لئے بہائی اسے پردۂ اخفاء میں رکھتے ہیں۔ بہاء اللہ نے حکم دیا ہے۔ کہ اہلِ مجالس کو چاہئے۔ کہ مختلف زبانوں میں سے ایک زبان اور ایک رسم الخط انتخاب کر لیں۔ (ع۳۰۶) اسجگہ اول[۱] تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ زبان جناب بہاء اللہ نے خود ہی کیوں تجویز نہ کر دی؟ دوسرے[۲] اگر بالفرض لوگ انگریزی زبان کو انتخاب کر لیں۔ تو کیا "اقدس" کی عربی کو مٹا دیا جائیگا۔ اور کوئی بہائی "اقدس" کو اصل زبان میں لکھ اور پڑھ نہ سکیگا؟ تیسرے[۳] عجیب بات ہے کہ بہاء اللہ نے خود ایک زبان اختیار نہیں کی۔ کبھی فارسی میں لکھے ہیں اور کبھی عربی میں۔ خواہ عربی کس درجہ کی ہو۔ اور کبھی عربی اور فارسی سے مخلوط زبان میں۔ کیا اس عمل والے انسان کا یہ حق ہے۔ کہ لوگوں کو ایک زبان کے بولنے اور لکھنے کے لئے انتخاب کا حکم دے؟ اگر یہ حکم اتحاد کا ایسا ہی ذولیعہ تھا۔ تو بہاء اللہ کو عملاً اسے اختیار کرنا چاہئے تھا۔ اس نے تو خود مختلف زبانوں کے سیکھنے کی اجازت دی ہے۔ (ع۲۵۳) اندریں حالات یہ حکم بھی محض زمانہ کی رو کا تتبع ہے۔

اسلام کہتا ہے۔ کہ زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف خدا کا ایک نشان ہے۔ (الروم آیت ۲۲) اسلئے اپنے دائرہ کے اندر یہ مضر نہیں۔ ہاں قرآن مجید نے عربی زبان کو ام الالسنہ قرار دیا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ عربی زبان مذہبی طور پر سب قوموں اور ملکوں کی زبان ہونی چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے عربی کے ام الالسنہ ہونے پر اپنی کتاب مِننُ الرَّحمٰن میں مبسوط بحث فرمائی ہے۔

خلاصۂ بیان

ہم نے ان پچیس[۲۵] خصوصیات کے ضمن میں بہائی شریعت کا لبِ لباب بیان کر دیا ہے۔ اس پر نظر تدبر ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ صرف سطحی اور ناقابلِ عمل باتوں کا مجموعہ ہے۔ قرآن مجید اور اسلام کی محکم شریعت سے بہائیوں کے ان احکام کو کوئی نسبت نہیں ہے۔ بہرحال "اقدس" سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ انسان ضد میں آکر کہاں سے کہاں تک ٹھوکریں کھاتا ہوا جا پہنچتا ہے۔

کھلا چیلنج

میرے نزدیک بہائی شریعت کا ایک حکم بھی ایسا نہیں جو روحانی، اخلاقی اور تمدنی لحاظ سے اسلامی تعلیم سے بہتر ہو۔ مجھے آج تک کسی بہائی نے اپنی کتاب سے ایک بھی ایسی تعلیم نہیں دکھائی۔ جو اپنی ذات میں اچھی ہو اور اسلام میں موجود نہ ہو۔ یا کم از کم اسے بہائی شریعت میں قرآن مجید کی نسبت بہتر اسلوب اور احسن پیرایہ میں بیان کیا گیا ہو۔ اب بھی میں اہلِ بہاء کو اس بارے میں کھلا چیلنج کرتا ہوں۔ کیا کوئی بہائی اقدس میں سے ایک بھی ایسی تعلیم دکھا سکتا ہے۔ جو روحانی یا اخلاقی پہلو سے مفید ہو اور وہ قرآن کریم میں احسن ترین انداز میں موجود نہ ہو؟ جب ایسا نہیں ہے تو بہاء اللہ کے اس مجموعہ سے قرآن حکیم کو منسوخ کہنا سراسر غلط اور گناہ ہے۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ ۔

فصل ہفتم

قرآن مجید زندہ اور غیر منسوخ شریعت ہے!

بہائیت کی بنیاد نسخ شریعت اسلامیہ کے عقیدہ پر ہے۔

بابیت اور بہائیت کی بنیاد اس عقیدہ پر ہے۔ کہ قرآن مجید اب زندہ کتاب نہیں رہی۔ وہ دائمی شریعت نہیں، بلکہ ایک منسوخ شدہ کتاب ہے۔ بہائی بالعموم اس عقیدہ کا کھلا اظہار نہیں کرتے۔ تا مسلمان ناراض نہ ہوں۔ مگر اعتقاد سب کا یہی ہے۔ بہائیوں نے اس باطل عقیدہ کیلئے ایک وہمی سہارا بنا رکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ مسلمان کہلانیوالے فرقے یہ مانتے ہیں۔ کہ قرآن پاک کی آیات میں سے بہت سی آیات منسوخ ہیں۔ منسوخ آیات کی تعداد میں اور تعیین میں شدید اختلاف ہے۔ جب اصولی طور پر قرآنی آیات میں نسخ تسلیم کر لیا گیا۔ تو سو آیات کا منسوخ ہونا یا سارے قرآن مجید کا منسوخ ہونا بہائی نقطۂ نظر سے یکساں ہے

۷ر جون ۱۹۳۳ء کو میں حیفا فلسطین میں بہائیوں کے موجودہ زعیم جناب شوقی افندی سے ملا تو انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں یعنی جماعت احمدیہ کے سوا سارے فرقے نسخ فی القرآن کے قائل ہیں۔ اس لئے اگر ہم نے قرآن مجید کو منسوخ کہدیا۔ تو کونسی نئی بات کی ہے۔ بلاشبہ اہل بہا کا یہ استدلال درست نہیں۔ کیونکہ اگر مسلمان کہلانیوالے قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف آیاتِ قرآنیہ کے نسخ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ تو بہائیوں کا یہ حق نہیں۔ کہ وہ اس غلط عقیدہ کو سند بنالیں۔ قابلِ غور امر تو یہ ہے کہ آیا ازروئے قرآن مجید و عقل تعالیم اسلام منسوخ ہو سکتی ہیں۔ اور فی الواقع منسوخ ہو گئی ہیں یا نہیں؟

آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ کا صحیح مفہوم

قرآن مجید کی بعض آیات کو منسوخ قرار دینے

والے غیر احمدی اور سارے قرآن پاک کو منسوخ سمجھنے والے بہائی غلط فہمی سے قرآن مجید کی ایک آیت سے استدلال کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:-

"مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (بقرہ آیت)

وہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ ہم اگر قرآن مجید کو منسوخ کرینگے تو اسکی مانند یا اس سے بہتر کتاب لائیں گے۔

قائلین نسخ کا یہ استدلال تار عنکبوت سے بھی کمزور ہے۔ آیت قرآنی اور اس کے سیاق و سباق پر تدبر کرنے سے یہ خیال بالبداہت باطل ثابت ہوتا ہے۔ اولؔ تو آیت زیر نظر میں جملہ شرطیہ ہے۔ مَا شرطیہ ہے۔ اسی لئے نَنْسَخْ پر جزم آئی ہے۔ علامہ ابن ہشام نے مَا شرطیہ غیر زمانیہ کی مثال میں یہ آیت پیش کی ہے۔[۱] آیت کے معنے یوں ہونگے۔

"اگر ہم کسی آیت کو منسوخ کر دیں یا اسے بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اسکی مانند لاتے ہیں۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے:"

اس شرطیہ جملہ سے یہ استدلال کرنا کہ فی الواقع قرآن مجید کی بعض آیات یا سارا قرآن مجید منسوخ ہو گیا ہے۔ انصاف کا خون کرنا ہے۔ اس سے (بشرطیکہ لفظ آیت سے مراد قرآن کریم کی آیت ہو) زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوگا۔ کہ اگر خدا تعالیٰ قرآن کے کسی حصے کو منسوخ کرے تو اس سے بہتر لائے گا۔ یہ ہرگز ثابت نہ ہوگا کہ فی الواقع اللہ تعالیٰ نے قرآن کے کسی حصہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ دومؔ۔ اس آیت میں لفظ "اٰیَةٍ" سے مراد قرآن مجید کی آیات نہیں۔ بلکہ شرائع سابقہ کی تعلیمات ہیں۔ ازروئے لغت یہ لفظ اس معنی کا متحمل ہے۔ اور ماقبل آیت صاف طور پر اس کی تعیین کر رہی ہے۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْكُمْ

[۱] مغنی اللبیب جلد ۲ ص ۵

مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (بقرہ آیت ۱۰۵)

ترجمہ کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو یہ پسند نہیں۔ کہ اے مسلمانو! تم پر تمہارے رب کی طرف سے خیر یعنی قرآن کریم کا نزول ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے اپنی رحمت کیلئے مخصوص کر لیتا ہے۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔"

یہ آیت صاف طور پر بتا رہی ہے۔ کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ میں ان اہل کتاب کے اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ جو کہتے تھے۔ کہ قرآن کے نزول سے تورات و انجیل کو منسوخ ماننا پڑیگا۔ اور یہ قابل اعتراض بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا جواب وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ میں دیا ہے۔ اور اہل کتاب کو مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ میں اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ تم اعتراض کرنیکی بجائے یہ دیکھو کہ آیا قرآن مجید تمہاری کتب سے اعلیٰ التعلیم پر مشتمل ہے یا نہیں؟ اگر اسکی تعلیم کتب سابقہ سے اکمل و جامع ہے۔ تو تمہارا اعتراض بے محل ہے۔ پس آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ کسی صورت میں بھی قرآن مجید کی آیات کے منسوخ ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔ اسکا مفہوم تو صرف یہ ہے۔ کہ قرآن مجید نے تورات و انجیل وغیرہ کتب سابقہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ ان سے اعلیٰ اور دائمی تعلیمات لیکر آیا ہے۔

نئی شریعت کب آتی ہے؟

آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا سے اصولی طور پر یہ واضح ہو جاتا ہے۔ کہ نئی شریعت صرف مندرجہ ذیل صورتوں میں آتی ہے۔ اوّل۔ سابقہ شریعت مختص القوم یا مختص الزمان ہونیکے باعث وسیع دائرہ کے لئے غیر مکتفی ہو جائے۔ اسکے قوانین اپنی ذات میں تبدیلی کے مقتضی ہوں۔ دوم۔ سابقہ شریعت محفوظ نہ رہے بلکہ اسمیں تحریف و تغیر واقع ہو چکا ہو۔ سوم۔ پہلی شریعت کے احکام زبان وغیرہ کی محدودیت کے باعث زمانہ کی رفتار کے مطابق نئی ضرورتوں کو پورا نہ کر سکتے ہوں۔ وہ پیچھے رہ گئے ہوں۔ اور زمانہ آگے نکل چکا ہو۔ ان تینؔ صورتوں میں ہی پہلی شریعت کو منسوخ کر کے نئی شریعت لائی جاتی ہے۔ اور لازماً نئی شریعت سابقہ شریعت سے تفصیلات میں اعلیٰ ہوگی۔ اور

اصول میں کم از کم اس کے برابر ہوگی۔

اس قاعدہ کی روشنی میں بھی اگر غور کیا جائے تو ماننا پڑے گا۔ کہ نسخ قرآن کا ادعا محض وہم ہے

بابی اور بہائی زعماء کا اقرار کہ قرآن مجید عالمگیر۔ اکمل اور جامع شریعت ہے۔

میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ نہ صرف آیات قرآنی اور واقعات سے یہ ثابت ہے۔ کہ قرآن مجید اعلیٰ ترین تعلیمات اور ہمہ گیر ہدایات پر مشتمل کتاب ہے۔ بلکہ خود بابی اور بہائی لیڈروں کو بھی اسکے اقرار کے بغیر چارہ نہیں رہا۔

(۱) علی محمد باب نے لکھا ہے:۔

"در زمان نزولِ قرآن افتخار کل بفصاحت کلام بود۔ ازیں جہت خداوند قرآن را با علیٰ علو فصاحت نازل فرمود و اورا معجزۂ رسول اللہ قرار داد و در قرآن خداوند اثبات حقیت رسول اللہ و دین اسلام نفرمودہ الا بآیات کہ اعظم بینات است"[1]

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ نزول قرآن کے وقت فصحاء کو اپنی فصاحت پر ناز تھا اسلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ایسی اعلیٰ درجہ کی فصاحت میں نازل کیا۔ کہ اس سے زیادہ تصور نہیں ہو سکتی۔ اور اس میں آنحضرتؐ اور اسلام کی صداقت کا اثبات اعظم بیّنات سے کیا گیا ہے۔

(۲) عبد البہاء افندی تحریر کرتے ہیں:۔

"یک معجزہ از معجزاتِ قرآں این است کہ قرآن حکمتِ بالغہ است بشریعتے در نہایت اتقان کہ روح آں عصر بود تاسیس مے فرماید۔ و از ایں گذشتہ مسائل تاریخیہ و مسائل ریاضیہ بیان مے نماید کہ مخالف قواعد فلکیہ آں زمان بود بعد ثابت شد کہ منطوق قرآن حق بود"[2]

ترجمہ:۔ قرآن مجید کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ ہے۔ کہ قرآن حکمت بالغہ ہے اس نے نہایت اتقان و احکام سے ایک ایسی شریعت کی بنیاد قائم کی ہے۔ جو اس زمانہ کے لوگوں کے لئے

[1] البیان قلمی صـ ۱۳۔ [2] خطابات عبد البہاء جلد ا صـ ۵۵

زندگی کی روح ثابت ہوئی۔ قرآن علاوہ شریعت کے تاریخی اور ریاضی کے ایسے مسائل بھی بیان کرتا ہے جو اس زمانہ کے قواعد فلکیہ کے خلاف تھے۔ اور بعد ازاں یہ ثابت ہوگیا کہ قرآن مجید کا بیان ہی درست ہے۔"

(۳) جناب بہاء اللہ لکھتے ہیں :-

"عقل جزئی کے تواند گشت بر قرآں محیط
عنکبوتے کے تواند کرد سیمرغے شکار[1]"

یعنی جس طرح مکڑی سیمرغ کا شکار نہیں کر سکتی۔ اسی طرح انسانوں کی عقل قرآن مجید کے بحر بیکراں اور غیر محدود معارف و حقائق کا احاطہ نہیں کر سکتی۔"

(۴) ابوالفضل بہائی مبلغ لکھتے ہیں :-

"وهذه الآيات صريحة في ان الله تعالى ما ترك شيئًا يتعلق بالديانة الالهية والشريعة النبوية اصولًا و فروعًا وحجةً وبرهانًا ومصدرًا ومآلًا الا وفصله وبينه واظهره واعلنه في هذا السفر المجيد والكتاب العزيز الحميد[2]"

ترجمہ :- قرآن مجید کی یہ آیات صراحت سے بتا رہی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانی مذہب اور نبیوں کی شریعت کے اصول، فروع، دلائل و براہین، مصدر اور نتیجہ۔ غرض ہر امر کو اس قرآن مجید اور کتاب عزیز میں نہایت تفصیل اور کھول کر بیان کر دیا ہے۔ کوئی پہلو تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑا۔"

(۵) جناب بہاء اللہ عکا کی زندگی میں لکھتے ہیں :-

"اگر اہلِ توحید در اعصارِ اخیرہ بشریعت غراء بعد از حضرت خاتم روح ما سواہ فداہ عمل مے نمودند و بذیلش تشبث۔ بنیانِ حصن امر متزعزع نمے شد و مدائن معمورہ خراب نمے گشت۔ بلکہ مدن و قرے بطراز امن و امان مزین و فائز۔ از غفلت و اختلاف امتِ مرحوم و دخانِ انفس شریرہ ملت بیضاء تیرہ و ضعیف مشاہدہ مے شود[3]"

---

[1] ہفت وادی ص۲۳۔ [2] الدرر البہیۃ ص۱۳۴۔ [3] بابیۃ الحیاۃ ص۹۰

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت غراء تو کامل و مکمل ہے صرف مسلمانوں کا قصور ہے۔ کہ وہ اس پر عمل نہیں کرتے۔ اگر عمل کریں۔ تو دنیا بھر میں امن و امان قائم ہو جائے۔

ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ بہائی و بابی زعماء کے نزدیک بھی اسلامی شریعت افصح ترین۔ اکمل ترین۔ غیر محدود معارف پر مشتمل، عالمگیر اور زندہ کتاب ہے۔ اسکی تعلیم کے ذریعہ دنیا میں امن قائم ہوگا۔ پس اندریں حالات نسخ قرآن کا ادعاء خود بخود غلط ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید محفوظ اور تحریف سے مبرا شریعت ہے!

جب قرآن مجید کامل شریعت ہے۔ ہر زمانہ کی ضرورت کیلئے اس میں احکام موجود ہیں۔ تو اب اسکے منسوخ ہونیکی ایک ہی صورت ہو سکتی تھی۔ اور وہ یہ کہ قرآن مجید میں نعوذ باللہ تحریف ہو جائے۔ اور وہ محفوظ کتاب نہ رہے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کے نازل کرنے کے ساتھ ہی وعدہ فرمایا تھا۔ کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ٥ (الحجر آیت ۹) کہ ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اسکی حفاظت کریں گے۔

اسلام کی تاریخ گواہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو ہر زمانہ میں پورا کیا قرآن مجید کا محفوظ کتاب ہونا دشمنانِ اسلام کو بھی مسلم ہے۔ (۱) جرمن مستشرق نولڈیک لکھتا ہے :-

"Efforts of European scholars to prove the existence of later interpolations in the Quran have failed[1]"

ترجمہ :- یورپین علماء کی یہ کوششیں کہ وہ ثابت کریں کہ قرآن میں بعد کے زمانہ میں بھی کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ بالکل ناکام ثابت ہوئی ہیں۔"

سر ولیم میور نے لکھا ہے :-

"There is otherwise every security internal

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر لفظ قرآن۔

and external that we possess that text which Mohammad himself gave forth and used[1]

ترجمہ :۔ اسکے علاوہ ہمارے پاس ہر ایک قسم کی ضمانت موجود ہے۔ اندرونی شہادت کی بھی اور بیرونی کی بھی۔ کہ یہ کتاب جو ہمارے پاس ہے وہی ہے۔ جو خود محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دنیا کے سامنے پیش کی تھی۔ اور اسے استعمال کیا کرتے تھے۔"

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں قرآن مجید کی حفاظت کروں گا۔ اور ہر قسم کی تحریف سے اسے محفوظ رکھوں گا۔ تاریخی واقعات شاہد ہیں۔ کہ قرآن کریم ایک محفوظ شریعت اور ہر قسم کی تحریف سے مبرّا ہے۔ پس نسخِ قرآن کا خیال محض معاندانہ خیال ہے۔ ورنہ اندریں حالات نئی شریعت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

قرآن مجید کے منسوخ نہ ہونے پر دلائل!

بہائی کہتے ہیں۔ کہ ان کے نزدیک قرآن مجید خدا تعالیٰ کا کلام ہے لیکن اب وہ منسوخ ہے۔ میں ذیل میں قرآن مجید کی وہ آیات درج کرتا ہوں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ قرآن مجید غیر منسوخ شریعت ہے۔ دنیا کے اخیر تک اب یہی قانونِ ربانی نجات کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید کی یہ آیات اہلِ بہاء اور اُن غیر احمدیوں کے خلاف حجت ہیں۔ جو قرآن مجید کو خدائی کلام مان کر اس کے منسوخ ہونیکے قائل ہیں۔

پہلی[1] آیت۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔[2] ترجمہ۔ اسوقت (نزول قرآن کیساتھ) میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے۔ اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔"

دوسری[2] آیت۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔[3] ترجمہ۔ کامل مذہب اللہ کے نزدیک

---

[1] لائف آف محمدؐ۔ [2] المائدہ آیت ۳۔ [3] آل عمران آیت ۱۹۔

اسلام ہی ہے۔"

تیسری[3] آیت۔ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝[1] ترجمہ۔ جو شخص اسلام کے سوا کسی اور مذہب کو بطور دین اختیار کریگا۔ اس سے قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آئندہ زندگی میں ناکام لوگوں میں سے ہوگا۔"

چوتھی[4] آیت۔ اَفَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْتَغِیْ حَکَمًا وَّھُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ اِلَیْکُمُ الْکِتٰبَ مُفَصَّلًا وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّہٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۝ وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝[2] ترجمہ۔ کیا اللہ کے سوا میں کسی اور حکم کو مان لوں۔ حالانکہ وہی ہے جس نے تمہاری طرف یہ کتاب تمام تفصیلات پر مشتمل بنا کر نازل کی ہے جنکو ہم نے اس کتاب کا فہم عطا کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے اٹل قانون کے ساتھ اتری ہے۔ تو شک کرنیوالوں میں سے مت بن۔ اس کتاب پر صدق وعدل کے لحاظ سے تیرے رب کی شریعت مکمل ہوگئی۔ اسکے کلمات کو کوئی تبدیل کرنیوالا نہیں۔ وہ سُننے اور جاننے والا ہے۔"

نوٹ[1]۔ ان آیات میں اسلام کے کامل اور دائمی قانون ہونیکا ذکر کرکے بتایا گیا ہے۔ کہ آئندہ کوئی اور دین بارگاہِ ایزدی میں مقبول نہ ہوگا۔ نیز قرآن مجید کے مفصل ومکمل اور غیر منسوخ شریعت ہونے کا بھی بیان ہے۔

پانچویں[5] آیت۔ وَھٰذَا ذِکْرٌ مُّبٰرَکٌ اَنْزَلْنٰہُ اَفَاَنْتُمْ لَہٗ مُنْکِرُوْنَ ۝[3]

ترجمہ۔ یہ نصیحت نامہ تمام خوبیوں کا جامع ہے۔ ہم نے اسے اتارا ہے۔ کیا تم اسکے منکر ہو؟"

چھٹی[6] آیت۔ اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَہٗ بَعْدَ حِیْنٍ[4]

ترجمہ۔ یہ قرآن سب جہانوں اور زمانوں کیلئے ذکر ہے۔ تمہیں اسکی اس پیشگوئی کی حقیقت کچھ عرصہ بعد معلوم ہوگی۔"

---

[1] آل عمران آیت ۸۵۔ [2] الانعام آیت ۱۱۴-۱۱۵۔ [3] الانبیاء آیت ۵۰۔ [4] ص آیت ۸۸-۸۷

ساتویں[1] آیت۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْکِتٰبِ وَ مُهَیْمِنًا عَلَیْهِ[1]۔ ترجمہ۔ ہم نے قائم رہنے والی تعلیم پر مشتمل کتاب تجھ پر نازل کی ہے۔ اس حال میں کہ وہ کتاب کتب سابقہ کی مصدق ہے۔ اور ان پر نگران ہے"

نوٹ[1]۔ ان آیات سے ظاہر ہے۔ کہ قرآن مجید تمام برکات پر حاوی ہے۔ اور وہ مہیمن ہے۔ یعنی دوسری کتب کی صحت و عدم صحت کا معیار ہے۔

آٹھویں آیت۔ وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ[2]۔ ترجمہ۔ ہم نے تجھ پر یہ شریعت ہر ضروری حکم کو بیان کرنے کیلئے اور ہدایت و رحمت نیز مسلمانوں کیلئے بشارت کے رنگ میں نازل کی ہے"

نویں آیت۔ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا[3]۔ ترجمہ۔ ہم نے اس قرآن میں تمام لوگوں کے لئے ہر ضروری تعلیم بوضاحت بیان کر دی ہے لیکن بعض انسان بہت جھگڑتے ہیں"

دسویں[4] آیت۔ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ۔ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ[4]۔

ترجمہ۔ ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی عمدہ تعلیم اور سب دلائل بیان کر دیئے ہیں۔ تا لوگ نصیحت حاصل کریں۔ ہم نے اس قرآن کو فصیح زبان والا اور ایسا بنایا ہے۔ کہ اس میں کسی قسم کی کوئی کجی نہیں ہے۔ تا لوگ تقویٰ حاصل کریں"

نوٹ[2]۔ ان آیات میں قرآن مجید کی شریعت کو جامع، ہر کجی سے مبرا اور ہر ضروری تعلیم پر مشتمل قرار دیا گیا ہے۔ عربی زبان میں اَلْمَثَل کے کئی معنے ہیں۔ جن میں سے الحجۃ[1] دلیل۔ الحدیث[2]۔ عمدہ بات۔ الآیۃ[3] نشانِ صداقت۔ العبرۃ[4] نصیحت کی بات۔

---

[1] المائدۃ آیت ۴۹۔ [2] النحل آیت ۹۰۔ [3] الکہف آیت ۵۵۔ [4] الزمر آیت ۲۸-۲۹۔

کے بھی ہیں۔ (اقرب الموارد)

گیارھویں[1] آیت۔ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۔ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوْرًا[1]۔ ترجمہ۔ اعلان کر دے۔ کہ اگر انس و جن ملکر بھی اس قرآن کی مثل بنانیکا ارادہ کریں۔ تب بھی باوجود ایک دوسرے کی مدد کرنیکے وہ ایسا ہرگز نہ کر سکینگے۔ اس قرآن میں ہمنے ہر پہلو سے دلائل کو ذکر کر دیا ہے۔ مگر بہت سے لوگ پھر بھی ناشکری پر مصر رہتے ہیں"

بارھویں[2] آیت۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ[2]۔ ترجمہ۔ کیا یہ کہتے ہیں۔ کہ رسول نے یہ کلام خود گھڑ لیا ہے۔ تو کہہ دے کہ تم بھی گھڑ کر اس کی مانند دس سورتیں ہی پیش کرو۔ اور اگر تم سچے ہو تو اپنے معبودانِ باطلہ سے دعائیں بھی کرو۔ ان کو بھی بلا لو۔ لیکن اے مشرکو! اگر وہ معبودانِ باطلہ تمہاری درخواست کو نہ قبول کریں۔ یا اے مسلمانو! اگر یہ مخالفین اس چیلنج کو قبول نہ کر سکیں تو جان لو کہ قرآن مجید اللہ کے علم پر مشتمل ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس کیا تم مسلمان بنتے ہو؟"

تیرھویں[3] آیت۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالذِّکْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ وَاِنَّهٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ[3]۔ ترجمہ۔ جن لوگوں نے اس ذکر کا انکار کر دیا جب وہ ان کے پاس آیا (وہ سخت گمراہی میں ہیں) تحقیق قرآن وہ غالب کتاب ہے۔ کہ باطل اس میں نہ آگے سے نہ پیچھے سے راہ پا سکتا ہے۔ وہ حکیم و حمید کا نازل کردہ کلام ہے۔ یعنی نہ گزشتہ علوم و واقعات قرآن کو غلط ثابت

---

[1] بنی اسرائیل آیت ۸۹-۹۰۔ [2] ہود آیت ۱۴-۱۵۔ [3] فصلت آیت ۴۲-۴۳۔

کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی آئندہ کوئی تعلیم قرآن کو باطل اور منسوخ ثابت کر سکتی ہے۔

نوٹ۔ ان آیات میں قرآن مجید کو بے نظیر۔ عدیم المثال اور ہمیشہ غالب و حق ثابت ہونے والی کتاب قرار دیا ہے۔

چودھویں آیت۔ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰی شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝[1] ترجمہ۔ سو ہم نے اب پھر تجھکو امر دین کی کامل شریعت پر قائم کیا ہے۔ تو اسکی پیروی کرتا رہ۔ اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کر۔ جو حقیقت سے آگاہ نہیں۔

پندرھویں آیت۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ یَّسْتَقِیْمَ ۝[2] ترجمہ۔ یہ قرآن سب لوگوں کیلئے باعث عزت ہے۔ ہاں ان کے لئے راہ استقامت ہے جو استقامت اختیار کرنا چاہیں۔

سولھویں آیت۔ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝[3] ترجمہ۔ یہ نہ منسوخ ہونے والا کلام ہے۔ اس میں کسی قسم کی غیر سنجیدگی یا بے اصولی نہیں۔

نوٹ۔ ان آیات میں قرآن مجید کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس پیروی کو ترک کرنا یا کرانا جاہلانہ خواہش قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کو استقامت کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ ہاں اسے قول فصل کہکر نہ منسوخ ہونیوالا قانون کہا گیا ہے کیونکہ لغت کی کتاب میں لکھا ہے۔ امر ھم یا مر فصل ای لا رجعة فیه ولا مرد له۔ کہ فصل اسکو کہتے ہیں۔ جسمیں رجوع کرنے یا اسے منسوخ کرنیکی گنجائش نہ ہو۔

سترھویں آیت۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ

[1] الجاثیہ آیت ۱۸۔ [2] التکویر آیت ۲۷، ۲۸۔ [3] الطارق آیت ۱۳، ۱۴۔

وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝[1] ترجمہ۔ اسی نے بہترین تعلیم ایسی کتاب کی صورت میں نازل فرمائی ہے۔ جو انسانی فطرت کیلئے عین موزون ہے۔ چنانچہ خشیت اللہ رکھنے والوں کے جسم اسکو سن یا پڑھکر کپکپا اٹھتے ہیں۔ اور ان کا ظاہر و باطن ذکر الٰہی میں مشغول ہوجاتا ہے۔ یہ اسکی ہدایت ہے جسے چاہتا ہے اسکے ذریعہ کامیاب بناتا ہے۔ اور جسکو اللہ تعالیٰ گمراہ قرار دے۔ پھر اسے کون رہنمائی کرنیوالا ہوگا۔

اٹھارھویں آیت۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝[2] ترجمہ۔ یہ ہمیشہ پڑھی جانے والی معزز کتاب ہے۔ یہ دنیا کے آخر تک ایک کتاب مکنون کی صورت میں رہے گی۔ اسکے معارف صرف پاکباز و مطہر لوگ ہی معلوم کر سکیں گے۔ یہ رب العالمین کی نازل کردہ ہے۔

انیسویں آیت۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا ۝[3] ترجمہ۔ یقیناً یہ قرآن ان طریقوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور وہ تعلیمات پیش کرتا ہے جو ہر زمانہ میں صحیح اور قائم رہنے والی ہیں۔ پھر وہ نیک اعمال بجا لانیوالوں کو بشارت دیتا ہے۔ کہ ان کو بہت اجر ملے گا۔

نوٹ۔ ان آیات میں قرآن مجید کو فطرت انسانی کیلئے بہترین شریعت قرار دیا گیا ہے اسکے حقائق و معارف کو نہ ختم ہونیوالا خزانہ بتایا ہے۔ اور ہر زمانہ میں اس کی ہدایات کو اَقْوَمُ کہا گیا ہے۔ کیا ایسی تعلیم کو منسوخ کہا جا سکتا ہے؟

بیسویں آیت۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝[4] ترجمہ۔ رسول کریم کہیں گے کہ اے میرے رب میری قوم نے اس بے مثال قرآن کو چھوڑی ہوئی کتاب کی طرح بنا لیا ہے۔

نوٹ۔ یہ آیت ما سبق کیساتھ ملکر بتا رہی ہے۔ کہ قیامت کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

[1] الزمر آیت ۲۳۔ [2] الواقعہ آیت ۷۸ تا ۸۱۔ [3] بنی اسرائیل آیت ۹۔ [4] الفرقان آیت ۳۰۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے شکایت کریں گے۔ کہ میری قوم نے اس قرآن کو ترک کر دیا تھا۔ اسجگہ قومی سے مراد امتِ اجابت یعنی مسلمان کہلانے والے ہیں۔ جیساکہ مھجوراً کے قرینہ سے بھی ظاہر ہے۔ قابلِ غور امر ہے۔ کہ اگر قرآن مجید نے منسوخ ہوجانا تھا۔ تو قیامت کے دن اس شکوہ کے کیا معنے ہو سکتے ہیں۔ کیا جواب میں یہ نہ کہا جائیگا کہ مھجور کا سوال نہیں۔ وہ تو منسوخ ہی ہوچکا تھا۔ بہائی کہتے ہیں۔ کہ بہاء اللہ کا دعویٰ ہی قیامت ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ پھر یہ آیت بہائیت کے بطلان پر نصِ قاطع ہے۔ گویا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بہاء اللہ کے دعوٰے کے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔ کہ اے خدا! اب بہاء اللہ اور بہائیوں نے اس قرآن کو منسوخ ومتروک کرنیکی تجویز کی ہے۔ تو اپنے وعدہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ[۱] کے مطابق اسکی حفاظت فرما۔ اہلِ ایمان کو مبارک ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کو قبول فرمایا اور حضرت احمدؑ جری اللہ کو باغِ محمدیؐ کا نگہبان بناکر بھیجدیا جس نے فرمایا:۔

”قرآن شریف کو مہجور کیطرح نہ چھوڑو۔ کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے۔ انکو آسمان پر مقدم رکھا جائیگا۔ نوعِ انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔“[۲]

اکیسویں[۲۱] آیت۔ وَاتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنۡ کِتَابِ رَبِّکَ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ وَلَنۡ تَجِدَ مِنۡ دُوۡنِہٖ مُلۡتَحَدًا۝[۳] ترجمہ۔ ”تو اپنے رب کی اس کتاب کی تلاوت کیا کر جو تجھپر وحی ہوئی ہے۔ اسکے کلمات و احکام کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں۔ اور تجھے اس کے سوا کوئی جائے پناہ نہ ملیگی۔“

نوٹ[۸]۔ اس آیت میں صریح طور پر بتایا گیا ہے کہ دنیا ٹھوکریں کھانیکے بعد آخرکار خدا تعالےٰ کی شریعت قرآن مجید کی طرف ہی رجوع کریگی۔ اور اسکے منسوخ قرار دینے کی کوششیں

[۱] الحجر آیت ۹۔ [۲] کشتی نوح تقطیع خورد صفحہ ۳۰ [۳] الکہف آیت ۲۷۔

ناکام ثابت ہوں گی۔

بائیسویں[۲۲] آیت۔ جَعَلَ اللّٰہُ الۡکَعۡبَۃَ الۡبَیۡتَ الۡحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّہۡرَ الۡحَرَامَ وَالۡہَدۡیَ وَالۡقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِکَ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَاَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ۝[۱]

ترجمہ۔ ”اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو لوگوں کیلئے عزت والا گھر اور ہمیشہ قائم رہنے والا قبلہ بنایا ہے۔ ایسا ہی اس نے عزت والے مہینے۔ قربانیاں اور ان کے گلے کے ہار ہمیشہ کیلئے جاری کر دیئے ہیں۔ تا تم کو معلوم ہو تا رہے۔ کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی سب باتوں کو بخوبی جانتا ہے۔ اور کوئی چیز اسکے علم سے باہر نہیں۔“

نوٹ[۹]۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک کعبہ کو حج کا مقام مقرر فرمایا ہے اور اس امر کو اپنی ہستی اور اپنے علم کی دلیل بتلایا ہے۔ گویا بیت اللہ الحرام کا حج اسیوقت منسوخ قرار دیا جاسکتا ہے۔ جبکہ دنیا باقی نہ رہے۔ اسلامی حج کے غیر منسوخ ہونیکا مطلب یہ ہوگا۔ کہ دین اسلام بھی کبھی منسوخ نہ ہوگا۔

تیئیسویں[۲۳] آیت۔ اِنَّ عِدَّۃَ الشُّہُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰہِ اثۡنَا عَشَرَ شَہۡرًا فِیۡ کِتٰبِ اللّٰہِ یَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ مِنۡہَاۤ اَرۡبَعَۃٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِکَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ[۲] ترجمہ۔ ”اللہ کیطرف سے شریعت میں مہینوں کا شمار بارہ مہینے مقرر ہے۔ جب کہ اس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا۔ ان بارہ[۱۲] میں سے چار[۴] حرمت والے مہینے ہیں۔ یہ ہمیشہ قائم رہنے والا قانون ہے۔“

نوٹ[۱۰]۔ اس آیت میں سال کے بارہ مہینوں کو ابتداء دنیا سے شروع ہونیوالا اور دنیا کے آخر تک قائم رہنے والا قانون بتایا ہے۔ بہاء اللہ اور باب نے بارہ[۱۲] کی بجائے انیس[۱۹] مہینے مقرر کرنیکی ناکام کوشش کی ہے۔

چوبیسویں[۲۴] آیت۔ رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَہَّرَۃً ۙ فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ۝[۳] ترجمہ۔ ”یہ اللہ کا رسول ہے۔ جو پاکیزہ صحیفے (قرآن مجید) پڑھکر سناتا ہے۔ ان صحیفوں (یعنی قرآن مجید)

[۱] المائدہ آیت ۹۷۔ [۲] توبہ آیت ۳۶۔ [۳] البینہ آیت ۲، ۳۔

میں تمام پختہ کتابیں اور احکام موجود ہیں۔ جو ہمیشہ قائم رہیں گے۔"

نوٹ[۱]۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ سابقہ کتب کے بھی وہ احکام جو قائم رکھے جانے کے قابل تھے قرآن مجید میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

بیسویں[۲۱] آیت (الف) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝[۱] (ب) فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَىِٕذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ۝[۲] ترجمہ (الف) سب تعریف اللہ کا حق ہے جس نے اپنے بندے پہ کتاب (قرآن مجید) نازل کی ہے۔ اور اس کتاب میں کسی قسم کی کجی نہیں رہنے دی۔ اس کتاب کو ہمیشہ رہنے والی اور کبھی منسوخ نہ ہونیوالی کتاب بنایا ہے۔ تا وہ اس شدید جنگ اور عذاب سے ڈرائے جو اللہ کیطرف سے آنیوالا ہے۔ اور ان مومنوں کو بشارت دے جو نیک اعمال بجا لاتے ہیں۔ کہ ان کیلئے بہترین بدلہ مقدر ہے۔" (ب) تو اپنی ساری توجہ اس نہ منسوخ ہونیوالے دین کیلئے صرف کر۔ پیشتر اسکے کہ اللہ کیطرف سے وہ عذاب کا دن آئے جو دور نہ کیا جا سکے۔ اور لوگ اس دن پراگندہ ہوں گے۔"

نوٹ[۲]۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے متعلق دو[۲] باتیں بیان فرمائی ہیں۔

(۱) لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا۔ اس میں کوئی کمی نہیں۔ اس کے بیان میں کوئی اعوجاج نہیں۔ (۲) قَيِّمًا۔ وہ ان اعلیٰ و قائم رہنے والی تعلیمات پر مشتمل ہے۔ جو کبھی منسوخ نہ ہوں گی۔ یہ آیت بھی قرآن پاک کے جزئی یا کلی طور پر منسوخ نہ ہونے پر صریح نص ہے دوسری آیت میں اسلام کو اَلدِّيْنُ الْقَيِّمُ قرار دیا گیا ہے۔

اَلْقَيِّمُ کی لغوی تحقیق مندرجہ بالا آیات میں سے آیت ع۲۲ میں کعبہ کیلئے "قِيٰمًا لِّلنَّاسِ" کا لفظ وارد ہوا ہے۔ آیت ع۲۳ میں بارہ[۳] مہینوں کے قاعدہ کے متعلق "اَلدِّيْنُ

[۱] الکہف آیت ۲،۱ ۔ [۲] الروم آیت ۴۳۔

الْقَيِّمُ" آیا ہے۔ آیت ع۲۴ میں قرآنی احکام کو خواہ وہ سابقہ کتب میں بھی مذکور تھے خواہ صرف قرآن نے ذکر کئے ہیں "كُتُبٌ قَيِّمَةٌ" قرار دیا گیا ہے۔ آیت ع۲۵ الف میں قرآن مجید کیلئے "قَيِّمًا" کی صفت مذکور ہوئی ہے۔ اور آیت ع۲۵ ب میں اسلام کیلئے اَلدِّيْنُ الْقَيِّمُ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ آیئے اب ہم اس لفظ کی لغوی تحقیق کریں

اَلْقَيِّمُ کا لفظ قِيَامٌ اور قَوْمٌ مصدر سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ قیام کے معنے کھڑے ہونے اور دائم رہنے کے ہیں۔ قام علی الامر: دام و ثبت۔ وہ ہمیشہ ثابت رہا۔ (اقرب الموارد) قام عندهم الحق: ای ثبت ولم یبرح و منه قولهم اقام بالمکان هو بمعنى الثبات۔ حق کے قائم ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی جگہ پر ہمیشہ کیلئے راسخ ہو گیا۔ اور وہاں سے نہ ہلا۔ (لسان العرب) القیّم: المستقیم الذی لا زیغ فیه ولا میل عن الحق۔ کہ قیم کے ایک معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ وہ ایسا کلام ہے جسمیں کوئی کجی یا انحراف نہیں ہے بلکہ وہ کامل ہو۔ (لسان العرب) وَقِيَمًا ابلغ من القائم والمستقیم باعتبار الزنة۔ قیم کا لفظ اپنے وزن کے لحاظ سے قائم اور مستقیم سے زیادہ زوردار ہے۔ (کلیات ابی البقاء) جار اللہ زمخشری لکھتے ہیں۔ قام علی الامر: دام وثبت۔ کہ قام علی الامر کے معنے ہوتے ہیں۔ وہ امر دائمی ہے اور ثابت رہنے والا ہے اقام الشئ: ادامه اور اقام الشئ کے معنے ہونگے اس چیز کو ہمیشہ ثابت رہنے والا بنا دیا۔ پھر کہتے ہیں ما لفلان قیمة: ثبات و دوام علی الامر۔ کہ فلاں شخص کیلئے قیمت نہیں یعنی اسے استقلال اور دوام حاصل نہیں۔ (اساس البلاغۃ) امام راغب لکھتے ہیں۔ وقوله دینا قیما ای ثابتا مقوما لامور معاشهم ومعادهم۔ کہ دینًا قِيَمًا کے معنے ہیں ایسا دین جو ہمیشہ ثابت رہنے والا ہے۔ اور انسانوں کے دنیوی اور اخروی امور کو ٹھیک طور پر قائم کرنیوالا ہے۔ القیام والقوام اسم لما یقوم به الشئ۔ ای یثبت کالعماد والسناد۔ کہ قیام اور قوام اس چیز کو کہتے ہیں جسکے ذریعہ سے دوسری چیز ثابت رہ سکے۔ وقوله۔ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ: ای قواما لهم یقوم به معاشهم و معادهم قال الاصم قائما لا ینسخ۔ آیت قرآنی جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ

اَلۡحَرَامَ قِیَامًا لِّلنَّاسِ میں قیام سے مراد وہ ستون ہے جس پر ہر انسان کے دنیوی اور اخروی امور کا انحصار ہو۔ لغت کے محقق الاصم کہتے ہیں۔ کہ اسکے معنے قائم رہنے والے کے ہیں یعنی لا ینسخ وہ جو کبھی منسوخ نہ ہوگا مفردات حضرت امام بخاری نے القیم کے معنے القائم کئے ہیں۔ (بخاری کتاب التفسیر)

مندرجہ بالا تحقیق سے ثابت ہے۔ کہ القیم کا لفظ از روئے لغت ثابت و دائمی قانون، اعلیٰ و عمدہ باقی رہنے والی تعلیم و شریعت کے لئے بولا جاتا ہے۔ مفردات کے حوالہ میں "لا ینسخ" کا لفظ بالکل صریح ہے۔ دوسری قوامیس کے الفاظ میں بھی القیم کے معنے زائل نہ ہونیوالا اور ہمیشہ ثابت رہنے والا بتایا ہے۔ جسکا مدعا یہ ہے۔ کہ جب کسی عقیدہ دین یا شریعت کیلئے القیم کا لفظ استعمال ہو۔ تو اس سے علاوہ اس عقیدہ دین اور شریعت کی عمدگی اور خوبی پر دلالت کرنیکے یہ بتانا بھی مدنظر ہوتا ہے۔ کہ وہ کبھی زائل نہ ہوگا۔ کبھی منسوخ نہ ہوگا۔ قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر بھی یہ لفظ اسی مفہوم میں مستعمل ہوا ہے عقیدہ توحید کو "الدین القیم" کہا گیا ہے۔ (سورۃ یوسف آیت) ایسا ہی دین فطرت کو "ذٰلک الدین القیم" بتایا گیا ہے اور ساتھ ہی فرمایا ہے۔ لا تبدیل لخلق اللہ (الروم آیت) خدائے واحد کی عبادت کو ناقابلِ نسخ حکم قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔ وذٰلک دین القیمۃ (البینہ آیت) پس القیم وہ دین ہے جو اپنی جگہ سے تبدیل نہ ہو کبھی منسوخ نہ ہو سکے۔

اس تحقیق کی روشنی میں اسلام کو ناقابلِ تنسیخ مذہب، اور قرآن مجید کو زندہ کتاب اور غیر منسوخ شریعت ماننا ہر منصف مزاج انسان کا فرض ہے۔

ایک فیصلہ کن بات مندرجہ بالا دلائل کے علاوہ ایک اور فیصلہ کن بات یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کے متعلق فرمایا ہے:۔ اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصۡلُہَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُہَا فِی السَّمَآءِ تُؤۡتِیۡۤ اُکُلَہَا کُلَّ حِیۡنٍۭ بِاِذۡنِ رَبِّہَا وَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ۝ (ابراہیم آیت ۲۵،۲۴) کلام الٰہی کی مثال اس پاکیزہ درخت کی ہے جسکی جڑیں ثابت ہوں اور جسکی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوں اور وہ ہر وقت اپنا پھل دے رہا ہو یعنی قرآن مجید کے اصول و احکام مضبوط چٹان کیطرح ثابت اور دائمی ہیں۔ اسکے حقائق و معارف آسمانوں کیطرح بلند ہیں۔ صرف روحانی پرواز رکھنے والے ہی انکو

پا سکتے ہیں۔ تُؤۡتِیۡۤ اُکُلَہَا کُلَّ حِیۡنٍۭ بِاِذۡنِ رَبِّہَا اسکے شیریں اثمار یعنی قرآن مجید کے سچے خادم اور روحانی پہلوان ہر زمانہ میں دنیا میں پیدا ہوتے رہینگے۔ جو کہا کریں گے ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر زغلمانِ محمدؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (ابو داؤد) کہ میری امت کے دین یعنی اسلام کی تجدید کیلئے اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث فرماتا رہیگا۔ یہ مجددین گزشتہ صدیوں میں آتے رہے ہیں۔ اس صدی کے سر پر بھی جبکہ باب اور بہاء کہہ رہے تھے کہ اسلام منسوخ ہو چکا ہے۔ قرآنی شریعت ناقابلِ عمل ہو چکی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اسلام کے باغ کی حفاظت کیلئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو مبعوث فرما دیا ہے۔

اگر اسلام کے پھل بند ہو جاتے۔ اور قرآن مجید کے ان اعلیٰ روحانی خادموں کا سلسلہ منقطع ہو جاتا۔ نعوذ باللہ۔ تو شاید بہائیت کی چال چل جاتی۔ مگر اب تو ناممکن ہے خدا تعالےٰ کا اسلام اور قرآن سے یہ سلوک ایک فیصلہ کن امر ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ قرآن مجید منسوخ نہیں۔ بلکہ وہ ایک زندہ کتاب ہے۔ اور نجات پانے اور خدا تک پہنچنے کا وہی کامل راستہ ہے۔ مبارک وے جو اس راستہ پر گامزن ہیں ؎

بہارِ جاوداں پیدا ہے اسکی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

فصل ہشتم

بہاء اللہ نے الوہیت کا دعویٰ کیا ہے!

نبوت اور الوہیت کے مدعی ہوتے رہے ہیں!

تاریخ عالم سے ثابت ہے کہ انسانوں میں دو قسم کے مدعی اپنے دعویٰ پر ایمان کو فرض اور اپنی اطاعت کو واجب قرار دیتے رہے ہیں۔ (۱) نبوت و رسالت کے مدعی۔ (۲) الوہیت و ربوبیت کے مدعی۔

قرآن مجید فرماتا ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کی نجات کیلئے اپنے بندے حضرت موسیٰ کو نبی بنا کر بھیجا تھا۔ تو اسوقت ملک مصر کا فرعون اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى [1] کا ادعاء کر رہا تھا۔ چنانچہ اس نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ [2] ؁ کہ اگر تو نے میرے سوا کسی اور ہستی کو خدا قرار دیا۔ تو میں تجھے قید کر دوں گا۔

نبوت کے مقام پر خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو کھڑا کرتا اور ان کی سچائی کو اپنے زبردست نشانات سے ثابت کرتا رہا ہے۔ ان کی قبولیت کو دیکھکر کچھ لوگ نبوت کے جھوٹے دعویدار بھی ہوئے ہیں۔ صادق اور کاذب انبیاء اپنے پھلوں سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ الوہیت خاصۂ خداوندی ہے۔ اسلئے الوہیت کا مدعی انسان یقیناً کاذب ہوگا۔ غرض مدعیٔ نبوت کے بارے میں تو امکان ہے۔ کہ وہ صادق ہے یا کاذب۔ لیکن الوہیت کا مدعی بہرحال کاذب ہوگا۔ کسی انسان کا دعویٔ الوہیت و ربوبیت کرنا ہی اسکے جھوٹا ہونے پر کافی دلیل ہے۔ ہاں اسمیں شبہ نہیں۔ کہ نبوت کا مدعی ہو یا الوہیت

[1] النازعات۔ [2] الشعراء ۲۹

کا وہ لوگوں کو اپنے دعویٰ پر ایمان لانے کیلئے دعوت دیگا۔ اور اپنی اطاعت کو فرض قرار دیگا۔

بہاء اللہ کے دعویٰ میں غلط فہمی کی وجوہات

بہاء اللہ کے دعویٰ کے متعلق غلط فہمی یا اختلاف رائے دو وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اول بہاء اللہ نے اپنے دعوے کو ماموران الٰہی کی سنت پر علی الاعلان بیان نہیں کیا۔ بلکہ اگر ایک حصہ کو اپنے چند احباب میں ذکر کیا۔ تو باقی دعویٰ کو تقیہ کی صورت میں مخفی رکھا۔ اس نے اپنے اتباع کو بھی یہ ہدایت دی ہے:۔ "استر ذهبك و ذهابك و مذهبك [1]" کہ اپنے مال، آمد و رفت اور مذہب کو مخفی رکھو"

دوم۔ بہاء اللہ کی کتب بالخصوص "اقدس" کو بہائیوں نے آج تک شائع نہیں کیا۔ تا موقعہ کے مناسب جو مذہب چاہیں اختیار کرلیں۔ اس عدم اشاعتِ کتب سے دعویٰ کے متعلق غلط فہمی کا پیدا ہونا لازمی تھا۔ بہائیوں کو بھی اس کا اعتراف ہے لکھا ہے۔

"عام طور پر حضرت باب۔ حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبدالبہاء کی کتابوں کے کمیاب ہونیکی وجہ سے بعض تاریخی اور تعلیمی غلط فہمیاں پھیل گئی ہیں [2]"

علاوہ ازیں عبدالبہاء افندی کی روش بھی اس غلط فہمی کے بڑھانیکا موجب ہوئی ہے۔ باوجودیکہ بہائی شریعت میں باجماعت نماز منع ہے۔ اسلامی نماز منسوخ قرار دی گئی ہے۔ مگر عبدالبہاء اپنی زندگی کے آخر تک مسلمانوں کی مساجد میں ان کی اقتداء میں باجماعت نماز ادا کرتے رہے ہیں [3]۔ پس ان وجوہات کے باعث بہاء اللہ کے دعوے کے سمجھنے میں غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔

بہاء اللہ نے اپنے دعویٰ پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے

بیشک عبدالبہاء نے یورپ میں جاکر کہدیا ہے:۔

"يصح ان يكون الانسان بهائياً ولو لم يسمع باسم بهاء الله [4]"

[1] بہجۃ الصدور ص ۳۳ [2] رسالہ بہاء اللہ کی تعلیمات ص ۲ [3] عصر جدید عربی ص ۸۸ [4] عصر جدید عربی ص ۹۸ (اردو عصر جدید سے یہ فقرہ حذف کر دیا گیا ہے)

ترجمہ۔ انسان بہائی ہو سکتا ہے۔ خواہ اس نے بہاء اللہ کا نام بھی نہ سنا ہو۔"[1]

لیکن بہاء اللہ کی تحریرات سے اس نظریہ کی تائید نہیں ہوتی۔ "اقدس" کو چھپا کر اس قسم کی بات کہی جا سکتی تھی۔ مگر اب یہ ممکن نہیں۔ بہاء اللہ کے دعویٰ کی نوعیت کچھ ہو۔ مگر یہ یقینی امر ہے۔ کہ انہوں نے اپنے دعویٰ کا ماننا فرض قرار دیا ہے۔ بہاء اللہ نے اپنے نہ ماننے والے کو مشرک قرار دیا ہے۔ اپنے دعویٰ کے منکر کو گمراہ کہا ہے۔ (اقدس ۱۱۰) اپنی شریعت کے علاوہ سب شرائع کو ناقابلِ تمسک قرار دیا ہے۔ (اقدس ۲۹۴) ہر عبادت ہر نیکی اور ہر عملِ خیر کو اپنی رضا، قبولیت اور خوشنودی پر موقوف قرار دیا ہے۔ (اقدس نمبرہ ۷، تا ۷۷) پس یہ تو قطعی بات ہے۔ کہ بہاء اللہ نے اپنے دعویٰ پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے۔ اور اپنے انکار کو موجبِ سزا کہا ہے۔ بلکہ اپنے دعویٰ سے اعراض کرنیوالے کو جہنمی قرار دیا ہے۔[2]

بہاء اللہ نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔

بہاء اللہ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا ہرگز درست نہیں۔ اس نے کبھی بھی نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اسی معنی میں خاتم النبیین مانتا ہے جس معنی میں عام غیر احمدی مانتے ہیں۔ یعنی آپؐ پر نبوت بند ہے۔ بہاء اللہ نے لکھا ہے:۔

"وزینتہ بطراز الختم وانقطعت بہ نفحات الوحی"[3]

یعنی آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ آپ پر وحی کا خاتمہ ہو چکا ہے۔"

ابوالفضل بہائی لکھتے ہیں:۔

"اینکہ جناب شیخ گمان فرمودہ اند کہ شاید ادعائے ایشاں ادعائے نبوت باشد محض وہم و گمان خود جناب شیخ است و ہر کس با اہل بہاء معاشر و یا از کتب ایں طائفہ مطلع باشد۔ میداند کہ نہ در الواحِ مقدسہ ادعائے نبوت وارد شدہ نہ بر السنۂ اہلِ بہاء لفظ نبی بآں وجود اقدس اطلاق گشتہ"[4]

[1] اشراقات۔ [2] مجموعہ اقدس [3] الواح مبارکہ ص۳۶۷۔ [4] الفرائد ص۲۷۵

ترجمہ۔ شیخ (عبدالسلام) کا یہ خیال کہ باب اور بہاء نے دعویٰ نبوت کیا ہے سراسر وہم و گمان ہے۔ ہر شخص جو بہائیوں سے واقف ہے یا ان کی کتابوں پر اطلاع رکھتا ہے۔ خوب جانتا ہے کہ نہ الواح میں دعویٰ نبوت پایا جاتا ہے اور نہ اہلِ بہاء نے کبھی باب یا بہاء اللہ کیلئے لفظ نبی کا استعمال کیا ہے"

مصر سے شائع شدہ کتاب "البہائیۃ" میں لکھا ہے:۔

"ان حضرۃ البہاء وحضرۃ عبدالبہاء وحضرۃ الباب لم یدع احد منہم النبوۃ"[1]

ترجمہ۔ بہاء اللہ۔ عبدالبہاء یا باب میں سے کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔"

بہائیوں کے رسالہ کوکب ہند میں لکھا ہے:۔

"نہ تو آیۂ مبارکہ میں نبی کا لفظ ہے۔ نہ فرقان کے موعود کو نبی کہا گیا۔ نہ اہلِ بہاء حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ الاعظم کو نبی مانتے ہیں۔ اور کوکب ہند میں بارہا اس کا اعلان کیا جا چکا ہے"[2]

ان اقتباسات سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ بہاء اللہ مدعی نبوت نہ تھا اور نہ ہی بہائی لوگ بہاء اللہ کو نبی مانتے ہیں۔

بہاء اللہ مدعی الوہیت تھا

اب یہ بات واضح ہے۔ کہ بہاء اللہ کا دعویٰ یقیناً دعویٰ الوہیت و ربوبیت تھا۔ نبوت تو اہلِ بہاء کے نزدیک بند ہے۔ وہ بہاء اللہ کو نبی نہیں کہتے۔ اگر یہ سوال ہو کہ پھر بہائی بہاء اللہ کو کیا مانتے ہیں؟ اس کا جواب بہائی رسالہ کوکب ہند یوں دیتا ہے کہ:۔

"اہلِ بہاء دورِ نبوت کو ختم جانتے ہیں۔ امتِ محمدیہ میں بھی نبوت جدید کو نہیں سمجھتے۔ ہاں خدا کی قدرت کو ختم نہیں جانتے۔ اس لئے خدا کی قدرت کے نئے ظہور کو تسلیم کرتے ہیں جو نبوت سے آگے ایک نئی شان رکھتا ہے۔ اور یہ دورِ نبوت کے ختم ہونے کا کھلا اعلان ہے۔ اسی

[1] البہائیۃ ص۲۹۔ [2] کوکب ہند دہلی جلد ۶ ص۳ ۱۷ مئی ۱۹۲۸ء

لئے اہلِ بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موعود کل ادیان نبی یا رسول ہے۔

بلکہ اس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے۔[۱]

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ کا دعویٰ نبوت یا رسالت کا نہ تھا۔ بلکہ "مستقل خدائی ظہور" تھا۔

عقلی طور پر بھی نبوت کے دعویٰ سے انکار اور نبوت سے بالا مقام کے ادعاء کے صرف یہی معنے ہیں کہ بہاء اللہ الوہیت و ربوبیت کا مدعی تھا۔

دعویٰ الوہیت بھی اور اقرارِ بشریت بھی

توحید پرست حلقوں میں گفتگو کرتے وقت ہوشیار بہائی ایسے حوالے پیش کیا کرتے ہیں جن میں بہاء اللہ نے اپنی بشریت کا اقرار کیا ہے۔ ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ چونکہ بہاء اللہ بشر ہونے کا اقراری ہے لہٰذا اسے مدعیٔ الوہیت کہنا صحیح نہیں۔ مگر یہ استدلال محض سطحی ہے۔ کیونکہ ادعائے الوہیت کیلئے انکارِ بشریت لازم نہیں۔ بلکہ آج تک جن لوگوں نے بھی الوہیت کا دعویٰ کیا ہے۔ ان میں سے کسی نے نہیں کہا کہ میں بشر نہیں ہوں۔ اور جن مقدسوں کو لوگوں نے خدا قرار دیا۔ ان کی بشریت کا بھی انہوں نے انکار نہیں کیا۔ فرعون دعویٰ الوہیت کے باوجود اپنے بشر ہونے سے منکر نہ تھا۔ عیسائیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو الٰہ قرار دیا مگر ان کی بشریت کے منکر نہیں ہوئے۔ وہ آپ کو کامل انسان اور کامل خدا کہتے ہیں۔ پس اسی طرح بہاء اللہ کے دعویٔ الوہیت کے باوجود اگر بہاء اللہ خود یا بہائی اس کی بشریت کا ذکر کرتے ہیں۔ تو یہ عجیب نہیں۔ کونسا مدعیٔ الوہیت ہے۔ جس نے اپنی بشریت کا انکار کر کے اپنے دعویٰ کو منوایا ہے؟ کیا ایک کھاتے پیتے شخص کو یہ سزاوار ہے۔ کہ وہ اپنی انسانیت کا منکر ہو جائے؟ سچ یہ ہے کہ اسی طریق پر مدعیانِ الوہیت دنیا میں دعوے کرتے رہے ہیں۔ یا جسطرح مسیحی لوگ حضرت مسیح کو خدا مانتے ہیں۔ بالکل اسی طرح بہاء اللہ

[۱] کوکب ہند جلد ۱ عدد ۹ صفحہ ۳۳ مورخہ جون ۱۹۲۸ء

نے دعویٰ کیا ہے۔ اور بالکل اسیطرح بہائی لوگ بہاء اللہ کو خدا مانتے ہیں۔

بہاء اللہ کے دعویٰ الوہیت کی نوعیت

بہاء اللہ کے دعویٔ الوہیت کی نوعیت بیان کرنے کیلئے میں ذیل میں اہلِ بہاء کی دو عبارتیں پیش کرتا ہوں لکھا ہے:۔

(الف) "حضرت بہاء اللہ کی کتابوں میں یہ کلام دفعتًہ ایک مقام سے دوسرے مقام میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ابھی تو ایک انسان کلام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور ابھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا خود کلام کر رہا ہے۔ مقام بشریت سے کلام فرماتے ہوئے بھی بہاء اللہ اس طرح کلام فرماتے ہیں جس طرح خدا کا فرستادہ کلام کرے۔ اور لوگوں کو رضاء الٰہی کیساتھ کامل تسلیم کا نمونہ بن کر دکھلائے۔ آپ کی تمام زندگی روح القدس سے بھرپور تھی۔ اسلئے آپ کی زندگی اور تعلیمات میں بشری اور الٰہی عناصر کے درمیان کوئی صاف خط نہیں کھینچا جا سکتا۔"[۱]

(ب) "عیسائیوں نے آپ (مسیح) کے ظہور کو خدا کی آمد تعین کرنے میں بالکل صحیح رویہ اختیار کیا۔ (قرآن مجید نے نصاریٰ کے اس رویہ کو کفر قرار دیا ہے۔ سورہ المائدہ آیت ۷۲۔ ناقل) آپ کے چہرہ میں انہوں نے خدا کے چہرہ کو دیکھا۔ اور آپ کے لبوں سے انہوں نے خدا کی آواز کو سنا۔ حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ رب الافواج یعنی باپ دنیا کے بچانے اور بچانے والے کی آمد جو تمام انبیاء کے بیانات کے مطابق آخری ایام میں واقع ہونیوالی ہے۔ اس سے سوائے اسکے اور کچھ مراد نہیں کہ خدا انسانی شکل میں منصۂ شہود پر ظاہر ہوگا۔ جس طرح اس نے اپنے آپ کو یسوع ناصری کی ہیکل (جسم) کے ذریعہ ظاہر کیا تھا۔ اب وہ اس سے کامل تر اور روشن تر ظہور کے ساتھ آیا ہے۔"[۲]

ان عبارات سے ظاہر ہے کہ بہاء اللہ کے ظہور کی وہی نوعیت قرار دی گئی ہے۔ جو کہ عیسائیوں کے نزدیک یسوع ناصری کے ظہور کی ہے۔ اس سے بہاء اللہ کے دعوئٰ الوہیت کی نوعیت واضح اور عیاں ہے۔

[۱] عصر جدید اردو ص ۵۲، ۵۳۔ [۲] عصر جدید اردو ص ۲۵۳

بہاء اللہ کے ادعاء الوہیت پر ایڈیٹر المنار وغیرہ کا بیان

بعض نادان خیال کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ بہاء اللہ کو اسلئے مدعیٔ الوہیت قرار دیتی ہے۔ تا اسے مدعیانِ نبوت کے زمرہ سے نکال کر بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی صداقت ثابت کرسکے۔ ان کے نزدیک جماعت احمدیہ کا یہ اعلان ذاتی فائدہ کی خاطر ہے۔ یہ خیال سراسر باطل ہے۔ اس خیال کا باعث صرف یہ ہے۔ کہ ایسے لوگوں نے بہائی لٹریچر کا مطالعہ نہیں کیا۔ ورنہ وہ ایسی بات نہ کہتے۔ ذیل میں میں اپنی تحقیق کی تائید کے لئے الشیخ رشید رضا ایڈیٹر رسالہ المنار مصر اور پادری الیاس غدوری کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ اول الذکر آخر عمر تک سلسلہ احمدیہ کے سخت مخالف تھے۔ الشیخ رشید رضا لکھتے ہیں:۔

"البهائية هم آخر طوائف الباطنية يعبدون البهاء عبادة حقيقية ويدينون بالوهيته وربوبيته ولهم شريعة خاصة بهم[1]"

ترجمہ۔ بہائی لوگ باطنیہ فرقہ کا آخری گروہ ہیں۔ جو بہاء اللہ کی حقیقی عبادت کرتے ہیں۔ اور اس کی الوہیت و ربوبیت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ بہائیوں کی اپنی علیحدہ شریعت ہے۔"

پادری الیاس غدوری لکھتے ہیں:۔

"قد ادعى بالالوهية في كتابه مرات متعددة رمزاً وعلناً[2]"

ترجمہ۔ بہاء اللہ نے اپنی کتاب میں متعدد مرتبہ اشارتاً اور علانیہ دعویٰ الوہیت کیا ہے۔"

ان اقتباسات سے واضح ہے۔ کہ بہائی کتابوں کا مطالعہ کرنیوالے دوسرے لوگ بھی بہاء اللہ کو مدعیٔ الوہیت ہی کہتے ہیں۔ مدعیٔ نبوت نہیں کہتے۔ بلکہ پختہ بہائی بھی اس عقیدہ کا اعتراف کرتے ہیں۔ مرزا حیدر علی بہائی مبلغ نے لکھا ہے:۔

"یالوہیت حی لایزال بے مثال جمال قدم مذعن و مطمئن گشتیم[3]"

[1] المنار جلد ۱۳ ص ۱ ۳۰ شوال ۱۳۲۸ ہجری۔ [2] مقدمہ اقدس ص ل۔ [3] بہجۃ الصدور ص ۳۱۷

کہ ہم اہل بہاء جمال قدم یعنی بہاء اللہ کی الوہیت کے عقیدہ پر مطمئن ہو چکے ہیں۔"

بہاء اللہ کے دعویٰ الوہیت پر تیس (۳۰) واضح حوالجات

اب میں ذیل میں اختصاراً وہ حوالجات درج کرتا ہوں جن سے بالبداہت ثابت ہے۔ کہ بہاء اللہ مدعیٔ الوہیت تھا۔

پہلا (۱) حوالہ۔ بہاء اللہ لکھتے ہیں:۔ "اسمعوا نداء مالك الاسماء انه يناديكم من شطر سجنه الاعظم انه لا اله الا انا المقتدر المتكبر المتسخر المتعالي العليم الحكيم[1]"

کہ میں قیدخانہ میں ہوں۔ میں مالک الاسماء ہوں۔ میرے بغیر کوئی خدا نہیں۔"

نوٹ۔ (اقدس کے حوالجات کا ترجمہ فصل پنجم میں دیکھا جائے۔)

دوسرا (۲) حوالہ۔ بہاء اللہ کہتا ہے:۔ "والذي ينطق في السجن الاعظم انه لخالق الاشياء و موجد الاسماء قد حمل البلايا لاحياء العالم[2]"

کہ جو اسوقت قیدخانہ میں بول رہا ہے۔ وہی سب اشیاء کا خالق ہے۔ اور تمام ناموں کا موجد اس نے دنیا کو زندہ کرنیکے لئے مصائب برداشت کئے ہیں۔"

تیسرا (۳) حوالہ۔ بہاء اللہ نے کہا ہے:۔ "لا اله الا انا المسجون الفريد[3]"

ترجمہ۔ سوائے میرے جو تنہا قیدی ہوں اور کوئی خدا نہیں ہے۔"

استدلال (۱)۔ ان حوالجات سے واضح ہے۔ کہ بہاء اللہ اپنے مسجون ہونے کے اقرار کیساتھ اپنی الوہیت اور خالقیت کا بھی اعلان کرتے ہیں۔

چوتھا (۴) حوالہ۔ بہاء اللہ نے لکھا ہے:۔ "يا اهل الارض اذا غربت شمس جمالي وسترت سماء هيكلي لا تضطربوا قوموا على نصرة امري وارتفاع كلمتي بين العالمين۔ انا معكم في كل الاحوال۔

[1] اقدس ص ۲۸۲۔ [2] مجموعہ اقدس ص ۲۲۵ مطبوعہ بمبئی۔ [3] مبین ص ۲۳۶

و ننصرکم بالحق انا کنا قادرین[1] "

اس عبارت میں بہاء اللہ نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ مرنے کے بعد بھی میں مدد کرتا رہونگا ہر حال میں میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔

پانچواں حوالہ ۔ لکھا ہے :۔ " قد کان المظلوم معکم یسمع و یری و هو السمیع البصیر[2] "

ترجمہ ۔ یہ مظلوم (بہاء اللہ) ہر وقت تمہارے ساتھ ہے سنتا اور دیکھتا ہے۔ اور وہ سمیع و بصیر ہے۔"

چھٹا حوالہ ۔ عبد البہاء افندی لکھتے ہیں :۔ " جمال مبارک بنص صریح در کتاب عهد فرمودند و نراکم من افق الابهی و ننصر من قام علی نصرة امری بجنود من الملأ الاعلی و قبیل من الملائکة المقربین[3] "

ترجمہ ۔ بہاء اللہ نے کتاب کی نص صریح میں وعدہ کیا ہے۔ کہ میں تمکو ہمیشہ افق ابہیٰ سے دیکھتا رہونگا اور جو میرے امر کی تائید کریں گے۔ میں ملأ اعلیٰ اور فرشتوں کی جماعتوں کیساتھ ان کی مدد کروں گا۔"

اسی بناء پر عبد البہاء نے کہا ہے :۔ " من عبد البهاء هستم ۔ حضرت بهاء الله بی مثیل و نظیر است ۔ کل باید توجه به بهاء الله نمایند در دعا این است مذهب عبد البهاء[4] "

کہ میرا مذہب یہ ہے۔ کہ سب لوگوں کو دعا کیوقت بہاء اللہ کیطرف توجہ کرنی چاہیئے۔"

استدلال ۔ ان عبارتوں سے واضح ہے۔ کہ بہاء اللہ نے حاضر ناظر ہونے اور ہر وقت نصرت کرنیکا دعویٰ کیا ہے۔ اور بہائی اسکو ایسا ہی مانتے ہیں۔ دعائیں اسی سے کرتے ہیں۔ اور اسے سمیع و علیم جانتے ہیں۔

ساتواں حوالہ ۔ بہاء اللہ اپنا مقام ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں :۔

" اذا یراه احد فی الظاهر یجده علی هیکل الانسان بین ایدی اهل الطغیان و اذا یتفکر فی الباطن یراه مهیمناً

---

[1] اقدس ع۲۱۳، ص۲۷ ۔ [2] مجموعہ اقدس ص۱۳۵ ۔ [3] مکاتیب عبد البہاء جلد ۲ ص۲۷۳ ۔ [4] بدایع الآثار جلد ۲ ص۱۳۹

علی من فی السموات و الارضین[1] "

ترجمہ ۔ جب کوئی شخص بہاء اللہ کو ظاہر میں دیکھتا ہے۔ تو اسے اہل طغیان کے درمیان ایک انسان کی ہیکل پر دیکھتا ہے۔ اور جب باطن میں غور کرتا ہے تو اسے آسمانوں اور زمینوں کا مہیمن و نگران پاتا ہے۔"

آٹھواں حوالہ ۔ " جمال غیب در ہیکل ظہور میفرماید ای احمد نفحه از عرف گلستان قدس روحانیم بر عالم هستی وزیده و جمیع موجودات را بطراز قدس صمدانی مزین فرموده[2] "

ترجمہ ۔ جمال غیب نے ہیکل ظہور میں (یعنی بہاء اللہ نے ایک مرید سے) فرمایا کہ اے احمد میری روحانیت کے مقدس باغ سے دنیا پر ہوا چلی ہے۔ اور سب موجودات کو قدسیت سے مزین کر دیا ہے۔"

اس عبارت میں بہاء اللہ نے اپنے آپکو "جمال غیب در ہیکل ظہور" قرار دیا ہے۔

نواں حوالہ ۔ عبد البہاء افندی نے بہاء اللہ اور یسوع کو باہم کامل مشابہ قرار دیا ہے لکھتے ہیں :۔ " کلمة الله الکبریٰ حضرت مسیح و اسم اعظم جمال مبارک را ظهور و بروزے فوق تصور زیرا دارند جمیع کمالات مظاهر اولیه بودند و ما فوق آن بکمالاتے متحقق که مظاهر سائره حکم تبعیت داشتند[3] "

گویا مسیح اور بہاء اللہ سب انبیاء و رسل سے افضل ہیں۔ اس فضیلت اور مشابہت کو عبد البہاء نے یوں واضح کیا ہے :۔

" حقیقت مسیحیه که کلمة الله است البته من حیث الذات و الصفات و الشرف مقدم بکائنات است و کلمة الله پیش از ظهور در هیکل بشری در نهایت عزت و تقدیس بود و در کمال جلال و جمال در اوج عظمت خویش برقرار[4] "

استدلال ۔ گویا جس طرح مسیحی حضرت مسیح کو کلمة اللہ کا "ظہور در ہیکل بشری" مانتے ہیں بعینہٖ اسیطرح بہائی بہاء اللہ کو کلمة اللہ کا "ظہور در ہیکل بشری" مانتے ہیں سرِ مو فرق نہیں۔ اسی بناء پر عبد البہاء نے بہاء اللہ کو مسیح سے مشابہ قرار دیا ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ عبد البہاء در حقیقت حضرت مسیح

---

[1] اقتدار ص۱۱۴ ۔ [2] الواح ص۳۱۷ ۔ [3] مفاوضات ص۲۴۳ ۔ [4] مفاوضات ص۹۳ ۔

کو ابن اللہ کا ظہور مانتے ہیں یا نہیں ؟

دسواں حوالہ ۔ بہاء اللہ لکھتے ہیں ۔ لیس لمطلع الامر شریک فی العصمة الکبری انه لمظهر یفعل مایشاء فی ملکوت الانشاء قد خص الله هذا المقام لنفسه و ما قدر لاحد نصیب من هذا الشان العظیم المنیع[1]

اس میں بہاء اللہ نے اپنے آپ کو مطلع الامر قرار دیکر "عصمت کبریٰ" کا ادعاء کیا ہے اور اس مقام کو اللہ تعالیٰ نے خاص بتایا ہے۔

گیارھواں حوالہ ۔ الحمد لله الذی جعل العصمة الکبری درعاً لهیکل امره فی ملکوت الانشاء وما قدر لاحد نصیبا من هذه الرتبة العلیا و المقام الاعلی[2]

ترجمہ ۔ سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے ملکوت انشاء میں اپنے امر کی ہیکل کیلئے عصمت کبریٰ کو قمیص بنایا ۔ اور اس بلند مرتبہ میں سے کسی اور کے لئے اس میں حصہ مقدر نہیں کیا ۔

بارھواں حوالہ ۔ عصمتِ کبریٰ کے مقام کی تشریح کرتے ہوئے جناب بہاء اللہ نے لکھا ہے:

"لو یحکم علی الماء حکم الخمر و علی السماء حکم الارض و علی النور حکم النار حق لا ریب فیه ولیس لاحد ان یعترض علیه او یقول لم و بم ..... انه لو یحکم علی الصواب حکم الخطأ و علی الکفر حکم الایمان حق من عنده ..... انه لو یحکم علی الیمین حکم الیسار او علی الجنوب حکم الشمال حق لا ریب فیه[3]

ترجمہ ۔ کہ عصمتِ کبریٰ کا مالک اگر پانی کو شراب ، آسمان کو زمین ۔ نور کو آگ قرار دے ۔ تو اس میں

۱ اقدس ص[illegible] ۔ ۲ نبذه من تعالیم البهاء ص۸ ۔ ۳ نبذه من تعالیم البهاء ص۹

شک نہ ہوگا ۔ اور کسی کو اس پر اعتراض کرنے یا کیوں اور کس لئے کہنے کا حق نہ ہوگا ۔ وہ اگر درست بات کو غلط کفر کو ایمان قرار دے تب بھی سچ ہوگا ۔ اسی طرح وہ اگر دائیں کو بائیں اور جنوب کو شمال قرار دیدے تو بھی درست ہوگا ۔

مذکورہ بالا حوالجات سے ظاہر ہے ۔ کہ بہاء اللہ نے جس عصمتِ کبریٰ کو خاصہ خداوندی قرار دیا ہے ۔ اسکو اپنے لئے مخصوص بتایا ہے ۔ قطع نظر اس امر کے کہ یہ معقول ہے یا نہیں ۔ کہ کفر کو ایمان قرار دیا جائے ۔ یہ تو ثابت ہوگیا کہ بہاء اللہ اپنے لئے مقام الوہیت کو ہی خاص بتاتا ہے ۔

تیرھواں حوالہ ۔ یا قوم طهروا قلوبکم ثم ابصارکم لعلکم تعرفون بارئکم فی هذا القمیص المقدس اللمیع[1]

ترجمہ ۔ اے میری قوم ! اپنے دلوں اور اپنی آنکھوں کو پاک کرو ۔ تا تم اس مقدس اور چمکدار قمیص میں اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچان سکو ۔

چودھواں حوالہ ۔ انا لو نخرج من القمیص الذی لبسنا لضعفکم لیفدینی من فی السموات والارض بانفسهم و ربک یشهد بذلک و لا یسمعه الا الذین انقطعوا عن کل الوجود حباً لله العزیز القدیر[2]

ترجمہ ۔ اگر ہم اس قمیص سے باہر نکل آئیں ۔ جو ہم نے محض تمہارے اعتقادی ضعف کیوجہ سے پہن رکھی ہے ۔ تو مجھ پر آسمانوں اور زمین والے سب لوگ قربان ہو جائیں ۔ تیرا رب اسکی گواہی دیتا ہے ۔ مگر اس گواہی کو صرف وہی لوگ سنتے ہیں ۔ جو اللہ کی محبت کے باعث سب کائنات سے منقطع ہو چکے ہیں ۔

پندرھواں حوالہ ۔ بہاء اللہ اپنے ایک مرید نصیر نامی کو دعا سکھاتے ہیں کہ یوں کہا کرو کہ:

"اسئلك بجمالك الاعلی فی هذا القمیص الدری المبارك الابهی بأن تقطعنی عن کل ذکر دون ذکرك[3]

۱ مبین ص۲۳ ۔ ۲ الواح ص۲ ۔ ۳ الواح ص۱۹۶ ۔

ترجمہ۔ اے اللہ! میں تجھسے اس جمال ابہٰی کے واسطے سے جو اس روشن اور مبارک قمیص میں ہے درخواست کرتا ہوں۔ کہ تو مجھے اپنے ذکر کے سوا ہر ذکر سے منقطع کردے۔"

استدلال[۵] - بہاء اللہ کی ان عبارتوں سے ظاہر ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو انسانی جامہ میں خدا قرار دیتا ہے۔ اپنے خالق البشر ہونیکا بھی مدعی ہے۔ اور اپنے سے دعائیں کرنے کی بھی ہدایت کرتا ہے۔

سولہواں[۱۶] حوالہ:۔ "قد فرض لکل نفس کتاب الوصیة وله ان یزین راسه بالاسم الاعظم و یعترف فیه بوحدانیة الله فی مظهر ظهوره[۱]"

اس میں بہاء اللہ نے ہر بہائی کو اس اقرار کی وصیت کی ہے۔ کہ وہ "وحدانیة الله فی مظهر ظهوره" یعنی خدا کے مظہر ظہور (بہاء اللہ) میں اسکی توحید کا اعتراف کرے۔

سترھواں[۱۷] حوالہ:۔ "الحمد لنفسی المهیمن المقتدر العزیز القدیم تالله هذه الکلمة فی آخر القول لسیف الله علی المشرکین و رحمته علی الموحدین[۲]"

ترجمہ۔ سب تعریف میری اپنی ذات کیلئے ہے۔ جو مہیمن، مقتدر، عزیز اور قدیم ہے۔ بخدا کلام کے آخر میں یہ فقرہ مشرکوں پر تلوار ہے۔ اور موحدین کے لئے رحمت ہے۔"

استدلال[۶] - یاد رہے کہ بہاء اللہ نے اپنے ایک خط کے آخر میں یہ عبارت لکھی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جو بہاء اللہ کو ان صفاتِ خداوندی سے متصف مانیں وہ اسکے نزدیک موحد ہیں۔ باقی سب مشرک۔ گویا بہائیت نے توحید کی تعریف ہی تبدیل کرلی جس طرح عیسائی تثلیث کو توحید کہتے ہیں۔ اسی طرح بہائی بہاء اللہ کو صفات باری تعالیٰ سے متصف ماننے کا نام توحید رکھتے ہیں۔ یہ امر بہاء اللہ کی ان دونوں تحریروں سے بوضاحت ثابت ہے۔

---

[۱] اقدس ۲۳۷ - [۲] الواح ص ۲۰۱ -

اٹھارھواں[۱۸] حوالہ۔ "اذا اختلفتم فی امر فارجعوه الی الله ما دامت الشمس مشرقة من افق هذا السماء واذا غربت ارجعوا الی ما نزل من عنده انه لیکفی العالمین[۱]"

یعنی جب تک میں زندہ ہوں مجھ سے اپنے اختلافات کا فیصلہ کرایا کرو۔ اور جب میں مرجاؤنگا۔ تو میرے نازل کردہ کیمطابق فیصلہ کیا کرو۔ اسجگہ بھی صاف طور پر بہاء اللہ نے اپنے آپ کو خدا قرار دیا ہے۔ اسی بناء پر بہاء اللہ نے "اقدس" ص ۲۱۶ میں اس سے کئے گئے سوالات کو "رب مایری و ما لا یری رب العالمین" سے کئے گئے سوالات لکھا ہے۔

انیسواں[۱۹] حوالہ۔ بہاء اللہ لکھتے ہیں:۔ "هذا یوم لو ادرکه محمد رسول الله لقال قد عرفناك یا مقصود المرسلین۔ ولو ادرکه الخلیل لیضع وجهه علی التراب خاضعاً لله ربك ویقول قد اطمأن قلبی یا اله من فی ملکوت السموات والارضین[۲]"

ترجمہ۔ یہ وہ دن ہے کہ اگر اسے محمد رسول اللہؐ پاتے تو پکار اٹھتے۔ کہ ہم نے تجھے پہچان لیا۔ اے مرسلین کے مقصود۔ اور اگر اسے حضرت ابراہیمؑ پاتے تو اللہ کے حضور عاجزی کرتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے اور کہتے کہ اب میرا دل مطمئن ہوگیا ہے۔ اے آسمانوں اور زمینوں کے باشندوں کے خدا!"

استدلال[۷] - یہ عبارت اپنے مضمون کے بتانے میں نہایت واضح ہے۔ اسمیں بہاء اللہ نے اپنے آپ کو مقصود المرسلین اور الٰہ قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ مقصود المرسلین خدا ہی ہوگا۔

بیسواں[۲۰] حوالہ:۔ "هو الذی ارسل الرسل و انزل الکتب الا انه لا اله الا انا العزیز الحکیم[۳]"

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے رسولوں کو بھیجا اور کتابوں کو نازل کیا۔ کوئی خدا نہیں بجز میرے جو عزیز و حکیم ہوں۔"

اکیسواں[۲۱] حوالہ:۔ "قل یا ملأ البیان تالله قد أتی منزله ومرسله

---

[۱] اقدس ۱۱۷ - [۲] الواح ص ۹۲ - [۳] اقدس ۱۵۱ -

اتقوا الرحمن ولا تکونوا من الظالمین[1]۔"

ترجمہ۔ "اے میرے شاگرو! کہدے۔ کہ اے اہلِ بیان! بخدا البیان کا اتارنے والا اور بھیجنے والا آگیا ہے تم رحمٰن سے ڈرو۔ اور ظالموں میں سے مت بنو۔"

بائیسواں حوالہ۔ "قال وقولہ الحق لا یمنعہ ذکر النبی عن الذی بقولہ یخلق النبیین و المرسلین[2]۔"

ترجمہ۔ اس نے کہا اور اسکا قول درست ہے۔ کہ اسے آنحضرتؐ کا ذکر اسکی نہ روکے گا۔ جو اپنے قول سے نبیوں اور رسولوں کو پیدا کرتا ہے۔"

بہائیوں کو مسلم ہے۔ کہ "الذی بقولہ یخلق النبیین و المرسلین سے مراد بہاء اللہ ہے۔

تیئیسواں[23] حوالہ۔ مرزا حیدر علی بہائی لکھتے ہیں:۔

"حضرت بہاء اللہ آسمانی است۔ کہ از آفاقش شموس انبیاء و مرسلین اشراق نمودہ مرسلِ رسل و منزل کتب و رب الارباب و سلطان مبدء و مآب است[3]۔"

ترجمہ۔ حضرت بہاء اللہ وہ آسمان ہے جسکے افق سے انبیاء و مرسلین کے سورج چمکے۔ بہاء اللہ رسولوں کا بھیجنے والا، کتابوں کا اتارنے والا، رب الارباب، اور ابتداء اور انتہاء کا بادشاہ ہے۔"

عبد البہاء آفندی نے بہاء اللہ کو "واضع کتاب" لکھا ہے[4]۔ عصر جدید عربی میں "منزل الکتاب" لکھا گیا ہے[5]۔

استدلال۔ ان چاروں اقتباسات سے عیاں ہے۔ کہ بہاء اللہ کا دعویٰ ہے۔ کہ وہی رسولوں کا مرسِل (بھیجنے والا) اور کتابوں کا منزِّل (اتارنے والا) ہے۔ اسی نے بیان کو اتارا ہے۔ وہی نبیوں کا خالق اور پیدا کنندہ ہے۔ بہاء اللہ کے متعلق بہائیوں کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ پس ثابت ہے۔ کہ بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت کا دعویٰ تھا۔

چوبیسواں[24] حوالہ۔ عبد البہاء آفندی لکھتے ہیں:۔

---

[1] مجموعہ اقدس ص۱۹۹۔ [2] مجموعہ اقدس ص۲۴۳۔ [3] بہجۃ الصدور ص۳۹۹۔ [4] خطابات جلد ا ص۲۵۸۔ [5] عصر جدید عربی ص۵۔

"جمیع ایامیکہ آمدہ و رفتہ است۔ ایام موسیٰ بودہ، ایام مسیح بودہ۔ ایام ابراہیم بودہ۔ و ہمچنیں ایام سائر انبیاء بودہ۔ اما آں یوم یوم اللہ است[1]۔"

یعنی سب نبیوں کا زمانہ تو "ایام الانبیاء" تھا۔ اور آج کا زمانہ "یوم اللہ" ہے۔"

بہائیوں کی تعلیمی کتاب میں لکھا ہے:۔

"در آں یوم جمال اقدس ابہیٰ بر عرشِ ربوبیتِ کبریٰ مستوی و بکل اسماء حسنیٰ و صفات علیا بر اہل ارض و سماء تجلی فرمود[2]۔"

اسی عقیدہ کی تائید ابو الفضل بہائی نے بھی کی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"ایں چنیں ظہورے عظیمے مقام او مقام نیابت و خلافت و امامت نیست۔ بل ظہور کلی الٰہی است۔ و مقام شارعیت و سلطنتِ الٰہیہ[3]۔"

استدلال[9]۔ ان بیانات سے ثابت ہے۔ کہ بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ عرشِ ربوبیت کا مالک ہے۔ یعنی خدا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بہائی بہاء اللہ کیلئے دعائیہ کلمہ "علیہ الصلوٰۃ والسلام" وغیرہ استعمال نہیں کرتے۔ بلکہ جس طرح نصاریٰ مسیح کیلئے "لہ المجد" کہتے ہیں۔ بہائی بہاء اللہ کیلئے "جل ذکرہ" اور "عز شانہ" استعمال کرتے ہیں۔ جو ذاتِ باری کیلئے مخصوص ہیں۔

پچیسواں[25] حوالہ۔ بہاء اللہ کے بیٹوں، عبد البہاء اور محمد علی وغیرہ میں سے بہائی لوگ اول الذکر کو حقیقتِ الٰہیہ سے پیدا شدہ قرار دیتے ہیں۔ اور ثانی الذکر بیٹوں کو حقیقتِ ناسوتیہ سے۔ لکھا ہے:۔

"مقصود از اصلِ قدیم و یا اصلِ قویم یا بحر محیط یا کوان حقیقت نورانیہ الٰہیہ است۔ کہ مؤثر در وجود و محیط بر عوالم غیب و شہود است و حضرت من ارادہ اللہ روح ماسواہ فداہ از آں اصل روئیدہ و از آں بحر منشعب شدہ اند و دیگراں از اصل حادث کہ مقام ظاہری جسمانی است روئیدہ و از جنبۂ ناسوتی خلق شدہ اند[4]۔"

---

[1] مفاوضات فارسی ص۲۱۴۔ [2] دروس الدیانۃ ص۸۔ [3] الفرائد ص۲۰۲۔ [4] دروس الدیانۃ ص۹۳۔

ترجمہ۔ اصل قدیم یا اصل قدیم یا بحر محیط باکوان سے مراد وہ حقیقت نورانیہ الہیہ ہے۔ کہ جس سے موجودات پیدا ہوئے۔ اور وہ غیب و شہود کے عوالم پر احاطہ کئے ہوئے ہے حضرت من ارادہ اللہ یعنی عبدالبہاء افندی تو اس اصل قدیم سے پیدا ہوا ہے۔ اور اسی بحر محیط باکوان کی شاخ ہے۔ باقی نیچے بہاء اللہ کے موسوم اصل حادث سے پیدا ہوئے ہیں یعنی ظاہری جسمانی اور ناسوتی مقام سے پیدا ہوئے ہیں۔"

استدلال[۱]۔ یہ وہ عقیدہ ہے۔ جو بہائی اپنی نسلوں کو "دروس الدیانۃ" کے ذریعہ یاد کراتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ نہ صرف بہاء اللہ کو ازلی خدا مانتے ہیں۔ بلکہ عبدالبہاء کو اس ازلی خدا کا فرزند قرار دیتے ہیں۔ تا کسی طرح اقانیم ثلاثہ[۲] بنانے میں عیسائیوں سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

چھبیسواں[۲۶] حوالہ۔ کذلک ورد علینا من الذین ہم خلقوا بامری من عندنا و انا کنا قادرین[۱]۔"

ترجمہ۔ یہ مصائب ہم پر ان لوگوں کی طرف سے وارد ہوئے جو ہمارے حکم سے پیدا ہوئے تھے اور ہم قادر ہیں۔"

ستائیسواں[۲۷] حوالہ۔ "وما دونی قد خلق بامری ان انت من العارفین[۲]۔"

ترجمہ۔ میرے سوا جس قدر موجودات ہیں سب میرے امر سے پیدا ہوئی ہیں اگر تو جاننے والوں میں سے ہے۔"

اٹھائیسواں[۲۸] حوالہ۔ بہاء اللہ ایک شخص کو لکھتے ہیں۔ کہ چونکہ میں نے تجھے یاد کیا ہے۔ تو مجھے اس طرح مخاطب کر۔

"لک الحمد یا مبدع الاکوان بما ذکرتنی فی السجن اذ کنت بین ایدی الفجار[۳]۔"

ترجمہ۔ کہ سب تعریف تجھ کو ہے۔ اے کائنات کے پیدا کرنے والے کیونکہ تو نے مجھے قید خانہ میں یاد کیا جبکہ تو بدکاروں کے سامنے تھا۔"

استدلال[۱۱]۔ ان تینوں حوالجات سے ظاہر ہے کہ بہاء اللہ اس بات کا مدعی تھا۔ کہ

[۱] الواح صفحہ ۲۱۶ ـ [۲] الواح صفحہ ۲۴۷ ـ [۳] مبین صفحہ ۲۹۳

سب لوگ اس کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور وہ "مبدع الاکوان" ہے۔

انتیسواں[۲۹] حوالہ۔ مغربی ممالک میں بہائی بننے والے لڑکوں سے ایک فارم پر کرایا جاتا ہے جس میں عبدالبہاء کی زندگی تک اسے مخاطب کیا جاتا تھا۔ (عبدالبہاء کی وفات ۲۸ نومبر ۱۹۲۱ء کو ہوئی ہے۔) پروفیسر براؤن نے اس فارم کی (Three Copy) اپنی کتاب میں نقل کی ہے۔ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

"اے غصن اعظم (عبدالبہاء) میں عاجزی سے اقرار کرتا ہوں۔ خدائے قادر مطلق کے ایک ہونے کا جو میرا پیدا کرنے والا ہے۔ میں ایمان لاتا ہوں کہ وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس نے اپنا ایک کنبہ قائم کیا۔ اور پھر یقین رکھتا ہوں اس کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے پر۔ اور ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ اس نے اپنی بادشاہت تجھ کو دیدی ہے اے غصن اعظم! جو اس کا سب سے پیارا بیٹا اور وارث ہے[۱]۔"

تیسواں[۳۰] حوالہ۔ بہاء اللہ اپنے اتباع کو دعا سکھاتے ہیں کہ یوں کہا کرو:۔

"اسئلک یا الہ الوجود و مالک الغیب و الشہود بسجنک و مظلومیتک وما ورد علیک من خلقک بان لا تخیبنی عما عندک ولا تمنعنی عما احییت بہ من فی القبور انک انت مالک الظہور والمستوی علی العرش فی یوم النشور لا الہ الا انت العلیم الحکیم[۲]۔"

ترجمہ۔ کہ اے کائنات کے الٰہ! غیب و شہود کے مالک! میں تجھ سے تیری قید، تیری مظلومیت اور ان مصائب کا واسطہ دیکر جو تجھ پر تیری مخلوق کی طرف سے وارد ہوئے، یہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ تو مجھے ان انعامات سے محروم نہ کر جو تیرے پاس ہیں۔ اور اس برکت سے نہ روک جس کے ذریعہ تو نے قبروں والوں کو زندہ کر دیا۔ تو ہی ظہور کا مالک اور آج یوم النشور میں عرش پر تشریف فرما ہے۔ کوئی خدا نہیں۔ بجز

[۱] کتاب میٹریلس فار دی سٹڈی آف دی بابی ریلیجن صفحہ ۱۱۱ ـ [۲] مجموعہ اقدس صفحہ ۱۱ ـ

تیرے۔ تو علیم و حکیم ہے "

استدلال۔ بہاء اللہ کا بہائیوں کو یہ دعا سکھانا صاف بتا رہا ہے۔ کہ وہ ان سے اپنی الوہیت منواتا ہے۔ اور بہائیوں کا یہ دعا کرنا ثابت کرتا ہے۔ کہ وہ فی الواقع بہاء اللہ کو خدا مانتے ہیں۔

ان تیس[۳۰] حوالہ جات سے ثابت ہے۔ کہ بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت کا تھا۔ ان حوالجات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ بہاء اللہ مدعی نبوت تھا اور مدعی الوہیت نہ تھا، صریح غلط بیانی ہے۔ جو زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا اقرار کہ بہاء اللہ مدعی نبوت نہ تھا

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سلسلہ احمدیہ کے سخت معاند ہیں۔ انہوں نے لمبے عرصہ تک اس بات پر ضد کی، کہ بہاء اللہ مدعی نبوت ہے۔ مدعی الوہیت نہیں لیکن آخر انکو اپنے قلم سے لکھنا پڑا کہ:۔

"ہم تو یہی سمجھتے تھے۔ کہ کسی انسان کیلئے سب سے بڑا دعویٰ نبوت اور رسالت ہے۔ اسلئے ہم آجتک کہتے رہے کہ شیخ بہاء اللہ نبوت کے مدعی تھے۔ مگر آج ان کی جماعت کے آرگن "کوکب ہند" نے ہمارے اس خیال کی بڑی سختی سے تردید کی"

پھر بہائی رسالہ کا حوالہ درج کر کے لکھا ہے:۔

"ہمیں کیا ضرورت کہ ہم ان کی نبوت پر اصرار کریں۔ اور ہمارے فاضل نامہ نگار مولوی محمد حسین صابری بریلوی کو کیا مطلب کہ وہ قادیانیوں کے حملے سے ان کی مدافعت کریں۔ کہ شیخ بہاء اللہ نے خدائی کا دعوی نہیں کیا تھا۔ پس صابری صاحب ان دونوں (قادیانیوں اور بہائیوں) کو چھوڑ دیں کہ باہمی نمٹ لیں۔ ہم کا ہے کو کسی کا مسلہ عقیدہ تبدیل کریں یا تبدیل کرنے پر زور دیں۔ بلکہ ہم وہی کہیں گے جو خود بہائی اپنا عقیدہ ظاہر کریں گے[۱]"

مولوی صاحب کے اس اعلان میں ان لوگوں کیلئے سبق ہے۔ جو اب بھی دانستہ یا نادانستہ

[۱] اہلحدیث جلد ۲۰ نمبر ۳۵ مورخہ ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء صفحہ ۲

بہاء اللہ کو مدعی نبوت قرار دیتے اور اسکے مدعی الوہیت ہونے سے انکار کرتے ہیں۔

اہل بہاء کیسامنے فیصلہ کی راہ۔

اب بھی اگر بہائی لوگ بہاء اللہ کے مدعی الوہیت ہونے کے انکاری ہوں، تو میں ان کیسامنے فیصلہ کی ایک راہ پیش کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ وہ بتائیں، کہ حضرت مسیح کو جس رنگ میں عیسائی خدا مانتے ہیں۔ اس میں اور بہائیوں کے بہاء اللہ کو خدا ماننے میں کیا فرق ہے۔ عیسائی مسیح کو دنیا کا خالق کہتے ہیں۔ بہاء اللہ نے یہی ادعاء کیا ہے۔ عیسائی مسیح کے کلام کو ہی وحی اور الہام کہتے ہیں۔ بہائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ بہاء اللہ کی تحریرات میں ہرگز یہ امتیاز نہیں۔ کہ یہ الہامی ہے اور یہ غیر الہامی بہاء اللہ نے کبھی اس امتیاز کو ذکر نہیں کیا۔ عیسائی مسیح کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ بہائی بہاء اللہ کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ عیسائی مسیح سے دعائیں کرتے ہیں۔ بہائی بہاء اللہ سے دعائیں مانگتے ہیں۔ عیسائی مسیح کی قبر کی پرستش کرتے ہیں۔ بہائی بہاء اللہ کی قبر کو سجدہ کرتے ہیں۔ اسے نماز میں قبلہ قرار دیتے ہیں۔ غرض کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں جو عیسائی کہتے یا کرتے ہوں، اور بہائی نہ کہتے یا نہ کرتے ہوں۔

پس اس سے ثابت ہے۔ کہ بہائی یقیناً بہاء اللہ کو اسیطرح خدا مانتے ہیں۔ جس طرح عیسائی حضرت مسیح کو خدا مانتے ہیں۔ بہائی اس زمانہ میں تثلیث پرستوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ دنیا کو پھر توحید حقیقی کی بجائے شرک میں مبتلا کر دیں اور توحید کو مٹا دیں۔ مگر خدا کا مسیح فرماتا ہے:۔

ایک مدت سے کفر اسلام کو تھا کھا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانیکے دن

بہائیت ناکام رہی اور ناکام رہے گی۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

فصل نہم

بہائی تحریک کے متعلق بعض اہم سوالات اور ان کے جوابات

(۱) بابیوں اور بہائیوں کی موجودہ تعداد!

سوال۔ اسوقت بابیوں اور بہائیوں کی تعداد کتنی ہے؟

جواب۔ بابی (صرف باب کو ماننے والے) اور بہائی (بہاء کے ماننے والے) اپنی تعداد بتانے میں بہت مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ ان کا بالعموم طریق یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں کہیں گے۔ کہ دوسرے ممالک میں لاکھوں بہائی ہیں۔ اور دوسرے ملکوں میں یہ اعلان کریں گے۔ کہ ہندوستان میں ہزارہا لوگ بہائی بن چکے ہیں۔ اس بارے میں بہائیوں کو خوب مہارت حاصل ہے۔ بابیوں کی تعداد کے متعلق لارڈ کرزن کا ایک بیان بہائی لٹریچر میں نقل کیا گیا ہے۔ کہ:۔

"ایران میں بابیوں کا جو کم از کم اندازہ کیا گیا ہے۔ وہ اس وقت پانچ لاکھ ہے[1]۔"

اسجگہ ہمارے قارئین کو بہائی تحریف کا طریقہ بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ عصر جدید انگریزی کے حاشیہ میں لارڈ کرزن کی عبارت میں "Babis" کا لفظ صاف ہے۔ اردو ترجمہ میں بھی "بابیوں" کا لفظ موجود ہے۔ مگر عربی ترجمہ میں اس جگہ لارڈ کرزن کی عبارت میں "البابیین" کی جگہ "البہائیین" کردیا گیا ہے۔ (عربی ترجمہ صفحہ ۲۴۴) تا پڑھنے والے پر یہ اثر ہو۔ کہ ۱۸۹۲ء تک ایران میں پانچ لاکھ بہائی بن چکے تھے۔ چنانچہ اصل انگریزی متن میں کسی قسم کا ذکر نہ ہونیکے باوجود عربی متن صفحہ ۲۴۴ میں لکھدیا گیا ہے:۔

"کان عدد البہائیین عند صعود بہاء اللہ اقل من ملیون"

[1] عصر جدید اردو صفحہ ۳۰۶ حاشیہ بحوالہ کتاب دی پرشیا اینڈ دی پرشین کوئسچن مطبوعہ ۱۸۹۲ء۔

کہ بہاء اللہ کی وفات کے وقت بہائیوں کی تعداد قریباً دس لاکھ تھی"۔

دیکھئے! یہاں لارڈ کرزن کے فقرہ میں تحریف کی ہے۔ تا پڑھنے والوں پر یہ اثر پڑے کہ بہائی بہت زیادہ ہیں۔ حالانکہ اصل انگریزی میں یا اردو ترجمہ میں قطعاً یہ ذکر موجود نہیں اور واقعات کے لحاظ سے بھی یہ کھلا جھوٹ ہے۔ ناظرین خود سوچ لیں۔ کہ جو قوم تحریرات میں اسقدر غلط بیانی کر سکتی ہے۔ اسکے افراد زبانی کہاں تک واقعات میں تحریف کرتے ہونگے۔

لارڈ کرزن نے بابیوں (یعنی ان لوگوں کی جو باب کو ہی مانتے تھے۔ بہاء اللہ یا صبح ازل کو نہ مانتے تھے) کی تعداد لکھی ہے۔ اس میں بھی شدید مبالغہ ہے۔ انہوں نے یہ تعداد کسی بابی سے سنکر لکھی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر ہم اس بیان کو درست بھی تسلیم کرلیں۔ تب بھی بہائیوں کیلئے مفید نہیں۔ کیونکہ اول تو یہ بابی گروہ وہ ہے جسکے متعلق عبد البہاء لکھ چکے ہیں:۔

"این قوم محتجب ترین طوائف عالم اند ..... ودر ظلمت اوہام مستغرق اند۔ تبّاً لھم و سحقاً لھم و احسرتا علیھم[1]"

دوم۔ اگر بابیوں کی تعداد ۱۸۹۲ء میں بقول لارڈ کرزن پانچ لاکھ تھی تو دیکھنا چاہیئے کہ آج ان کی تعداد کیا ہے۔ یورپ میں عبد البہاء افندی سے بابیوں کے متعلق سوال ہؤا تو انہوں نے کہا۔ "اصبح البابیون معاندین لجمیع الادیان الاخری[2]" کہ بابی دوسرے تمام مذاہب کے دشمن ہیں اور تعداد کے متعلق اسی جگہ لکھا ہے:۔

"تقریباً ۲۰۰ أو ۳۰۰ في ایران[3]"

کہ ایران میں بابیوں کی تعداد دوسو یا تین سو ہے۔"

پس اگر بابی ایران میں ۱۸۹۲ء میں پانچ لاکھ تھے۔ تو آج دوسو۔ تین سو رہ گئے ہیں یعنی باقی تعداد بابیت سے رجوع کر چکی ہے۔

بہائیوں کی تعداد کے متعلق بھی کوئی مستند بیان موجود نہیں۔ بابی اپنی تعداد کے متعلق

[1] خطابات عبد البہاء جلد ۱ صفحہ ۲۵۰۔ [2] محادثات عبد البہاء صفحہ ۱۴۵ [3] محادثات عبد البہاء صفحہ ۱۴۶

بہت مبالغہ کیا کرتے ہیں۔ ان کی تعداد بقول عبد البہاء دو، تین سو ہے۔ اس سے زیادہ نہیں اسی سے بہائیوں کی تعداد کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ عصر جدید اردو و انگریزی میں بہائیوں کی معین تعداد درج کرنے کی بجائے یہ لکھا ہے۔

"تحریک کی بھی کامیابی کو جانچنے کیلئے صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ اسکے ماننے والوں کی تعداد پر نہیں، بلکہ اس قوت پر ہے جو اسکے اصول دنیا میں پیدا کر کے روز بروز اسے بدل رہے ہیں[۱]"

پھر قدرے وضاحت سے کہا ہے۔

"ترکستان، امریکہ، ہندوستان اور برما میں اہل بہاء کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے جرمنی، اٹلی، سوئٹزرلینڈ اور فرانس میں بہائی مجالس (ہر مجلس نو ممبروں سے مرکب ہو سکتی ہے۔ تا قل) قائم ہو گئی ہیں[۲]"

پھر عام دعویٰ کیا ہے۔ کہ

"مشرق و مغرب کے تقریباً سب ممالک میں اہل بہاء پائے جاتے ہیں اور اگرچہ اسوقت وہ قلیل ہیں۔ مگر وہ اپنی تعداد سے کہیں بڑھ کر اثر انداز ہو رہے ہیں[۳]"

بہائیوں کے ان حوالجات کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ بہائیوں کی تعداد ہنوز ہزاروں سے متجاوز نہیں ہوئی۔ وہ ان ممالک میں بھی بہائیت کو قائم شدہ سمجھتے ہیں جن میں وہ قال قال ہیں۔

سابق بہائی مبلغ جناب آوارہ نے کشف الحیل میں سید ہدایت اللہ شہاب فرانی بہائی کا ایک خط شائع کیا ہے جس میں وہ دوسرے بہائی کے سامنے بہائیوں کی بدعملیوں کا شکوہ کرتے ہوئے بہائیوں کی تعداد کے متعلق لکھتے ہیں۔

"گمان شما این است کہ دنیا پنج کرور بہائی دارد۔ وحال آنکہ در ہمہ جا بیست ہزار نمی رسد[۴]"

"کہ تمہارا گمان ہے کہ بہائی دنیا میں پانچ لاکھ ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ساری دنیا میں بیس ہزار بھی نہیں ہیں۔"

[۱] عصر جدید اردو ص۲۰۳ ۔ [۲] عصر جدید اردو ص۲۰۳ ۔ [۳] عصر جدید اردو ص۲۰۵ ۔ [۴] کشف الحیل جلد ۲ ص۲۲۳ ۔

السید عبد الرزاق الحسنی لکھتے ہیں۔ کہ تحقیقات کے بعد بابیوں اور بہائیوں کی تعداد انکے سارے فرقوں کو جمع کر کے بھی دنیا بھر میں تیس ہزار سے کسی صورت میں زیادہ نہیں[۱]۔

آوارہ افندی نے باقاعدہ مردم شماری کے بعد فارانی کے منسوبہ بالا خط پر لکھا ہے۔ کہ

"مطابق احصائیہ صحیح فقط یکبارہ آنچہ شما تصور فرمودہ اید یعنی (۵۰۸۹) نفر است نہ بیست ہزار نفر[۲]"

کہ ٹھیک مردم شماری کے مطابق بہائیوں کی تعداد صرف پانچ ہزار اکیانوے نفوس ہے نہ کہ بیس ہزار۔"

ان بیانات سے بہائیوں کی تعداد کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ میں ساڑھے چار برس تک فلسطین و مصر میں رہا ہوں۔ وہاں خاص حیفا میں بھی ان کی تعداد بہت محدود ہے میرے اندازہ میں اسوقت بہائیوں کی کل تعداد بیس پچیس ہزار سے کسی صورت میں زیادہ نہیں۔ اور اس میں بھی بیشتر حصہ ان لوگوں کا ہے جنکے متعلق عبد البہاء افندی کہتے ہیں۔

"یمکنک ان تکون بہائیاً مسیحیاً و بہائیاً ماسونیاً و بہائیاً یہودیاً و بہائیاً مسلماً[۳]"

ترجمہ۔ ہو سکتا ہے۔ کہ تو مسیحی بہائی ہو یا فری میسن بہائی ہو یا یہودی بہائی ہو یا مسلمان بہائی ہو۔"

گویا بہائی کیا ہے۔ عیسائیوں میں عیسائی یہودیوں میں یہودی، لامذہب فری میسنوں میں لامذہب فری میسن اور مسلمانوں میں مسلمان۔

(۲) کیا بہائی خلفاء ثلاثہ کی خلافت کے قائل ہیں؟

سوال۔ بابی تو خلافت کے مسئلہ میں شیعوں کی طرح ہیں۔ وہ حضرت علیؓ کو خلیفہ بلا فصل مانتے ہیں اور خلفاء ثلاثہ کو "حروف نفی" قرار دیکر نعوذ باللہ جہنمی جانتے ہیں۔ اس بارے میں بہائیوں کا کیا مذہب ہے؟

جواب۔ بہائی عقیدہ اس بارے میں بعینہ وہی ہے۔ جو باب اور بابیوں کا عقیدہ ہے بابی اور بہائی تحریک جیسا کہ ہم گذشتہ فصول میں ثابت کر آئے ہیں شیعیت سے پیدا ہوئی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیلئے خلافت بلا فصل کا عقیدہ فرقۂ شیعہ میں بھی موجود

[۱] البابیون فی التاریخ ص۶۱ ۔ [۲] کشف الحیل جلد ۲ ص۱۳۲ حاشیہ ۔ [۳] محاضرات عبد البہاء ص۲

تھا بابیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اور بہائی بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں۔ بہائیوں کے عقائد کی کتاب میں صاف لکھا ہے:۔

"حضرت رسول محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را عقل کل و ختم رسل میدانیم و مظہر ولایت کبریٰ امیر المومنین علی ابن ابی طالب را وصی مطلق و خلیفہ برحق آنحضرت قائلیم و یازدہ تن از ذریۂ طیبۂ آنحضرت ہر یک بعد دیگر بسمت وصایت منصوصہ قائم بودند"[1]

ترجمہ۔ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عقل کل اور خاتم المرسلین جانتے ہیں۔ اور ولایت کبریٰ کے مظہر امیر المومنین علی بن ابی طالب کو وصی مطلق اور خلیفہ برحق مانتے ہیں۔ اور آپؑ کی ذریت طیبہ میں سے گیارہ اماموں کو یکے بعد دیگرے وصی منصوص یقین کرتے ہیں۔"

یہ عقیدہ بعینہٖ شیعی عقیدہ ہے۔ جو شیعہ اور اہلسنت والجماعت میں مابہ النزاع ہے بابیت اور بہائیت نے حضرت علیؓ کو خلیفہ بلا فصل قرار دیکر شیعیت کی تائید کی ہے۔ اور خلفاء ثلاثہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کیخلاف وہ تمام مطاعن تسلیم کرتے ہیں، جو شیعہ صاحبان کی طرف سے ان پر لگائے جاتے ہیں۔ بابیہ یا بہاء اللہ نے کسی ایک جگہ بھی حضرت ابوبکر صدیق، یا حضرت عمر فاروق یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا۔ اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ بہائیت بگڑی ہوئی شیعیت ہے۔

اہل بہاء کا غیر بہائیوں کے متعلق فتوے!

سوال۔ بہائی لوگوں کا فتویٰ غیر بہائیوں کے متعلق کیا ہے؟

جواب۔ (الف) اہل بہاء کے نزدیک سب غیر بہائی کافر ہیں۔ بہاء اللہ لکھتے ہیں:۔

"یغلوم دن رات قل یا ایہا الکافرون پکار رہا ہے کہ شاید تنبیہ ہو"[2]

(ب) بہاء اللہ ہر غیر بہائی کو مشرک قرار دیتے ہیں۔[3] (ج) بہاء اللہ کے نزدیک ہر غیر بہائی جہنمی ہے۔ لکھتا ہے:۔ "والذی اعرض عن ھذا الامر انہ من

[1] دروس الدیانہ ص۲۳ [2] لوح ابن ذئب ص۷۱ [3] تبیینۃ من تعالیم البہاء ص۱۰۔

اصحاب السعیر"[1]

کہ جو شخص بہائیت سے اعراض کرتا ہے وہ دوزخی ہے۔ (د) بہائیت کو ترک کر دینے والے کو بہاء اللہ "ملعون" قرار دیتا ہے۔ اور لکھتا ہے:۔

"انہ لو یأمرکم بالمعروف یامرکم بالمنکر لو انتم من العارفین"[2]

کہ اگر وہ تم کو نیکی کا بھی حکم دے تو فی الحقیقت وہ بدی کا حکم دے رہا ہے۔ اگر تم معرفت رکھتے ہو۔ (ذ) غیر بہائیوں بالخصوص مسلمانوں کے متعلق بہاء اللہ نے لکھا ہے:۔

"ایاک ان لا تجتمع مع اعداء اللہ فی مقعد ولا تسمع منہ شیئاً ولو یتلی علیک من آیات اللہ العزیز الکریم لان الشیطان قد ضل اکثر العباد بما وافقھم فی ذکر بارئھم باعلیٰ ما عندھم کما تجدون ذلک فی ملأ المسلمین بحیث یذکرون اللہ بقلوبھم و السنتھم ویعملون کل ما امروا بہ وبذلک ضلوا واضلوا الناس ان انتم من العالمین"[3]

ترجمہ۔ خبردار! تو اللہ کے دشمنوں کیساتھ اکٹھا مت بیٹھ۔ اور نہ ان کی بات سن خواہ وہ تجھ پر خدائے عزیز و کریم کی آیات ہی پڑھیں۔ کیونکہ شیطان نے اکثر لوگوں کو خدا کے اچھے ذکر میں موافقت کر کے ہی گمراہ کیا ہے۔ جیسا کہ تم مسلمانوں کے بڑے لوگوں کو پاتے ہو۔ کہ وہ اللہ کو دلوں اور زبانوں کیساتھ یاد کرتے ہیں۔ اور جن باتوں کا ان کو حکم دیا گیا ہے ان پر عمل کرتے ہیں۔ اور اسی سے وہ خود گمراہ ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے لوگوں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ اگر تم جاننے والوں میں سے ہو۔"

ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ بہائیوں کا غیر بہائیوں کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ اور عملاً کس قدر ان کو تاکید ہے۔

(۴) آیت یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ اَلْفَ سَنَۃٍ کا صحیح مفہوم | سوال کیا

[1] مجموعہ اقدس ص۱۰ [2] الواح ص۲۷۹ [3] الواح ص۳۶۱ عہ نقل مطابق اصل۔

قرآن مجید میں یہ نہیں لکھا کہ اسلامی شریعت ہزار سال کے بعد منسوخ ہو جائے گی؟

جواب۔ قرآن مجید میں ایسا کوئی ذکر موجود نہیں، بلکہ اسکے برخلاف یہ بتایا گیا ہے۔ کہ قرآن مجید کبھی منسوخ نہ ہوگا۔ جیسا کہ ہم پچیس[۲۵] دلائل و آیات سے ثابت کر چکے ہیں۔ بہائی لوگ اپنے اس زعم کی تائید میں قرآن مجید سے ایک آیت پیش کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ (السجدة آیت ۵)

اہل بہاء کا اس آیت سے استدلال درست نہیں۔ اس آیت میں دو لفظ قابل غور ہیں۔ (۱) یدبر الامر۔ عربی زبان میں دبر الامر کے معنے ہوتے ہیں۔ تفکر فیه و نظر فی عاقبته اعتنیٰ به و نظّمه۔ کہ اس امر[۱] کے متعلق سوچا اور اسکے انجام میں غور کیا۔ اس[۲] کی طرف توجہ کی اور اسے ایک نظام سے قائم کیا۔ (المنجد) (۲) یعرج الیہ۔ عروج کے معنے ذهاب فی صعود کے ہیں یعنی بلندی کیطرف جانیکے (مفردات)

اب آیت کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ اللہ تعالیٰ شریعتِ اسلام اور اس روحانی بادشاہت کو دنیا میں آسمانی تدابیر اور سماوی نشانات سے مستحکم طور پر قائم کر دیگا۔ پھر ایک عرصہ کے بعد اسکا اللہ تعالیٰ کیطرف عروج ہوگا۔ جو ایک ہزار انسانی سال میں تکمیل کو پہنچیگا۔ بعد ازاں اسلام کی عالمگیر اشاعت کا دور شروع ہوگا۔

اس آیت سے نسخ قرآن پر استدلال کرنا سراسر باطل ہے۔ کیونکہ (۱) یعرج الیہ کے معنے ازروئے لغت منسوخ ہونیکے نہیں ہوتے۔ اور نہ اسجگہ کسی صورت میں بن سکتے ہیں۔ خدا کیطرف عروج تو ہمیشہ اچھی باتوں اور پاکیزہ اعمال کا ہوتا ہے۔ فرمایا مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (سورہ فاطر آیت ۱۰) کہ جو عزت چاہتا ہے، تو سب عزت اسکے اختیار میں ہے۔ اسی کی طرف پاک کلام عروج کرتا ہے۔ اور نیک عمل اسے بلند کرتا ہے۔" کیا کوئی شخص إِلَيْهِ

يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ کے یہ معنے کریگا۔ کہ پاک کلام منسوخ ہو جاتے ہیں۔ کیا سیاق و سباق اس قسم کے معنے کرنے کی اجازت دیگا؟ اگر نہیں تو یعرج الیہ کے معنے منسوخ ہونیکے کیونکر جائز ہیں۔ (۲) سورہ سجدہ بھی اس معنے کو غلط قرار دے رہی ہے کیونکہ وہاں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بعد تجدید دین کیطرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۰ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیکر فرمایا ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ۰ کہ بنی اسرائیل کے انبیاء موسوی امر کو بحکم الٰہی قائم کیا کرتے تھے جس میں یہ بتایا کہ آئندہ زمانہ میں اسلام کی تائید کے لئے بھی مامور ربانی مبعوث ہوں گے۔ اور اسلام کو ضعف کے بعد معنوی اور مادی غلبہ دیا جائیگا اس پر کفار کہتے ہیں۔ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۰ (آیت ۲۰) کہ یہ فتح تام کب آئے گی؟

پس اس سورۃ کے مضامین بتا رہے ہیں۔ کہ آیت زیر بحث میں اسلام کے منسوخ ہونے کی نہیں، بلکہ ہمیشہ قائم رہنے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ عرب کے کفار نے يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ سنکر یہ نہیں کہا کہ چلو ہزار سال کے بعد تو یہ دین منسوخ ہو ہی جائیگا۔ بلکہ انہوں نے یہ کہا۔ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۰ کہ یہ فتح مبین کب حاصل ہوگی؟ گویا بہائی وہ کہہ رہے ہیں۔ جو بدترین معاندین اسلام نے بھی نہ کہا تھا۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ دشمن تھے مگر اہل زبان تھے۔ یعرج الیہ کے معنے جانتے تھے۔ اور یہ زبان عربی سے ناواقف بھی ہیں اور دشمن بھی۔ (۳) خود آیت زیر نظر کے الفاظ بھی بہائیوں کے معنوں کو رد کر رہے ہیں۔ کیونکہ اسمیں فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ فعل یعرج الیہ کا ظرف ہے۔ یعنی عروج ہزار سال میں ہوگا۔ اگر اس کے معنے منسوخ ہونیکے ہیں تو منسوخ کرنیکے لئے ہزار سال کی کیا

ضرورت ہے۔ وہ تو ایک منٹ میں ہو سکتا ہے۔ اگر بہائیوں کا ترجمہ درست ہوتا تو "فی یوم" کی بجائے "بعد یوم" ہوتا جو موجود نہیں۔ پس از روئے لغت، از روئے سیاق و سباق اور از روئے الفاظ آیت بہائیوں کے معنے سراسر باطل ہیں۔

اس آیت کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ اوّل۔ اللہ تعالیٰ شریعت اسلام اور قرآن مجید کو زمین میں عملاً بھی قائم کر دیگا۔ پھر ایک زمانہ کے بعد قرآن مجید پر سے مسلمانوں کا عمل اٹھنا شروع ہوگا۔ اور ایک ہزار سال تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ پھر آیت قرآنی وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کے مطابق اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے ذریعہ قرآن مجید کو عملاً قائم کر دیگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم (بخاری) کہ تین صدیوں کے بعد مسلمانوں کا بحیثیت جماعت عملی رنگ پھیکا پڑنا شروع ہو جائے گا۔ تین سو سال تدبیر الامر کے اور ایک ہزار عروج کا۔ گویا چودھویں صدی کے سر پر اس موعود کو آنا چاہئے جو قرآن کو دوبارہ عملی طور پر قائم کرے۔

پس یعرج الیہ سے مراد صرف عمل قرآن کا تدریجاً اٹھ جانا ہے۔ اسی معنے کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں بیان فرمایا ہے۔ یوشک ان یأتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا من القرآن الا رسمہ۔ (مشکوۃ المصابیح) کہ ایک وقت آئیگا۔ جب اسلام کا نام اور قرآن کے الفاظ ہی رہ جائینگے یعنی عمل اٹھ جائیگا۔ قرآن کریم کا دنیا سے مطلقاً چلا جانا یعنی منسوخ ہو جانا تو اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور اس کی رحمت کے خلاف ہے۔ فرمایا:۔

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۸۶ء۸۷)

ترجمہ۔ اگر ہم چاہتے تو اس وحی کو جو تجھ پر نازل کی ہے لے جاتے۔ پھر تجھے ہمارے خلاف کوئی مددگار نہ ملتا۔ ہاں ہم اپنی رحمت کیوجہ سے اس قرآن کو ہمیشہ قائم رکھیں گے۔ اور یہ تجھ پر خدا کا بہت بڑا فضل ہے۔

دوم۔ آیت کے دوسرے معنے یہ ہو سکتے ہیں۔ کہ اسلام پر ایک دور تکمیلِ شریعت کا ہوگا اسکے سالوں کی تعیین نہیں کی۔ مکی سورۃ میں یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ فرمایا ہے۔ اور دوسری طرف مدنی سورۃ میں اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کا اعلان کر دیا ہے۔ دوسرا دور تکمیلِ اشاعت کا ہوگا۔ جو پہلے دور کے کافی عرصہ بعد شروع ہوگا جس پر "ثُمَّ" دلالت کر رہا ہے۔ اس دور کیطرف آیت هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الصف) میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اس دورِ اشاعتِ شریعتِ حقہ کا زمانہ انسانی شمار کے لحاظ سے ہزار برس ذکر فرمایا ہے۔ اس عرصہ میں دین اسلام کو بلحاظ اشاعت کامل عروج حاصل ہوگا۔ جو منجانب اللہ ہوگا۔ یعنی اسکے مامور احمد علیہ السلام کے ذریعہ اور آسمانی تدابیر سے یہ غلبہ ملیگا۔ اسلام کے حقایق و معارف کی عام اشاعت ہوگی۔

علاوہ ازیں ایک اور بات بہائیوں کیلئے قابل غور ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (المعارج)

ترجمہ۔ اللہ کیطرف فرشتے اور الروح ایسے وقت میں عروج کرینگے جسکی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔"

اب اہلِ بہاء بتائیں کہ کیا ملائکہ بھی منسوخ ہو جائیں گے۔ کیونکہ ان کیلئے بھی تعرج الیہ کا لفظ آیا ہے۔ پھر اس آیت میں الروح سے مراد قرآن مجید بھی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا (الشوریٰ ۵۲)

تو کیا اہلِ بہاء کا فرض نہیں۔ کہ قرآن مجید کو کم از کم پچاس ہزار سال کیلئے تسلیم کریں۔

اور بہائی شریعت کو قبل از وقت آجانے کے باعث جھوٹا قرار دیں؟

(۵) یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّکَانٍ قَرِیْبٍ کا مصداق

سوال۔ بہائی لوگ آیت وَاسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّکَانٍ قَرِیْبٍ (ق آیت ۴۱) سے مراد بہاء اللہ کو لیتے ہیں۔ اور مکان قریب سے مراد فلسطین اور اس میں سے بھی جبل الکرمل قرار دیتے ہیں۔ اس آیت کا مصداق کون ہے؟

جواب ۱۔ سورہ قٓ ہجرت سے قبل مکی زندگی میں نازل ہوئی ہے۔ مکہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ۔ کہ آپ ان منکرین کے اعتراضات پر صبر کریں۔ اور ساتھ ہی پیشگوئی کر دی وَاسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّکَانٍ قَرِیْبٍ۔ کہ آج تو یہ لوگ مکہ میں آہستہ آہستہ تبلیغ کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ وہ دن بھی آتے ہیں۔ جب مکہ سے قریب جگہ مدینہ سے اس منادی کی آواز بلند ہوگی۔ مکان قریب سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ اور اس میں اسکے مرکز اسلام بننے کی پیشگوئی تھی۔ جو پوری ہوگئی۔ بہاء اللہ یا بہائیت کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں۔

جواب ۲۔ کوئی بہائی کہہ سکتا ہے کہ پیشگوئیاں ذوالوجوہ ہوتی ہیں مکان قریب سے مدینہ بھی مراد ہے۔ اور اب جبل کرمل بھی۔ جیسا کہ بہائی لٹریچر کی کتاب الفرائد وغیرہ میں مکان قریب سے جبل کرمل مراد لیا گیا ہے۔ اس صورت میں میں کہتا ہوں۔ کہ یہ پیشگوئی بہرحال بہاء اللہ یا اس کے اتباع پر چسپاں نہیں ہوتی۔ کیونکہ اول تو اس آیت کریمہ میں "ینادِ المناد" کا لفظ ہے۔ نداء بلند آواز کو کہتے ہیں۔ اور بہاء اللہ اور بہائی لوگ تو آجتک فلسطین میں کھلے بندوں اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کرتے۔ ۱۹۳۳ء والی ملاقات میں جب میں نے جناب شوقی افندی سے اس کا سبب پوچھا، تو انہوں نے فرمایا، کہ ابھی تک ان لوگوں کی عقلیں اس قابل نہیں ہوئیں۔ عبدالبہاء افندی نے ۱۹۲۱ء میں حیفا

سے قاہرہ کے ایک بہائی کو خط میں حکم دیا کہ "علیکم بالتقیة"[۱] "تم پر تقیہ کرنا فرض ہے" بلکہ بتایا ہے کہ بہاء اللہ کا حکم ہے۔ کہ:۔

"جمال مبارک تبلیغ را در ایں دیار حرام فرمودہ اند مقصود این است کہ احباء باید کہ ایامے چند بکلی سکوت نمایند و اگر کسے سؤال نماید بکلی اظہار بے خبری کنند"[۲]

ترجمہ۔ بہاء اللہ نے ان ممالک میں تبلیغ کرنا حرام قرار دیا ہے مقصود یہ ہے۔ کہ دوستوں کو چاہیئے کچھ مدت بکلی خاموشی اختیار کریں۔ اور اگر کوئی سوال کرے تو کامل بیخبری کا اظہار کریں۔"

لہٰذا تحریک بہائیت یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّکَانٍ قَرِیْبٍ کا مصداق نہیں ہو سکتی۔

دوم۔ سورہ قٓ میں اس آیت کے بعد حکم ہے۔ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝ (ق آیت ۴۶) کہ تو اے نبی یا موعود ڈرا خوف رکھنے والوں کو قرآن مجید کیساتھ وعظ کر" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ کا مصداق وہ مدعی ہے۔ جو قرآن مجید کے ذریعہ نصیحت کرتا ہے۔ نہ وہ جو قرآن پاک کو منسوخ قرار دیتا ہے۔ یہ نص صریح ہے کہ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ سے مراد بہاء اللہ وغیرہ نہیں ہیں۔

اس پیشگوئی کا مصداق حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں کیونکہ ان کے فرزند اکبر اور خلیفہ برحق سیدنا حضرت امیر المومنین میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ یورپ جاتے ہوئے خود فلسطین تشریف لیگئے اور تبلیغ احمدیت کی بنیاد قائم کی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ جبل کرمل میں جماعت احمدیہ قائم ہو کر وہاں اور وہاں سے سارے بلاد عربیہ میں احمدیت کا پیغام پہنچا رہی ہے۔ کیا یہ جبل کرمل پر واقع ہے وہاں پر جبل کرمل کی چوٹیوں پر سے احمد کا نام دنیا میں پہنچ رہا ہے اور کھلی تبلیغ ہوتی ہے۔ عین ایک چوٹی پر جماعت احمدیہ کی شاندار سفید مسجد ہے۔ جو کئی میل کے فاصلہ سے نظر

---

[۱] مکاتیب جلد ۳ صفحہ ۳۲۵ ۔ [۲] مکاتیب جلد ۳ صفحہ ۳۲۷

آتی ہے جسکی بنیاد جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل نے ۱۹۳۱ء میں رکھی اور اس کی تکمیل ہو جانے پر ۱۹۳۳ء میں خاکسار نے اس کا افتتاح کیا۔ پھر وہاں ہمارا پریس ہے۔ ماہوار رسالہ البشریٰ جاری ہے جسے میرے بعد برادرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل شائع کرتے رہے۔ وہاں سے یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام کو اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچایا جا رہا ہے۔ جبل کرمل پر احمدیوں کی ایک نہایت مخلص جماعت موجود ہے۔ میرے دل میں یہ سطور لکھتے وقت ان دور افتادہ بزرگوں، بھائیوں اور بہنوں کے لئے انکے اخلاص کے باعث جذباتِ امتنان موجزن ہیں۔ اسوقت وہاں برادرم مولانا محمد شریف صاحب مولوی فاضل تبلیغ کے انچارج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

ان حالات میں کونسا منصف مزاج انسان کہہ سکتا ہے۔ کہ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ سے اگر جبل کرمل مراد ہو تو اس کا مصداق بہائی تحریک ہے اور سلسلہ احمدیہ نہیں۔ یقیناً ایسا کوئی نہیں کہہ سکتا۔

(۶) آیت وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا کا معیار اور بہاء اللہ

سوال۔ قرآنی معیار وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ (الحاقۃ) کے رو سے تیئیس سال تک مہلت پانا مدعی کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیا اس معیار کے رو سے بہاء اللہ کو بھی صادق مانا جا سکتا ہے؟

جواب۱۔ بہاء اللہ کو اس معیار قرآنی کے رو سے ہرگز صادق نہیں مانا جا سکتا۔ چنانچہ اس نے خود بھی کبھی اس معیار کے مطابق اپنے سچا ہونیکا دعویٰ نہیں کیا۔ اس کی کسی کتاب میں یہ مذکور نہیں کہ مجھے لو تقول علینا کے معیار پر پرکھ لو۔

جواب۲۔ بہاء اللہ مدعی الوہیت تھا۔ مدعی نبوت و رسالت نہ تھا۔ اور لو تقول علینا کا معیار نبوت و رسالت کے مدعی کے لئے ہے۔ بہاء اللہ کا مدعی نبوت نہ ہونا

اور مدعی الوہیت ہونا ہم گذشتہ صفحات میں ثابت کر چکے ہیں۔ آیت کا لفظ "تقول علینا" اس معیار کو اس مدعی سے مخصوص کرتا ہے۔ جو الوہیت اور ربوبیت کا دعویدار نہ ہو۔ مدعی الوہیت کیلئے قرآن مجید فرماتا ہے۔ وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ (الانبیاء آیت ۲۹) کہ ہم نے مدعی الوہیت کی اصل سزا جہنم مقرر کی ہے۔ یعنی دنیا میں دعویٰ الوہیت کرنا ہی اسکے جھوٹا ہونیکی دلیل ہے۔

جواب۳۔ آیت کا حصہ فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ بتلاتا ہے۔ کہ یہ اس مدعی کے متعلق ہے جو برملا دعویٰ کرے۔ بہاء اللہ تو خود تقیہ کرتا تھا۔ اور اپنے اتباع کو تقیہ کا حکم دیتا تھا۔ اس نے ماموران ربانی کیطرح دعویٰ ہی نہیں کیا۔

جواب۴۔ لفظ "بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ" بتا رہا ہے۔ کہ یہ مدعی معین کلمات پیش کر کے انہیں خدائی الہام قرار دے۔ مگر بہاء اللہ نے کبھی بھی معین کلمات پیش کر کے نہیں کہا۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ نہ ہی وہ یا باب لفظی الہام کے قائل تھے۔ وہ تو برہموؤں کی طرح ہر خیال کا نام الہام رکھتے تھے۔ اسکی کتب میں الہامات اور اسکا اپنا کلام ہرگز علیحدہ علیحدہ نہیں۔ اور بہائیوں کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ بہاء اللہ کا ہر قول اور ہر تحریر الہام ہے۔ وہ اس کے خطوط کا نام الواح رکھ کر اسے الہامی کہتے ہیں۔

پس بہاء اللہ ہرگز ہرگز معیار وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا کے مطابق صادق قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اگر بہائی اس معیار سے اسے سچا کہیں گے، تو انہیں صبح ازل کو بھی سچا ماننا پڑے گا۔ کیونکہ وہ دعویٰ کے بعد بہاء اللہ سے بھی زیادہ عرصہ تک زندہ رہا۔

باقی رہا کامیابی کا سوال، تو زندگی بھر تو وہ بقول خود "ذلتِ کبریٰ"[1] کا شکار رہا۔ جو شریعت بھی اس نے قرآن مجید کے مقابل جاری کرنی چاہی وہ ناکام رہی۔ اسکی وفات کے بعد بھی اسکی شریعت بہائیوں کے ہاتھوں حیز کتمان سے باہر نہیں آئی۔ بلکہ وہ اب تک اس کی

[1] الواح ص۸

اشاعت کو ناجائز قرار دیتے ہیں[1]۔ غرض بہاء اللہ اپنے مقصد کے لحاظ سے زندگی میں بھی اور آج بھی ناکام رہا ہے۔ اس لئے اسے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا کے مطابق سچا نہیں کہا جاسکتا۔ ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

(۷) باب اور بہاء کی قبریں کہاں ہیں؟

سوال۔ باب اور بہاء کی قبریں کہاں ہیں؟

جواب۔ بابی تاریخ میں لکھا ہے:۔

"جسم ہمایوں آں سرور را دو روز و دو شب در میدان انداختہ بعد ازاں در محلے دفن نمودند[2]۔"

گویا بقول بابیاں باب کا جسم ایران میں غیر معروف مقام پر مدفون ہے۔ بہائیوں کا دعویٰ ہے کہ:۔

"حضرت باب کی شہادت کے بعد آپ کے جسد مبارک کو مع آپ کے ساتھی کی نعش کے شہر کے باہر خندق کے کونے میں پھینکا گیا۔ دوسری شب کو آدھی رات کے وقت کچھ بابی اٹھا لائے اور سالہا سال تک ایران میں پوشیدہ مقامات پر رکھنے کے بعد آخر کار نہایت خطرہ اور تکلیف کیساتھ ارض مقدس میں لے آئے[3]۔" الخ

بہاء اللہ کی قبر عکاء سے باہر بہجہ کے باغیچہ میں ہے جبل کرمل میں نہیں۔

ایک بہائی کہتا ہے ؏ مابین لبنان وکرمل بهجة + فيها مقام بهاء ذي الآلاء[4]

ان جوابات سے ظاہر ہے۔ کہ بہائی تحریک کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ قرآن مجید سے بہائیت کی تائید میں کوئی استدلال نہیں ہو سکتا۔ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ

---

[1] جواب نامہ جمعیت و اصحاب۔ [2] نقطۃ الکاف صفحہ ۲۵۰۔ [3] عصر جدید اردو صفحہ ۲۴۔ [4] الفرائد صفحہ ۵۲۲

فصل دہم

بہائیت اور احمدیت

دس امتیازی فرق!

تیرہویں صدی ہجری میں اسلام کے خلاف جو کوششیں ہوئیں ان میں سے ایک خطرناک تحریک بابیت و بہائیت کی تحریک ہے۔ اس تحریک نے اسلام کی امتیازی خوبیوں کو ملیامیٹ کرنے کے لئے پوری کوشش کی۔ بہائیت نے مخالفین اسلام کی ہمنوائی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کے بد اثرات کے ازالہ اور اسلام کے دنیا میں پھیلانے کے لئے تحریک احمدیت کو قائم کیا۔ بہائیت اور احمدیت اپنے مقاصد اور ذرائع کے اعتبار سے بالکل متضاد تحریکیں ہیں۔ بہائی تحریک پر تبصرہ کی تکمیل کیلئے ضروری ہے کہ ان ہر دو تحریکوں کے نقطۂ نگاہ میں موازنہ کیا جائے۔ بعض لوگ کوتاہ فہمی یا شرارت سے یہ کہتے ہیں کہ احمدیت بہائیت کی نقل ہے۔ اس موازنہ سے ایسے لوگوں کی غلط بیانی کا بھی ازالہ ہو جائیگا۔

(۱) توحید الٰہی

بہائیت اور احمدیت میں پہلا فرق یہ ہے کہ بہائیت اللہ تعالیٰ کی توحید کو اسی طرح مسخ کرتی ہے جس طرح اس سے پہلے محرف عیسائیت کر چکی ہے۔ ابوالفضل بہائی لکھتے ہیں:۔

"علمائے سوریہ و سائر بلاد مشرق حضرت عیسیٰ را دارای دو طبیعت و مشیئت دانستند و آں عبارت است از مشیت لاہوت و مشیت ناسوت یعنی الوہیت و بشریت[1]۔"

---

[1] الفرائد صفحہ ۱۶۹

کہ عیسائی لوگ شام اور دیگر مشرقی ممالک میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح میں دو حیثیتیں موجود تھیں یعنی حیثیت لاہوت اور حیثیت ناسوت۔"[1]

بعینہٖ اسی رنگ میں بہائی بہاء اللہ کو الٰہ مانتے ہیں جیسا کہ گزشتہ ایک فصل میں مفصل بیان کیا جا چکا ہے۔ دروس الدیانۃ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ بہاء اللہ میں حقیقتِ الٰہیہ اور حیثیتِ ناسوتی موجود تھا۔ اور عبدالبہاء حقیقتِ الٰہیہ سے پیدا ہوئے تھے اور دوسرے لڑکے ناسوتی حیثیت سے۔

بہائیت نے جو توحید کی تعریف کی ہے۔ وہ بہاء اللہ کی وحدانیت میں داخل ہے۔

اسی سلسلہ میں بہاء اللہ کا قول ہے کہ:۔

"انا قد بینا الابن وما اطلع بما اراد ربك لا جبریل ولا الملائکة المقربین"[2]

ترجمہ: ہم نے بیٹے کو بطور کنایہ پیش کر دیا۔ اور جبرئیل اور مقرب فرشتوں کو بھی خدا کے ارادہ کی اطلاع نہیں ہوئی۔"

عبدالبہاء آفندی حضرت مسیح کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"دراز برائے بشر جانی خود را فدا کرد۔"

کہ انہوں نے انسانوں کی خاطر اپنی جان قربان کر دی۔"

اسکے مقابل سلسلہ احمدیہ اللہ تعالیٰ کی کامل توحید کا قائل ہے۔ بانی سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:

"ایک قادر و قیوم اور خالق الکل خدا ہے۔ جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا۔ وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔

......اس کی توحید زمین پر پھیلانے کیلئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو۔"[3]

بہائی عملی طور پر بہاء اللہ کی قبر کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور احمدی کسی غیر اللہ کیلئے سجدہ کو جائز نہیں سمجھتے

[2] الواح ص ۳۳۔ [3] کشتی نوح ص ۱۱

اور نہ ہی کسی قبر پر سجدہ کرتے ہیں۔ گویا بہائیت اعتقاداً و عملاً شرک قائم کرتی ہے اور احمدیت کی غرض و غایت توحید کا قیام ہے۔

(۲)

مقام محمدیت

موجودہ بہائی عقیدہ یہ ہے۔ کہ سب نبیوں میں سے حضرت مسیح افضل ترین ہیں۔ اسی لئے بہائی بہاء اللہ کی افضلیت کے سلسلہ میں حضرت مسیح سے مشابہت کا ذکر کیا کرتے ہیں۔

عبدالبہاء لکھتے ہیں:۔

"حقیقتِ مسیحیہ کہ کلمۃ اللہ است البتہ من حیث الذات والصفات والشرف مقدم بر کائنات است"[1]

مگر احمدیت کے نزدیک تمام نبیوں کے سردار سیدنا محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چنانچہ بانی سلسلہ احمدیہ کا الہام ہے:۔

"پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار"

نیز حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے۔ جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیت کا ختم ہو گیا ہے۔ اور دائرہ استعداد بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے۔ اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے۔ جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ حکمتِ الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے۔ جسکا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔"[2]

پھر تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی۔ اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اسکی جان گداز ہوئی۔ اسلئے خدا نے جو اسکے دل کے راز کا واقف تھا۔ اسکو تمام

[1] مفاوضات ص ۸۹ ۔ [2] توضیح مرام ص ۲۶

انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی۔ اور اسکی مرادیں اسکی زندگی میں اسکو دیں[1]۔"

غرض بہائیت بہاء اللہ کو خدا اور جملہ انبیاء میں سے مسیح کو سب سے افضل جانتی ہے۔ مگر احمدیت مقامِ محمدیت کو سب انبیاء کے مقام سے بالاتر مانتی ہے۔ اور ہر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں کہتا ہے ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

(۱۳)

قرآن مجید

قرآن مجید کے متعلق بہائی عقیدہ یہ ہے۔ کہ وہ ایک منسوخ شدہ کتاب ہے۔ اب اس کی پیروی سے نجات نہیں مل سکتی۔ لکھا ہے:۔

"شریعتِ فرقان بظہور مبارکش منسوخ شد[2]۔"

مگر احمدیت کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے اس عقیدہ پر رکھی ہے۔ کہ قرآن مجید کا ایک حرف بلکہ ایک نقطہ بھی منسوخ نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا اس شخص کا دشمن ہے۔ جو قرآن شریف کو منسوخ کیطرح قرار دیتا ہے۔ اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے۔ اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے[3]۔"

پھر تحریر فرماتے ہیں:۔

"تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں۔ جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے[4]۔"

---

[1] حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۶۔ [2] دروس الدیانۃ صفحہ ۱۲۔ [3] چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴۔ [4] کشتی نوح صفحہ ۲۴۔

کیا کوئی انصاف پسند انسان کہہ سکتا ہے۔ کہ احمدیت بہائیت کی نقل ہے۔ حالانکہ احمدیت بہائی عقاید کے زہر کیلئے سراسر تریاق کا حکم رکھتی ہے۔ کیا بہائیت کی رد کا وہ لوگ مقابلہ کرینگے، جو خود قرآن میں منسوخ آیات کے قائل ہیں۔ یا وہ مقدس جماعت اس فتنہ کو فرو کرے گی۔ جو قرآن مجید کے غیر منسوخ اور زندہ کتاب ہونے پر یقین رکھتی ہے؟

(۱۴)

خاتم النبیین

بہائی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ ایک بہائی مبلغ لکھتا ہے:۔

"بعقیدۂ جمیع ملت اسلام نبوت ختم است یعنے دیگر ناسخ این دین باشد از جانب خدا نازل نخواہد شد۔"

یعنی تمام مسلمانوں کے نزدیک ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے۔ کہ اب اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایسا کوئی دین نازل نہ ہوگا۔ جو اسلام کو منسوخ کرنے والا ہو۔"

مسلمان فرقوں کے اس عقیدہ کو ذکر کرنیکے بعد بہائی مبلغ لکھتے ہیں:۔

"نہ لفظ خاتم النبیین دلالت دارد کہ شریعتہ دیگر بعد از شریعت نبویہ ظاہر نگردد و نہ کلمہ لانبی بعدی مشعر براینکہ صاحب امرے بعد از حضرت رسول ظاہر نشود[1]۔"

کہ ہمارے نزدیک نہ لفظ خاتم النبیین اور نہ ہی کلمہ لانبی بعدی اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ آئندہ کوئی شریعت نہ آئے گی یا کوئی شارع بعد آنحضرت صلعم ظاہر نہ ہوگا۔"

عام مسلمانوں کے عقیدہ کے متعلق دوسری جگہ لکھا ہے:۔

"کلمہ مبارک خاتم النبیین را براین معنی حمل مینمایند کہ رسولے و نبی دیگر بعد از حضرت رسول علیہ السلام ظاہر نخواہد شد[2]۔"

---

[1] الفرائد صفحہ ۳۳۲۔ [2] الفرائد صفحہ ۳۰۳

کہ وہ خاتم النبیین سے استدلال کرتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہ آئے گا۔

بہائیوں کا عقیدہ نبوت کے متعلق یہ ہے کہ :۔

"اہل بہاء دور نبوت کو ختم جانتے ہیں امت محمدیہ میں بھی نبوت جاری نہیں سمجھتے۔"[1]

خلاصہ یہ کہ غیر احمدی مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ نہ نئی شریعت آسکتی ہے۔ اور نہ کوئی تابع شریعتِ محمدیہ نبی آسکتا ہے۔ اسلام کے فیضان کا دروازہ بند ہے۔ بہائی کہتے ہیں۔ کہ بیشک نبی نہ آئیں گے۔ اور نہ ہی اسلام کے تابع کوئی نبی ہوگا۔ ہاں اب اسلامی شریعت منسوخ ہو کر نئی شریعت آگئی ہے۔ گویا اسلام کے فیضان کا دروازہ ہی بند نہیں ہوا بلکہ یہ مکان بھی گر گیا ہے۔ مگر احمدیت ان دونوں کے خلاف یہ صحیح عقیدہ پیش کرتی ہے۔ کہ نہ تو اسلام کا مکان گر گیا ہے۔ تا نئی شریعت کی ضرورت پیش آئے کیونکہ اس گھر کا نگران خود خدا تعالیٰ ہے۔ اور نہ ہی اس مکان کا دروازہ بند ہوا ہے تا تابع شریعت محمدیہ انبیاء کا آنا مسدود ہو۔ آنحضرتؐ کی اتباع و اطاعت میں نبی ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝[2]

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کامل رسول (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کریں گے۔ وہ ان لوگوں کے ہم مرتبہ ہوں گے جن پر اللہ انعام کر چکا ہے یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے۔ یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔"

بانیٔ سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر

---

[1] کوکب ہند دہلی ۲۴ جون ۱۹۲۸ء [2] سورۃ نساء ع ۹۔

شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔"[1]

خلاصہ یہ کہ بہائیت کا نقطۂ نگاہ تخریب اسلام ہے۔ اور احمدیت کا مقصد تعمیرِ اسلام ہے۔ وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا بَيِّنٌ۔

(۵)

حیات و وفات مسیحؑ

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیات و وفات کے متعلق بہائیت کا عقیدہ دو رنگی رکھتا ہے بہاء اللہ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو فلک چہارم پر زندہ مانا ہے۔ جیسا کہ عام غیر احمدی مانتے ہیں۔ بہاء اللہ نے لکھا ہے :۔

(۱) "وارد شد برآں جمال اقدس آنچہ کہ اہلِ فردوس نوحہ نمودند و لقسمے برآنحضرت امر صعب شد کہ حق جل جلالہٗ باراده عالیہ بسماء چہارم صعودش داد۔"[2]

ترجمہ کہ حضرت عیسٰی پر اتنے مصائب آئے کہ اہل فردوس بھی نوحہ کرنے لگے۔ اور ان پر اتنی سختی ہوئی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ کے ماتحت ان کو چوتھے آسمان پر اٹھا لیا۔

(۲) "ضاقت علیہ الارض بوسعتہا الی ان عرجہ اللہ الی السماء۔"[3]

ترجمہ حضرت عیسٰی پر زمین فراخ ہونیکے باوجود تنگ ہوگئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکو آسمان پر اٹھا لیا۔"

مگر عبد البہاء افندی نے عیسائیت کے زیر اثر حضرت مسیح کو مقتول و مصلوب تسلیم کیا ہے۔ لکھتے ہیں :۔

(۱) "در دست یہود افتاد و اسیر ہر ظلوم و جہول گردید و عاقبت مصلوب شد۔"[4]

(۲) "البتہ مقتول و مصلوب گردد۔ لہٰذا حضرت مسیح در وقتے کہ اظہار امر فرمودند جان را فدا کردند۔"[5]

یعنی حضرت عیسٰی یہودیوں کے ہاتھ میں پڑ کر مصلوب و مقتول ہوگئے اور انہوں نے اپنی جان کو فدا کر دیا۔"

گویا بہاء اللہ حضرت عیسٰی کو آسمان پر زندہ مانتے تھے۔ اور عبد البہاء ان کی صلیبی موت کے

---

[1] تجلیات الٰہیہ ص ۲۵۔ [2] الواح ص ۳۴۹۔ [3] باب الحیاۃ ص ۱۶۲۔ [4] مفاوضات ص ۲۰۔ [5] مفاوضات ص ۶۰۔

قائل تھے۔ اور انہیں مصلوب و مقتول قرار دیتے تھے۔ احمدیت بہائیت کے ان عقائد کے خلاف یہ عقیدہ پیش کرتی ہے۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام صلیبی موت سے نہیں مرے اور نہ مقتول ہوئے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ۔ مگر وہ جسم سمیت آسمان پر بھی زندہ موجود نہیں۔ کیونکہ ان کی توفی ہو چکی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران) کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے آنیوالے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں ؎

ابنِ مریم مر گیا حق کی قسم ✦ داخلِ جنت ہوا وہ محترم

کیا اس قسم کے فرق کے باوجود بھی کوئی منصف مزاج کہہ سکتا ہے۔ کہ احمدیت بہائیت سے ماخوذ ہے؟ ہاں یہ بات واضح ہی ہے۔ کہ اس سلسلہ میں کونسا عقیدہ صحیح اور درست ہے؟ مسیح کو جسم سمیت زندہ آسمان پر ماننا یا صلیب پر مقتول مان کر ملعون قرار دینا (نعوذ باللہ) یا ان کو باقی انبیاء کیطرح طبعی موت سے فوت شدہ ماننا۔ ای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون۔

(۶)

لفظی الہام

الہام کے متعلق بہائی عقیدہ یہ ہے کہ لفظی الہام نہیں ہوا کرتا۔ بہاء اللہ نے لکھا ہے:۔

"ان کلام اللہ عز وجل اعلیٰ و اجل من ان یکون مما تدرکه الحواس"۔

کہ کلام الٰہی اس سے بالا ہے کہ اسکا ادراک حواس انسانی کر سکیں۔ پھر اسی جگہ لکھا ہے:۔

"انه ظهر من غیر لفظ و صوت"[۱]

کہ الہام الٰہی نہ الفاظ میں ہوتا ہے۔ اور نہ اس کی آواز ہوتی ہے"۔

[۱] مجموعہ اقدس ص۱۰۱۔

باب کی کتابوں کے ذکر پر لکھا ہے۔

"انہوں نے ان تالیفات کو الہامی صحیفوں اور کلام فطری کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ فرشتہ کے ذریعے اپنے اوپر وحی اترنے کا انہوں نے دعویٰ بالکل نہیں کیا"[۱]۔

بہائیوں کے اس عقیدہ کا اثر قرآن مجید کے الفاظِ خداوندی ہونیکے علاوہ دیگر الہامات پر بھی پڑتا ہے۔ اور وحی کی حقیقت بالکل مشتبہ ہو جاتی ہے۔ احمدیت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام جلی وحی و الہام الفاظ الٰہی میں ہوتا ہے۔ اور وہ زندہ کلمات مسیح کی طرح انسان کے دل میں دھنس جاتے ہیں۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اس مسئلہ پر اپنی مختلف کتابوں میں بحث کی ہے۔ رسالہ "برکات الدعاء" میں سر سید کے خیالات کی تردید کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

"سوال یہ ہے کہ کیا انبیاء کی وحی کی یہی حقیقت ہے کہ وہ بھی درحقیقت ایک فطرتی جوش قسم کے اقتضاء سے فیضیاب ہو کر نکلتی ہے جسکی تفصیل ابھی بیان ہوئی ہے۔ اگر صرف اتنی ہی بات ہے تو حقیقت معلوم شد کیونکہ انبیاء کی وحی کو صرف ایک ملکہ فطرت قرار دیکر پھر انبیاء اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں میں مابہ الامتیاز قائم کرنا نہایت مشکل ہے ۔۔۔۔۔

پھر خود قرآن اور حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی ایک فرق ہے۔ اور اسی فرق کی بنا پر حدیث کے الفاظ کو اس چشمہ سے نکلا ہوا قرار نہیں دیتے جس چشمہ سے قرآن کے الفاظ نکلے ہیں"[۲]

پس انبیاء کی وحی کے لفظی ہونے یا نہ ہونے میں احمدیت اور بہائیت کا اختلاف ہے اسی بنا پر بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنے الہامات میں خدائی الفاظ معین طور پر پیش کئے ہیں۔ مگر بہاء اللہ کی کتابوں میں اس کا کوئی نمونہ موجود نہیں۔

(۷)

ملائکہ

[۱] باب الحیاۃ ص۴۳۔ [۲] برکات الدعاء ص۱۶۔

اہل بہاء کے نزدیک جب الہام و وحی صرف ملکۂ فطرت کا نام ٹھہرا۔ تو یقیناً وہ ملائکہ کی بھی وہ تشریح نہ کریں گے، جو اسلام نے کی ہے۔ بہائی لوگ ملائکہ کے روحانی وجود اور ان کے وحی لانیکے منکر ہیں۔ وہ صرف نیک لوگوں کو ملائکہ قرار دیتے ہیں مگر احمدیت ملائکہ کے روحانی وجود کی بھی قائل ہے۔ اور ان کے ذریعہ وحی اترنے کی اقراری ہے۔

(۸)
قیامت

بہائی لوگوں کے نزدیک دنیا کا یہ نظام ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ اس قیامت کے قائل نہیں جسے اسلام نے پیش کیا ہے۔ وہ صرف نبیوں کی بعثت کو قیامت کہتے ہیں لیکن سب انسانوں کے مرکر اٹھنے اور جزاء و سزا کیلئے پیش ہونیکو نہیں مانتے۔ تفصیلی بحث کا یہ موقعہ نہیں۔ مَیں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ احمدیت اس بارے میں بھی بہائیت سے مختلف ہے۔ احمدی نقطۂ نگاہ سے اس دنیا کے سلسلہ کا ضرور خاتمہ ہوگا۔ اور یہ حادث نظام ایکدن فنا ہو جائیگا۔ تب حشر اجساد ہوگا۔ بلاشبہ احمدیت روحانی قیامت کی قائل ہے۔ جو نبیوں کے آنیسے بپا ہوتی ہے قرآن و حدیث میں اسکا ثبوت موجود ہے علماء سلف اسے مانتے آئے ہیں مگر احمدی لوگ بہائیوں کی طرح جسمانی قیامت اور حشر اجساد کے منکر نہیں۔

(۹)
خلفاء ثلاثہ

بابیت اور بہائیت کا عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے حقدار حضرت علیؓ تھے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے ازرہِ غصب خلافت پر قبضہ کرلیا تھا اس بناء پر بابی اور بہائی لوگ شیخین اور دیگر بزرگ صحابہؓ کو گالیاں دیتے ہیں اور انہیں جہنمی مانتے ہیں نعوذ باللہ من ذلک۔ علی محمد باب نے لکھا ہے "در صدر اسلام تا ہفت سال غیر از امیر المومنین کسے مومن بسول اللہ نشد واقعاً خالصاً و آنچہ بعد شد اگر صادق بود در یوم عروج رسول اللہ خارج نمے گشت کہ نفر زیادہ نماند از اصحاب"[1] گویا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نعوذ باللہ مومن نہ تھے منافق تھے اور پھر مرتد ہو گئے تھے۔ دوسری جگہ باب نے لکھا ہے: "اگر امروز کسے نظر در بدء شجرۂ قرآن کند بیقین مشاہدہ میکند کہ پنج حروفِ نفی چگونہ در آنید

[1] البیان قلمی باب ۱۳ واحد ۲

تحت الثریٰ مضمحل شدہ کہ اول و ثانی و ثالث و رابع و خامس باشد و پنج حروفے کہ دلالت بر اثبات میکند چگونہ در علی علیین مرتفع شدہ کہ محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین باشد۔" یعنی باب نے پانچ حروف اثبات قرار دیئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ حروف اثبات ہیں۔ انکو باب نے جنتی قرار دیا ہے۔ اسکے مقابل پانچ "حروف نفی" قرار دیئے ہیں۔ اور انہیں جہنمی اور اسفل السافلین میں رہنے والے بتایا ہے۔ اس مقام پر باب نے "حروف نفی" کو دوزخی قرار دیا ہے۔ مگر خود اسجگہ انکی تعیین نہیں کی۔ دوسرے موقعہ پر بابی مورخ مرزا جانی کاشانی نے اسکی تصریح کی ہے۔ لکھا ہے:-

"روزے رسولِ خدا با شاہِ ولایت خلوت فرمودہ و خبر از امور آئندہ میداد و فرمود کہ اے علی جبرائیل امین مرا خبر داد کہ بعد از تو حرف اول از حروف نفی غصب خلافت نماید و حرف دوم نصرتِ اورا نماید"[1]

ترجمہ۔ ایکدن رسول کریم صلعم نے حضرت علیؓ کو مستقبل کی خبریں دیں۔ اور فرمایا کہ اے علیؓ جبرائیلؑ نے مجھے بتایا ہے کہ میرے بعد حروف نفی میں سے حرف اول خلافت کو غصب کریگا۔ اور اس بارے میں حرف دوم اسکی مدد کریگا۔"

اس حوالہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بابیوں اور بہائیوں کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ حروفِ نفی میں سے ہیں حضرت معاویہؓ اور یزید کو ملاکر شیعہ، بابی اور بہائی پانچ حروف نفی قرار دیتے ہیں۔ اور البیان میں باب نے حروف نفی کو جہنمی لکھا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ بابیوں اور بہائیوں کا خلفاء ثلاثہ کے متعلق کیا مذہب ہے؟

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلفاء ثلاثہ کو بھی برحق اور صادق قرار دیا ہے۔ اور خلافت میں اسی ترتیب کو صحیح قرار دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فعل سے وقوع پذیر ہوئی ہے۔ اس بارے میں آپکی کتاب "سر الخلافۃ" قابلِ دید ہے دوسری کتب میں بھی حضورؑ نے اس بات کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:-

(۱) "جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بیوقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔"[2]

(۲) "دفن بجوار رسول اللہ رجلان کانا صالحین مطہرین مقربین طیبین و جعلھما اللہ رفقاء رسولہ فی الحیوۃ و بعد الحین"[3]

ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو ایسے شخص دفن ہوئے ہیں جو مطہر تھے مقرب تھے پاکباز تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندگی

[1] نقطۃ الکاف ص ۱۰۳۔ [2] الوصیت ص ۶۔ [3] حجۃ اللہ ص ۸۹۔

میں بھی اور وفات کے بعد بھی اپنے رسول کے رفقاء میں سے بنایا ہے۔"

(۳) "اظہر علی نبی ان الصدیق والفاروق وعثمان کانوا من اہل الصلاح والایمان وکانوا من الذین آثرھم[۱]" کہ ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ نیک پاک اور برگزیدہ خدا تھے۔

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ سلسلہ احمدیہ خلفائے ثلاثہ کو بھی پاک اور مطہر اور برحق خلیفے مانتا ہے۔ اور یہ عقیدہ بابیت و بہائیت کے صریح خلاف ہے۔

(۱۰) آئندہ پروگرام

بہائیت کا پروگرام یہ ہے۔ کہ اب اسلامی شریعت دنیا سے مٹ جائے اور بہائی شریعت دنیا میں قائم ہو جائے۔ بہائی لوگ اس پروگرام کو پورا کرنے کیلئے کوشاں ہیں مگر سلسلہ احمدیہ کے بانی نے اعلان فرمایا ہے کہ:-

"مجھے دکھلایا گیا اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے[۲]"

پھر تحریر فرماتے ہیں:- "اب وہ زمانہ آگیا جس میں خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسول محمد عربی جسکو گالیاں دی گئیں جسکے نام کی بےعزتی کی گئی جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں۔ وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے اسکے قبول میں حد سے زیادہ انکار کیا گیا۔ مگر آخر اسی رسول کو تاج عزت پہنایا گیا۔ اسکے غلاموں میں سے ایک میں ہوں جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے[۳]"

اپنے زمانہ وفات کو قریب پاکر جماعت کو بطور وصیت فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے[۴]"

احمدیت کا یہ مطمح نظر ہے اور اسی شاندار پروگرام کو پورا کرنے کیلئے جماعت احمدیہ کے مرد و زن مشرق و مغرب میں سعی کر رہے ہیں۔

ان امور عشرہ سے ظاہر ہے۔ کہ عقائد و اعمال ہر دو لحاظ سے بہائیت اور احمدیت میں بجز آگ اور پانی یا زہر اور تریاق کے اور کوئی نسبت قائم نہیں +

---

[۱] سر الخلافہ صفحہ ۔ [۲] تذکرہ صفحہ ۲۱۲ ۔ [۳] حقیقۃ الوحی صفحہ ۔ [۴] الوصیت صفحہ

خاتمہ

جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے بہائیوں کے موجودہ زعیم کو دعوت مقابلہ

(۱)

بہاء اللہ نے لکھا ہے:- "من یدعی امراً قبل اتمام الف سنۃ کاملۃ انہ کذاب مفتر نسأل اللہ بان یؤیدہ علی الرجوع ان تاب انہ ھو التواب وان اصر علی ما قال یبعث علیہ من لا یرحمہ انہ شدید العقاب[۱]"

اس معیار کے رو سے بہائیوں کا فرض تھا کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا برگزیدہ انسان یقین کرتے۔ کیونکہ آپ نے بہاء اللہ کے بعد دعویٰ کیا اور خدا کے الہام پر اپنے دعویٰ کی بنیاد رکھی۔ اگر آپ نعوذ باللہ مفتری ہوتے تو آپ پر شدید عذاب نازل ہوتا مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب و کامران ہوئے۔ پس بہاء اللہ کے مقرر کردہ معیار کے رو سے بھی حجت پوری ہو گئی۔

(۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روحانی مقابلہ کیلئے تمام مخالفین اسلام کو بلایا۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:-

"خدا نے اس زمانہ میں ارادہ کیا ہے۔ کہ اسلام جس نے دشمنوں کے ہاتھ سے بہت صدمات اٹھائے ہیں وہ اب سر نو تازہ کیا جائے۔ اور خدا کے نزدیک جو اس کی عزت ہے وہ آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ظاہر کی جائے میں سچ

---

[۱] اقدس صفحہ ۸۰

سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایسے بدیہی طور پر سچا ہے کہ اگر تمام کفار روئے زمین
دُعا کرنے کے لئے ایک طرف کھڑے ہوں اور ایک طرف صرف مَیں اکیلا اپنے
خُدا کی جناب میں کسی امر کے لئے رجوع کروں تو خُدا میری ہی تائید کرے گا۔"[1]

اگر نعوذ باللہ مذہب اسلام منسوخ ہو چکا تھا اور بانی سلسلہ احمدیہ نعوذ باللہ مفتری تھے تو بہائیت کے پیشواؤں کا فرض تھا کہ اس روحانی مقابلہ کی جرأت کرتے۔ مگر وہ اسلام کے جری کے مقابل پر آنے کی ہمت نہ کر سکے۔

(۳)

مذہب ایک رُوحانی طاقت ہے۔ سو مَیں نے چاہا۔ کہ "بہائی تحریک پر تبصرہ" میں معقولی و منقولی دلائل کے علاوہ طالبانِ حق کے لئے ایک روحانی مقابلہ کا معیار بھی پیش کیا جائے۔ بہاء اللہ ۱۸۹۲ء میں فوت ہو گئے اور ۱۹۰۸ء میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ مقابلہ اس وقت دونوں تحریکوں کے بانیوں میں تو ممکن نہیں۔ لیکن دونوں کے جانشین موجود ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کی قیادت حضرت مسیح موعودؑ کے لختِ جگر سیّدنا حضرت امیر المومنین اطال اللہ بقاءہ کے ہاتھ میں ہے اور بہائیوں کے موجودہ لیڈر جناب شوقی افندی ہیں۔ جو عبد البہاء کے نواسے ہیں۔

حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہٖ نے ۱۹۱۷ء میں شملہ کی بلند چوٹیوں سے اعلان فرمایا تھا کہ:۔

"مَیں حضرت مسیح موعودؑ کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے
اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے سچا ہونے کا یقین ہے تو آئے اور آکر ہم سے
مقابلہ کر لے۔ مجھے تجربہ کے ذریعہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے،
اور کوئی مذہب اس کے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتا۔"

[1]:۔ چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۴۔

آگے چل کر فرمایا:۔

"اُن کو مقابلہ پر آنا چاہیئے جو کسی مذہب یا فرقہ کے قائم مقام ہوں۔ اس وقت
دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ خُدا کس کی دُعا قبول کرتا ہے۔ مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ
ہماری ہی دُعا قبول ہو گی۔ افسوس ہے کہ مختلف مذاہب کے بڑے لوگ اس مقابلہ
میں آنے سے ڈرتے ہیں۔ ورنہ حق نہایت روشن طور پر کھل جاتا۔ اگر اس مقابلہ
کے لئے مختلف مذاہب کے لوگ نکلیں تو ان کو ایسی شکست ہو گی کہ پھر مقابلہ کرنے
کی انہیں جرأت ہی نہ رہے گی۔"[1]

ناظرین کرام! اس چیلنج پر قریبًا ربع صدی گزر چکی ہے مگر کسی مخالفِ اسلام لیڈر کو اس کی جرأت نہیں ہُوئی کہ دُعا کے مقابلہ کے اس میدان میں نکلے۔ مَیں اب یہ چیلنج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی اجازت سے خاص طور پر بہائیوں کے موجودہ زعیم جناب شوقی افندی کے نام شائع کرتا ہوں۔ اور یہ کتاب ان کو حیفا بھجوا رہا ہوں۔ کیا وہ اس روحانی مقابلہ کی جرأت کریں گے؟ اہلِ بہاء کو چاہیئے کہ وہ جناب شوقی افندی کو اس کے لئے آمادہ کریں۔ اس سے اسلام کے زندہ مذہب نیز احمدیہ عقائد کے برحق ہونے کا ایک اور روشن ثبوت پیدا ہو جائے گا۔

مَیں اس دعوت پر اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ بھولے بھٹکے انسانوں کو صحیح راہ دکھائے اور اسلام کی اشاعت کے غیر معمولی سامان پیدا فرمائے۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

خاکسار:۔ ابو العطاء جالندھری
۲۰ دسمبر ۱۹۴۰ء بروز جمعہ

[1]:۔ اخبار الفضل مؤرخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۷ء۔